

جاء الحق پر وہابیوں کے سب اعتراضات کا مدلل و مسکت جواب



نصر الحق

فی ردّ الوهابیّة و تأیید جاء الحق

بہ نفع نظام رضا

مولانا محمد محبت علی قادری

مکتبہ قادریہ سکندریہ
حزب الاحناف
پنج بخش روڈ لاہور

جاء الحق پر وہابیوں کے سچا اعتراضات کا مدلل و مسکت جواب

نصرت الحق

فِي رَدِّ الْوَهَابِيَّةِ وَتَأْيِيدِ جَاءِ الْحَقِّ

مفت عظیمی غلام رضا محمد مجتبیٰ علی قاضی

سید عجاز علی شاہ گیلانی

رہسپ خواہ آستانہ عالیہ پورہ شاہ قریب شاہ کوٹہ

مکتبہ طابریہ بیکندریہ حرب الاحیاء قلم حسن ولاحیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

نام کتاب	لہرۃ الحق فی رد الوہابیہ و تاسیہ جاء الحق
موضوع	کتاب جاء الحق پہ اعتراضات کا تحقیقی جائزہ
تہذیب	حضرت علامہ مولانا محمد مجتبیٰ علی قادری مدظلہ
صفحات	۳۷۶
سرورق	محمد مصطفیٰ عطاری
کپڑے	ورڈ زیمکرا لاہور
طابع	میان جہیل پرنٹرز لاہور
تاریخ اشاعت	بدھ ۲۰ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ نومبر ۲۰۱۵ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	مکتبہ قادریہ سکندریہ لاہور

ملنے کا پتا

مکتبہ قادریہ سکندریہ

حزب الاحناف صلیج بخش روڈ لاہور

انتساب

امام آلہ کشف اللہ سراج الامہ مقتداء الامہ عظیم الشان و ارفع المقام صلی
القدور و العظمت افضل الافرادیین و اشرف الاشرافین و اکمل الاکملین جتہ الجہدین و
سند آلہ اصولین مجتہد اعظم و امام اعظم ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ
کے نام

جس نے شریعت مطہرہ کے بحر عمیق میں غوطہ زنی و اجتہاد سے امت کے لئے فائدہ
کی صورت میں اصول موتی تلاش کئے اور افراط و تفریط سے پاک طریق السویہ متعین کیا
اور جن کی شان میں اکثر و معتبر شارحین کے نزدیک حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا: لَکُمُ الْفَرَقُ الَّذِیْنَ عِنْدَ الْفَرَقِ لَدَّهَبٌ بِہِ رَجُلٌ مِّنْ قَارِیَہِ اَوْ قَالَ مِّنْ
اَہْلِیَّہِ قَارِیَہِ حَتّٰی یَعْتَاوُکَ . (مسلم ۲۵: ۲۵) کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ۔ اگر
دین شریا ستارے کے پاس بھی ہو تو قاریس سے ایک شخص یا فرمایا قاریس کے بیٹے سے
وہاں سے پالیں گے۔ اور حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی بن عثمان چوہدری رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ ایک رات میں امام عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ہلال رضی اللہ
عنہ کے مزار پر تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ دیکھا کہ آپ گود
میں ایک نورانی چہرہ والی عسلی کو لٹائے ہوئے ہیں۔ عرض کرنے پر فرمایا کہ یہ حیر امام اور
نیری قوم (مسلمانوں) کا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہے۔ (کشف الحجب)

وہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس مقبول بندہ کے صدقے ہمیں علم نافع کے ساتھ عمل
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر محمد محبت علی قادری

- ۵۶ وہابی صاحب کا قاعدہ مسلمہ سے انکار
 ۶۲ انصوس میں تعارض کے وقت حکم
 ۶۶ غیر مقلد کے ایک دعویٰ کا جواب
 ۶۷ وہابیوں کے خود ساختہ عقائد
 ۶۸ صحابہ کا بحالت نماز میں رسول اللہ کا تصور کرنا
 ۷۲ کالوں تک ہاتھ اٹھانے کی بحث
 ۷۳ غیر مقلد کی حدیث سے بے علمی
 ۷۴ مرد و عورت کے تکبیر ادا کرنے میں ہاتھ اٹھانے کا فرق
 ۷۶ الجواب اول
 ۷۸ عبداللہ بن مسعود بلند پایا صحابی ہیں
 ۸۶ خیانت یا غیر مقلد کی جہالت قارئین خود دیکھ لیں
 ۹۱ مفتی احمد یار خان نعیمی کا تمام غیر مقلدوں کو چیلنج
 ۹۲ غیر مقلدوں کا اقرار کہ کالوں تک ہاتھ اٹھانا بھی سنت ہے
 ۹۳ کالوں تک ہاتھ اٹھانے کی احادیث کی صحت کا بیان
 ۹۵ زمین ناف ہاتھ باندھنے پر بحث
 ۹۶ غیر مقلد نے خود ہی اپنا رد کر دیا
 ۱۰۱ زمین ناف ہاتھ باندھنا سنت ہے
 ۱۰۳ صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ہیں
 ۱۰۶ زمین ناف ہاتھ باندھنا انبیاء کا طریقہ ہے
 ۱۰۸ اس پر غیر مقلد کا اعتراض
 ۱۱۰ حج تعلیم کرنا وہابیوں کی عادت ہی نہیں
 " گرم وہابیہ کو چیلنج
 " وہابیہ کی عادت
 III وہابیہ کی عادت

فہرست مضامین

- ۳ تناسب
 ۱۵ تقریظ سعید
 ۱۶ تقریظ سعید
 ۱۷ تقریظ سعید
 ۱۹ تقریظ سعید
 ۲۰ تقریظ سعید
 ۲۱ تقریظ سعید
 ۲۳ اسمائے گرامی علیہ السلام
 ۲۴ اعتراضات اصحاب
 ۲۶ مقدمہ
 ۲۹ سبب تالیف
 ۳۲ خطبہ الکتابہ
 ۳۳ حدیث کی اقسام و تقریف
 " وہابی کی اپنے غیر مقلدوں کی نسبت سے بے علمی
 ۳۷ حدیث ضعیف فضائل اعمال میں مستحب ہے
 " وہابی علم کے عمل سے حدیث کا ضعف جاتا رہتا ہے
 ۴۱ غیر مقلد کے جہل و غفلت کے جواب
 ۵۲ وہابیہ کی عادت

- ۵۶ وہابی صاحب کا قاعدہ مسلمہ سے انکار
 ۶۲ انصوس میں تعارض کے وقت حکم
 ۶۶ غیر مقلد کے ایک دعویٰ کا جواب
 ۶۷ وہابیوں کے خود ساختہ عقائد
 ۶۸ صحابہ کا بحالت نماز میں رسول اللہ کا تصور کرنا
 ۷۲ کالوں تک ہاتھ اٹھانے کی بحث
 ۷۳ غیر مقلد کی حدیث سے بے علمی
 ۷۴ مرد و عورت کے تکبیر ادا کرنے میں ہاتھ اٹھانے کا فرق
 ۷۶ الجواب اول
 ۷۸ عبداللہ بن مسعود بلند پایا صحابی ہیں
 ۸۶ خیانت یا غیر مقلد کی جہالت قارئین خود دیکھ لیں
 ۹۱ مفتی احمد یار خان نعیمی کا تمام غیر مقلدوں کو چیلنج
 ۹۲ غیر مقلدوں کا اقرار کہ کالوں تک ہاتھ اٹھانا بھی سنت ہے
 ۹۳ کالوں تک ہاتھ اٹھانے کی احادیث کی صحت کا بیان
 ۹۵ زمین ناف ہاتھ باندھنے پر بحث
 ۹۶ غیر مقلد نے خود ہی اپنا رد کر دیا
 ۱۰۱ زمین ناف ہاتھ باندھنا سنت ہے
 ۱۰۳ صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ہیں
 ۱۰۶ زمین ناف ہاتھ باندھنا انبیاء کا طریقہ ہے
 ۱۰۸ اس پر غیر مقلد کا اعتراض
 ۱۱۰ حج تعلیم کرنا وہابیوں کی عادت ہی نہیں
 " گرم وہابیہ کو چیلنج
 III باب وضع الیدین علی الصدور

فہرست مضامین

- ۳ تناسب
 ۱۵ تقریظ سعید
 ۱۶ تقریظ سعید
 ۱۷ تقریظ سعید
 ۱۹ تقریظ سعید
 ۲۰ تقریظ سعید
 ۲۱ تقریظ سعید
 ۲۳ اسمائے گرامی علیائے محسنین
 ۲۴ اعتراضات اصحاب
 ۲۶ مقدمہ
 ۲۹ سبب تالیف
 ۳۲ خطبہ الکتابہ
 ۳۳ حدیث کی اقسام و تقریف
 " وہابی کی اپنے غیر مقلدوں کی نسبت سے بے علمی
 ۳۷ حدیث ضعیف فضائل اعمال میں مستحب ہے
 " وہی علم کے عمل سے حدیث کا ضعف جاتا رہتا ہے
 ۴۱ غیر مقلد کے جہل و اعتراض کے جواب
 ۵۲

- ناف کے نیچے ہاتھ بانٹنا سنت ہے امن کی گواہی ۱۲۳
- سید پر ہاتھ باندھتے ہیں ایکہ ضعیف روایت کا سیارا ۱۲۴
- نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے ۱۲۶
- نماز میں **يَسْبِرُ الْغُلُو** پڑھنے پر بحث ۱۲۹
- دہائی کی حیثیت ۱۳۱
- دہائی مذہب کے خلاف ان کے گھر کی گواہی ۱۳۲
- دہائیوں کی بدحواسی ۱۳۳
- دہائیوں میں انصاف ہو تو اپنی کی ہی مان لیں ۱۳۴
- نماز میں **بسم اللہ** آہستہ پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ۱۳۶
- نبی ﷺ اور ابو بکر و عمر نماز میں **بسم اللہ** آہستہ پڑھتے تھے ۱۳۷
- فاتحہ خلف الامام پر بحث ۱۳۸
- آیت **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ** کے بارے میں مجاہد صحابہ کا مذہب ۱۳۹
- عام قطع و عام کفنی کا بیان ۱۴۰
- غیر مقلد کے دعوئی کا رد و حدیثوں سے ۱۴۱
- دہائی کے ایک اعتراض کے تین جواب ۱۴۲
- غیر مقلد کے بے جوڑ کلمے ۱۴۳
- دہائی صاحب کا آفتواں جواب ۱۴۴
- قرآن میں **هَيْئًا** تعارض نہیں ہوتا ۱۴۵
- غیر مقلد صاحب کا دواں جواب ۱۴۶
- غیر مقلد کا اعتراض ۱۴۷
- نقلہ کے تہ لیس معتبر ہے ۱۴۸
- امام کے پیچھے مقلد کی خاموشی رہے ۱۴۹
- غیر مقلد کا پانچواں اعتراض ۱۵۰

- دہائی صاحب کا چھٹا اعتراض ۱۵۰
- خود تو غیر مقلدین احناف پر اہرام لگاتے ہیں ۱۵۱
- حضرت ابن مسعود امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے ۱۵۲
- امام کے پیچھے قرأت نہ کرواؤ ابن عباس کا ارشاد ۱۵۳
- سبب خاص سے علم خاص نہیں ہوتا ۱۵۴
- امام کے پیچھے قرأت پر ابن عباس کی چار قسمیں ۱۵۵
- خود بدلتے نہیں دین بدل دیتے ہیں ۱۵۶
- جاء الحق سے حدیث نمبر ۱ ۱۵۷
- حدیث نمبر ۲ ۱۵۸
- غیر مقلد کا صحیح حدیث کے جواب سے فرار ۱۵۹
- جاء الحق سے حدیث نمبر ۳ ۱۶۰
- حسب امام پڑھتے تو تم خاموش رہو ۱۶۱
- غیر مقلد اپنے گھر کے بزرگ کی ہی مان لیں ۱۶۲
- جاء الحق سے حدیث نمبر ۵ ۱۶۳
- جاء الحق سے حدیث نمبر ۶ ۱۶۴
- امام کے پیچھے قرأت کے عدم جزاؤ کی حدیث کی صحت پر شواہد ۱۶۵
- امام و عظیم کی توجہ کرنے والے حامد و جائل ہیں ۱۶۶
- امام ابو حنیفہ کے مناقب جمیلہ کھینچنے سے عقل عاجز ہے ۱۶۷
- امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان ۱۶۸
- امام اور امی غلط فہمی کے ازالہ کے بعد امام اعظم کی عظمت کے ٹاکل ہو گئے ۱۶۹
- کثیر اولیاء کرام امام اعظم کے مقلد ہوئے ہیں ۱۷۰
- امام صاحب پر یہ اعتراض کردہ صاحب الراء تھے ۱۷۱
- قیاس و اجتہاد کے ثبوت پر دلائل ۱۷۲

- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حدیث بیان کرتے جو وہابی یاد ہوتی ۱۷۰
- امام اعظم کے وصال کی خبر سن کر کہا اہل کوفہ سے علم کی روشنی چلی گئی ۱۷۵
- امام اعظم سب سے بڑے فقیہ پر ہیز کرتے ۱۷۶
- امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے ۱۷۷
- غمانہ پھر کھانا کیا ۱۷۸
- امام کے پیچھے قرآن کرنا خلاف فطرت ہے ۱۷۸
- دس صحابہ رضوان اللہ علیہم امام کے پیچھے قرأت سے منع کرتے تھے ۱۷۹
- امام کے پیچھے قرأت نہ کروا شاذ نبوی ۱۸۰
- جسے کثیر محدثین نے ثقہ کہا وہابی نے اسے ضعیف کہہ دیا ۱۸۱
- امام کے پیچھے قرأت جائز نہیں ۱۸۲
- جو امام کے پیچھے قرأت کرے گا اس کے منہ میں پتھر ہو ۱۸۵
- غیر مقلد کا دوسرا اعتراض ۱۸۶
- غیر مقلد کا تیسرا اعتراض ۱۸۷
- غیر مقلد کے جھوٹ و خیانت کی نشان دہی ۱۸۸
- امام کے پیچھے منع قرأت کی حدیث کی صحت پر عبدالحی صاحب کی گواہی ۱۸۹
- امام کے پیچھے منع قرأت پر عقلی دلائل ۱۸۹
- عقلی دلائل کا جواب دینے سے وہابی کا فرار ۱۹۱
- آیت اِنَّمَا يُرِيدُ الْقُلُوبُ انْ تُقَرَّبَ شَانَ نَزُول ۱۹۳
- وہابیوں کی عادت ہے کہ حدیثیں چھوڑتے ۱۹۴
- غیر مقلد کا تیسرا اعتراض ۱۹۶
- غیر مقلد کا چوتھا اعتراض ۱۹۶
- اس پر غیر مقلد کا اعتراض ۱۹۷
- اِنَّمَا يُرِيدُ الْقُلُوبُ انْ میں مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت سے منع کا حکم ہے ۱۹۷

- وہابی کی سب سے عقل ۲۰۰
- غیر مقلد کا پہلا اعتراض ۲۰۳
- غیر مقلد کا دوسرا اعتراض ۲۰۴
- غیر مقلد کا غلط التزام ۲۰۵
- غیر مقلد کا تیسرا اعتراض ۲۰۶
- غیر مقلد کی اندھی تقلید ۲۰۷
- وہابی وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو ان کی دلیل بنائیں ۲۰۸
- جب کسی میں شرم نہ ہو تو جو چاہے کہے ۲۰۸
- وہابی تو م کو کھانا بیچ ۲۱۰
- لاصلوہ میں لائی نکال کی ہے ۲۱۱
- امام کے پیچھے رکوع ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے ۲۱۲
- غیر مقلد کو یہ عقل نہ آئی کہ اس کا اعتراض حدیث شریف پر بھی آپکا ۲۱۳
- حقیقت و مجاز کب منع ہو سکتے ہیں ۲۱۴
- جاء الحق سے غیر مقلدوں کے اعتراض کا تیسرا جواب ۲۱۸
- غیر مقلد کا دوسرا اعتراض ۲۱۹
- غیر مقلد کی جہالت کہ غیر واحد کو متواتر کہہ دیا ۲۲۰
- جاء الحق سے پانچواں جواب ۲۲۱
- امام کے پیچھے قرأت کے ثبوت کی حدیث میں ضعف کی تین وجہیں ۲۲۳
- غیر مقلد کا استدلال اندھا پن سے ۲۲۸
- غیر مقلد کے آیت سے استدلال کا جواب ۲۲۹
- غیر مقلدوں کے امام کے پیچھے طہریت فاقہ پر دلائل کے ضعف کا بیان ۲۳۲
- امام کے پیچھے فاقہ کے بارے میں صاحب آئمہ ۲۳۳
- امام احمد نے استدلال کر کے صحت حدیث کی تصدیق کر دی ۲۳۵

- غیر مقلدوں کی قاضی خلف امام پر پیش کردہ حدیث میں ضعف ۲۳۶
- اظہار خداج پر بحث ۲۳۸
- دہابیوں کا ضعیف روایت سے استدلال ۲۳۹
- غیر مقلدوں کی دلیل میں ضعف کا بیان ۲۴۱
- نماز میں امام کی قرأت کافی ہے ابن مسعود کا ارشاد ۲۴۳
- مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے حضرت جابر کا ارشاد ۲۴۴
- مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے ابن عباس کا فتویٰ ۲۴۵
- دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا سنت ہے ۲۴۶
- حضور ﷺ نے دعا میں اس قدر ہاتھ اٹھائے کہ بظلموں کی سلیبی نظر آنے لگی ۲۴۷
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت کے فکر نے رونا دینا ۲۴۸
- جب دعا سے فارغ ہو تو ہاتھ چہرہ پر ملو ۲۴۹
- اللہ تعالیٰ خالی ہاتھ موزن سے شرم کرتا ہے ۲۵۰
- غیر مقلد کا دوسرا اعتراض ۲۵۱
- جس کی آئین فرشتوں کے موافق ہوئی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے ۲۵۲
- دہابی کا پہلا اعتراض ۲۵۳
- دہابی کا دوسرا اعتراض ۲۵۴
- ہنگرین حدیث کو انکار کا موقع نجدیوں نے دیا ۲۵۵
- دہابی صاحب تیسرے اعتراض کے تحت لکھتے ہیں ۲۵۶
- غیر مقلد کا چوتھا اعتراض ۲۵۷
- غیر مقلد کی حیثیت ۲۵۸
- غیر مقلد کا پانچواں اعتراض ۲۵۹
- چار چیزیں کو امام آہستہ کہے ۲۶۰
- غیر مقلد کے اس پر اعتراضات ۲۶۱

- دہابی کی جہالت کی انتہاء ۲۶۱
- آئین آہستہ کہنا سنت ہے ۲۶۲
- حضرت عمرو بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسم اللہ اور آمین جہر نہیں پڑھتے تھے ۲۶۳
- اس پر دہابی صاحب کا پہلا اعتراض ۲۶۴
- غیر مقلد کا دوسرا اعتراض ۲۶۵
- اس پر غیر مقلد کا اعتراض ۲۶۶
- غیر مقلد کا اعتراض ۲۶۷
- اس پر غیر مقلد کا پہلا اعتراض ۲۶۸
- غیر مقلد کا دوسرا اعتراض ۲۶۹
- آئین آہستہ کہنے پر عقلی دلائل ۲۷۰
- غیر مقلدوں کا جاء الحق سے اعتراض نمبر ۲ ۲۷۱
- اس پر غیر مقلد کا پہلا اعتراض ۲۷۲
- غیر مقلد قرآن کا فیصلہ عی مان لیں ۲۷۳
- دہابی صاحب کا دوسرا اعتراض ۲۷۴
- غیر مقلد کا تیسرا اعتراض ۲۷۵
- جاء الحق سے غیر مقلدوں کا اعتراض نمبر ۳ ۲۷۶
- آئین آہستہ کے ثبوت پر احادیث کی صحت کا بیان ۲۷۷
- حضور نے سورہ فاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہی ۲۷۸
- اب غیر مقلد کا تیسرا اعتراض ملاحظہ ہو ۲۷۹
- غیر مقلد کا چوتھا اعتراض ۲۸۰
- دہابی صاحب کا پانچواں اعتراض ۲۸۱
- اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا ۲۸۲

- ۳۸۷ غیر مقلد کا چہرہ اعتراض
 ۳۸۹ پہلا اعتراض
 ۳۹۲ غیر مقلد کا تیسرا اعتراض
 " وہابی صاحب کا چہرہ اعتراض
 ۳۹۳ آیتنا جہر کے راوی سفیان ثوری کا نحو اس کے خلاف عمل
 ۳۹۴ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تکبیر اولیٰ کے بعد رفع یدین نہ کیا
 ۳۹۶ غیر مقلد کا دوسرا اعتراض
 ۳۹۷ وہابی کے نقادوں کی ایک جھلک
 ۳۹۸ غیر مقلد صاحب کا تیسرا اعتراض
 " ایک قول کی امام ابو داؤد کی طرف سے غلطی
 ۳۹۹ رسول اللہ ﷺ صرف تکبیر اولیٰ میں ہاتھ اٹھاتے
 " اس پر وہابی صاحب کا پہلا اعتراض
 ۴۰۱ وہابی صاحب کا دوسرا اعتراض
 " غیر مقلد کا تیسرا اعتراض
 ۴۰۲ غیر مقلد کا چہرہ اعتراض
 " غیر مقلد کا چہرہ اعتراض
 ۴۰۳ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات جگہوں میں ہاتھ اٹھائے جائیں
 ۴۰۴ اس پر وہابی صاحب کا پہلا اعتراض
 ۴۰۵ غیر مقلد کا دوسرا اعتراض
 ۴۰۶ غیر مقلد سے ایک سوال
 " غیر مقلد کا تیسرا اعتراض
 ۴۰۸ ملاحظہ فرمائیے کہ ابن قیم کا رد
 ۴۱۰ ابن مسعود سے ترک رفع یدین پر حدیث کی ترجیح کا سبب

- ۳۱۱ اس پر وہابی صاحب کا پہلا اعتراض
 " وہابی صاحب کا دوسرا اعتراض ملاحظہ ہو
 " جس کا حافظ خراب ہو وہ ساتھ ہی وہابی مذہب کے خلاف ہوا
 ۳۱۲ رفع یدین کے نسخ پر دلیل
 ۳۱۳ وہابی صاحب کا اس پر پہلا اعتراض
 ۳۱۴ رفع یدین کے نسخ پر دلائل
 ۳۱۵ خلفاء راشدین سے تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین ثابت نہیں
 ۳۱۷ وہابی صاحب کی کم عقلی
 " اس پر غیر مقلد کا پہلا اعتراض
 ۳۱۸ غیر مقلد کا دوسرا اعتراض
 ۳۱۹ اس پر غیر مقلد کا پہلا اعتراض
 " غیر مقلد کی مکاری
 ۳۲۱ حضور نے شروع نماز میں کانوں تک ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے
 ۳۲۲ امام اعظم اور امام ابو داؤد کے درمیان رفع یدین پر مناظرہ
 ۳۲۳ غیر مقلد کا دوسرا اعتراض
 ۳۲۴ منع رفع یدین پر عقلی دلائل
 ۳۲۶ اختلاف کی واضح فتح
 " چاہے الحق سے اس باب کی دوسری فصل
 ۳۳۱ غیر مقلدوں کے اعتراضوں کا جواب
 ۳۳۳ دہرا اعلان
 ۳۳۹ غیر مقلد صاحب کا پہلا اعتراض
 ۳۴۰ غیر مقلدوں کی مذہب پرستی
 ۳۴۱ غیر مقلد کا تیسرا اعتراض

- ۳۴۲ غیر مقلد اصل اعتراض سے جان نہیں چھڑا سکتے
- ۳۴۳ وہابی اپنے حال میں خود پھنسنے لگا
- ۳۵۰ غیر مقلد وہابی کا سپہ جا استدلال
- ۳۵۳ ترک رفع یدین پر ابن مسعود کی حدیث کو ان حرم و غیرہ مخالفانے صحیح کہا
- ۳۵۵ رفع یدین کا واضح ثبوت
- ۳۵۷ غیر مقلدوں کی پیش کردہ حدیث میں اضطراب
- ۳۵۸ اضطراب کی دوسری مثال
- ۳۵۹ رفع یدین کی حدیث میں اضطراب و اختلاف کب سے ہوا
- ۳۶۱ رفع یدین پر کوئی قوی حدیث نہیں آئی
- ۳۶۷ اہل فضل کو مقدم کرنا سنت ہے
- ۳۶۹ شیخ رفع یدین کی دلیل
- ۳۷۱ رفع یدین بھی نماز کا فرض ہے وہابیوں کی نئی روایت

تقریر فی سعید

نائب محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ترجمان اہل سنت پاسبان مسلک رضا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب خطیب اعظم زینت المساجد گوجرانوالہ

محقق اہل سنت مولانا علامہ محبت علی صاحب قادری کی تالیف "نصرة الحق فی رد الوہابیہ و تائید جاء الحق" کو طائرانہ نظر سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ الحمد للہ! شہرہ آفاق کتاب "جاء الحق" کی مدلل طور پر تائید فرمائی ہے اور غیر مقلدین کے اعتراض و شبہات کا محققانہ رد فرمایا۔ مولیٰ تعالیٰ بوسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم "نصرة الحق" کو بھی "جاء الحق" کی طرح نافع و مقبول بنائے۔ مولانا محبت علی صاحب کی محنت کو قبول فرمائے اور ان کی عمر و صحت و دو علم و عمل میں برکت فرمائے۔ آمین۔ تم آمین۔

ابو داؤد محمد صادق

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان گوجرانوالہ

۵ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

تقریظ سعید

شیخ الحدیث والفقیر شریف دہلی ملت حضرت علامہ محمد عبدالحمیم شریف قادری

اللہ تعالیٰ کے عظیم محدث اور نامور علمہ حضرت علامہ محمد امجد علی صاحبی احمد یار دار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (تحریر حق) کی تصانیف کو بے مثال مقبولیت عطا کی ہے خصوصاً ان کی تصنیف نصیب جاء الحق کو کوئی معویہ حاصل ہوئی کہ بعض ہاتھ لوگوں کے مطابق اس کی شاعت "ہنگ ورا" سے بھی زیادہ ہے اس کتاب کا یہ حضرت میر مت پور سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو یہ پاتھ ال سے دو بھی علماء اور اصیاء اس کتاب کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔

اس کے دوسرے حصے میں ال ہاکل میں علماء حنابلہ کا ساتھ ہاکل سے پیش کیا گیا ہے جن میں غیر متقدمین اختلاف کرتے ہیں کی لئے کچھ عرصہ قبل میر مقلد مولوی محمد ذوالارشد سے اس کے جواب میں "رین حق فی تنقید جاء الحق" کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس میں غیر علمی ہذا را فتویٰ کیا۔

مولانا محبت علی صاحب راجست برکاتیم اعلیٰ نے "لہرہ حق" کے نام سے اس کا جواب بڑی محنت سے لکھا ہے اور رشد صاحب کے اعتراضات کا محاسبہ کیا ہے راقم نے ایک مسائل پر تنازع حیاں میں کوئی حرج نہیں ہے اس طرح حق کھڑا رہے چاہتا ہے البتہ تدریجاً دونوں طرف سے سنی ہونا چاہیے کہ تدریجاً اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کے قیام کرے کہ تو حق عطا فرمائے۔ اور سادہ نا صحت علی کو کس ملک کی عاب اکثریت حنابلہ تاسید کی جز سے خیر عطا فرمائے۔ آمین

محمد عبدالحمیم شریف قادری

دہلی مکتبہ قادریہ لاہور

پہلے طبع ہوا ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۵ء

تقریظ سعید

مفتی دہلی ملت حضرت صاحب پاکستان پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلدی
مستشرق اور معلومہ جلالیہ علیہ السلام و روحہ وال لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الضوء و سلاہ نعیمی رسولیہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے اس ملت کے علماء کو یہ منصب عطا فرمایا ہے کہ وہ خالق حق اور بطل باطل کے لئے پناہ گزارا کریں۔ چنانچہ تاریخ میں جب کسی سنی حق کو پس پردہ کرنے کی کوشش کی تو علامہ حق نے حق کا آشکار کیا۔

اہل ملت و جماعت کے معتقدات و نظریات سنی تاریخ کے مستند تسلسل ہیں۔ جس کا ایک سر ریویں کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بزم سے اور دوسرا آج کے مسلمان کے سینے سے ملتا ہے۔

عظیم الامت حضرت قید مفتی محمد احمد یار صاحب نعیمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "جاء الحق" میں انہیں حقائق کے حد حق کو شہم تحقیق سے پر بار کیا آج تک اہل مطالعہ کے سورج و کرکوں سے ال غشی موتیوں سے روشنیاب بھیل رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر صبروں کے سوراخوں و بڑی تشویش ہوئی تو انہوں نے "وہ حق" نامی کتاب لکھ کر ان تھلیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔

ایسے میں رنگ نگر جو امت عام میں حضرت مولانا محبت علی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ سابق مدرس حزب النال لاہور نے دہلی و برچین کی مجلس سے ن کوٹا

تقریظ سعید

مراد علی صاحب دین، علامہ حضرت علامہ حافظ انصاری مولانا مفتی محمد حسن قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومنتصباً وخاضعاً

حضرت علامہ شمشیر ہے پیام مولانا محبت علی قادری صاحب بہت جہالت
سب سے بڑے اور انجنا دین کے کفایتی واقع ہوئے ہیں۔ آپ اپنی بات پر
خوش و غم نہ کرتے۔ سب سے بڑے اور انجنا دین کاظم نام دین ہیں۔ ان کا کلمہ حقیقت تمام باطل
کی آفتاب اور حق کی مدد حمایت میں ہمیشہ متحرک رہتا ہے اس سے پہلے آپ جناب
کی یہ وحسن نے قریب تحریکات چھپ کر نظر عام پر آچکی ہیں۔

یہ نظر کتاب "نور الحق" کی روایت و تائید ہے۔ حق ایک غیر مقدم
اور رشد کی کتاب ہے۔ ناکام و شکستہ ہیں حق کی تنقید کا حق کا بہت ہی
مدان شکن اور مسکت جواب ہے۔ جس میں حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان عجمی
علیہ الرحمۃ کی کتاب مستجاب چاہتے ہیں کے دوسرے حصے کے چھ جواب ہیں۔
چاہے اسے اعتراضات کے بدل جوابات میں یقیناً یہ کتاب مددگار قوت کا کامل
صدق بات ہوگی۔ فہم الحق و ما یبطلہا لباطل و ما یبطلہ (پ ۵)

ہر ایک حق کا کیا اور باطل کو کھیل کر سکے گا اور پھر آئے گا۔ میرے کہ
میں یا بعض اور ناجائز حق نے ہائی کو آپ پر بھی کیا ہے۔ دوسرے کی طرف سے
اس نے اسے غلط فہمیاں کے جوابات کا سلسلہ جاری رکھیں گے اور دشمنان دین و ملت
کا کام کرتے رہیں گے۔ اللہ کرے زور قلم اور زور

غلام حسن قادری

دراہم حزب الاخوان لاہور

۱۵ کتب ۲۰۵

تقریظ سعید

مراد علی صاحب دین، علامہ حضرت علامہ مستار قادری نقشبندی

خطیب اعظم دکن و ضلع تصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومنتصباً وخاضعاً

ماصل جلیل عام جیل، رب الہی حضرت علامہ شمشیر ہے
پیام مولانا مفتی محمد محبت علی صاحب قادری مدنی دست پر کاظم العابد پر اور محترم
جناب رہات کا سب قلمی میں حق بڑے کفایتی و جفاکش تھے۔ ہمارے کلاس بیوی ہیں۔
حضرت قبلہ نے انجنا دین کاظم نام دین کی رحمت اللہ علیہ کے خاص اور منظور نظر شاگردوں
میں سے ہیں۔

جس دورہ حدیث کا امتحان ہوا تو آپ مجھے نمبروں میں پان ہوئے۔ علامہ
اصول کاظم مدنیوں اور گستاخوں و باطل فرقوں کے عقائد باطلہ و غیالہ شریعت سے
بے بیٹہ متحرک رہتا ہے۔ قبل ازین آپ تصنیفات کثیرہ کے مصنف ہیں۔ زیر نظر
کتاب "نور الحق" کی روایت و تائید ہے۔ جو کہ ایک غیر مقلد (و ارشد) کی
کتاب بلکہ ناکام کوشش دین الحق کی تنقید چاہتے ہیں کا نہایت ہی عام و مفید و
مہذب ہر ایک مسکت جواب ہے۔ جس میں مفتی احمد یار خان مدنی کی کتاب
مستجاب چاہتے ہیں کے دوسرے حصے کے مقدمہ اور پہلے چھ جواب پر اسے دے
میں مسکت کے بدل جوابات ہیں بلکہ طلب یہ ہے کہ حضرت موصوف نے جو بات
سے انتہا قرآن و حدیث اور غیر مقدمین کے کامیابی کی کتاب سے غور و جہالت فرام
سے کا حامل کیا۔ کہا ہے۔ قائلین حضرت آپ دیکھیں گے کہ غیر مقدم کے

اسمائے گرامی علمائے محبین

- ☆ پیر طریقت استاذ العلماء صاحبزادہ والا شان ابو اعلیٰ مفتی محمد سعادت علی قادری
شیخ الحدیث و عالم اعلیٰ مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور
- ☆ استاذ العلماء جامع المتقون و اہل حقول حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور گولڑوی
خطیب جامعہ مسجد خنجر چوہان روڈ لاہور
- ☆ استاذ العلماء حافظ القاری حضرت علامہ مولانا رشاد اصطفیٰ صلی صاحب
ناظم دارالعلوم رسوبہ شیر پور بدایون لاہور
- ☆ استاد العلماء جامع المتقون و اہل حقول حضرت علامہ مولانا محمد حقیق حال چشتی
خطیب عظیم سلاہ پورہ لاہور
- ☆ استاذ العلماء فخر ہشت رنگی العلانہ زبدۃ العلماء عالم عامل
حضرت علامہ انانق محمد حسین صلی صاحب خطیب عظیم موڑ کھنڈ
- ☆ صاحبزادہ والا شان حضرت علامہ صاحبزادہ محمد حامد علی قادری صاحب
خطیب عظیم جامع مسجد ضویہ قصور
- ☆ محترم القام سید نور الحسن گیلانی ناظم تعلیمات دارالعلوم حزب الاخوان لاہور
- ☆ استاذ القراء الحافظ القاری حضرت علامہ مولانا غلام قمر پراگشی
- ☆ صدر مدرس جامعہ انجمنیہ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا فہیم احمد مدرس شعبہ درس نظامی

- ☆ جامعہ انجمنیہ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ فخر الخطباء خطیب پاستان حضرت علامہ مولانا علی محمد گولڑوی
بانی و مستم جامعہ اسلامیہ علامہ القرآن اکرم پارک مراد آباد خورڈ بند روڈ لاہور
- ☆ خطیب مرکزی جامع مسجد انصاف بیرون شیرالوالہ گیٹ لاہور
- ☆ حافظ القاری حضرت علامہ مولانا سید احمد نقشبندی قادری
خطیب عظیم جامع مسجد عدیتہ جلال پور بھٹی سہ ماہی لاہور
- ☆ استاذ الحق حافظ القاری محمد جمال انجیری
مدرس شعبہ حلالہ سب الانساب لاہور
- ☆ محترم جناب حافظ سید منور حسین شاہ قادری گیلانی ایم اے اسلامیات
نصفہ قلندر شاہ صلی شہر پورہ
- ☆ خطیب اہل سنت جناب علامہ مولانا محمد عارف نقشبندی
خطیب جامع مسجد وچوہ سڑی ضلع قصور
- ☆ خطیب اہل سنت جناب محترم مولانا نور حسن نقشبندی
خطیب جامع مسجد چک ٹبرہ ضلع قصور
- ☆ جناب محترم رائے محمد شریف صاحب کھرل بردو احقر مصنف
- ☆ صاحبزادہ والا شان حضرت علامہ مولانا محمد شفاق صاحب
خطیب جامع مسجد جہتیم دارالعلوم ٹنڈا بانڈا لاہور

عطا فرماں اور سچے ہم کلاس فخر الہی سنت متاظر اسلام حضرت و اعلام مودنا محمد عہد الستار
نقشبندی قادری و مت بر فائز دین و نہ ظہیب اعظم رتوہ ضلع قصور کا تہہ دل سے مشکور و
محبوب ہوں کہ انہوں نے اپنی عظیم ہریری فقیر کے حوالے کو بھی ہے بخیر کتب
چھ ہوں مطالعہ کے سے ساتھ سے جا سکتا ہوں اور تعلیم سے متعلق مسائل میں بھی
تعاون کرتے ہیں اور عالمیہ فاضلہ تقریباً سجد سے بھی لور۔ اللہ تعالیٰ اس پر خصوص
تعاون پر انہیں جزائیں عطا فرمائے اور دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان علماء حق کے
خصوصاً نکات میں درجہ و درجہ اور ان کے عیوض و دینی جذبہ اور مسلک حق میں
سنت سے محبت و ہمدردی کو ہم یہ دہرہ تے دور ال کا سایہ اور سرپرستی کو بل سنت
و عہدہ پر ہمیشہ رکھے۔

آمین یا رب العالمین بحر صحت و سوانح النکریہ الامین

حامی علمائے اہل سنت

فقیر محمد محبت علی قادری غفر اللہ عنہ

مقدمہ

مخلصانہ و نصیبی زینتہ خدی و مزیہ انگریز

محدث عظیم معر جبل عظیم نامت حضرت علامہ مفتی احمد یار حار نقیبی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کی معرکہ لڑا، تعلیم جہاں الحق کو کہ اسم بہ مسکنی اور ملی برحقان ہے اس میں
اہل سنت و جماعت حق کی یوکی مسکت سے بہ عقائد و معنویات کا بیان ہے جو قرآن و
حدیث اور صحاح صوبہ اللہ علیہم جمیع کتب سلف سے ثابت ہیں اور ان عقائد و
معمولات کا حقہ بنا کر افراد امت کے تقرب و کسب کے منار مل سے کئے اور عند اللہ
رجحان ملوہ و مرتبہ ہر قسم پر فائز ہو گا۔ بڑے بڑے آئمہ و مجتہدین فقہاء و
محدثین کی جماعت میں یوں سے جنہیں علوم ظاہر و کسے ساتھ علوم باطنہ بھی حاصل در
مقام ولایت پر فائز تھے تو یک حق و باطل میں تمیز ہے کہ وہی جماعت حق و بدعت پہ
ہے جس میں بدعت کے اقسام وقت بدعت ہیں اور یہ مقدم و مرتبہ صرف حقائق کو بھی
حاصل نہیں بلکہ دیگر آئمہ و فلاں و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصدوں کو بھی حاصل ہوتا ہے
کیونکہ آئمہ و مجددین و لد تعالیٰ علیہم عقائد میں سب اہل سنت و جماعت میں۔ اس
کے میں اختلاف فقہی مسائل میں اور وہ بھی تصور حق و مطلب و امور تعالیٰ سے
سے ہر کے کے خلاف تصور علیہ صمد و مسلم کے اہل ارشاد کا مصلحت میں کہ
مختلف و انیسویں رخصتہ۔ میری امت کا خلاف رحمت کے کہ مفرق باطل کا بل
سنت و جماعت سے عقائد و معمولات میں اختلاف فقہ و مساب کا سبب در بحث و مباحث

تقویٰ اصل ہے۔ راقم عرض کرتا ہے کہ یوں تو کام میں بھی تقویٰ ہی اصل ہے۔ غرض
 (۱) (۱۸۹۱ھ/۱۹۱۲ء) میں خطبہ سوم یہ بھی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ من مولود لا یولد الا فطرۃ (حدیث)
 جس کی کوئی پیر نہیں ہے مگر فطرت پر اس حدیث کا صحیح معنی یہ ہے کہ فطرت
 سے ہی فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر فطرت کے معنی وہی ہے فطرت پر نہیں
 رہنا وہی طرح اس کی فطرت سے علی کی وجہ سے متلی ہیں رہنا ناموس یوں ہی میں
 68 جواب

غیر متقدم سے جہاد و عترت اہل کے جواب

اس کے چند جہاد سے پہلے میں ملاحظہ فرمائیں۔ ہوا۔ حقیقت یہی ہے
 جہاد کی کہ جہاد ۱۰ پہلے ہوئے ہیں کہ سے فطرت و تقویٰ میں فرق معلوم نہیں
 ہوگا تقویٰ اس کا نام ہے کہ اس کا نام ہے تقویٰ اور اس سے رسول صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم کو جو اسے رخصت سے رکھا اس سے ہر سے تو کیا ہو ہو۔ پھر
 میں یہ شریعت عاقل و باخبر مہم پائے جاتے ہیں کہ سے متعلق ہونا چاہئے مگر کیا کہنا ان
 نام ہیں۔ بل حدیث کا کہ صحابہ کفار کا بھی تقویٰ مان رہے ہیں۔

تایا۔ مومن ہیں اصل تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ جب یہ مسلمان شریعت کے
 طے پ چلا ہے تو سے متعلق ہی ہونا چاہئے گا پھر اگر اس کے تقویٰ و عدم تقویٰ کا فرق ہو
 اور ترجیح دے کو کوئی فرق بھی نہیں ملتا تو دریں صورت اصل کو ترجیح دیں گے اور وہ
 تقویٰ ہے۔ ثالث۔ ملحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد کہ مومن ہیں تقویٰ اصل ہے اس
 کی حاکم و حدیث ہے۔ سورہ ہجرت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ رے حدیث ۱۰ سورہ ہجرت سے
 پھر یہ شک نہیں مال گہر ہیں۔ میں ہی تقیہ و امت میں اس میں اللہ
 تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے تقویٰ ہے فعل نہیں لکن مومن انکض بالانکض سواک
 شدتوں سے مومن و ک سے منع فرما کہ وہ مومن کے مطلق براگیاں کے۔ اب لہ

۱۔ علی تقویٰ سے علامہ ہی سہا ہے۔ ہی بہت سے تحت تفسیر میں شری میں
 ۲۔ تہمہ و وق ہی اللہ تعالیٰ عنہ یہ رشا ہے عن عمر بن الخطاب جسی سنہ
 ۳۔ سنہ ۱۰۱۱ھ و لا یستطیعون بحکمہ عرجہ من حیث انہم من الا حیر۔ یہ
 میں عمر بن الخطاب بھی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ جو یوں تیرے مسلمان بھائی کے
 سے انکا ہے۔ متعلق ہوا یہاں اس سے کچھ۔ سوچو۔ راوی۔ وہی ہی کا وہاں کہ
 ۴۔ ۱۰۱۱ھ سے عقبہ سے فطرت پائیں۔ ہی طرح فاطمہ بھی سنی سے مادہ کی وجہ
 سے ہی نہیں ہوا

جواب۔ اس کے تو ہم رہے ہیں۔ ۱۰۱۱ھ میں عجل کی ہے۔
 ۲۔ کچھ غیر متقدم لکھو۔ جتے میں ہی سے جوں کا بھی سے کہ مسائل و فق
 ۳۔ سے ہوئے کے ہا جو متعلق ہی نہ رہت ہو یہ بھی کہ وہ پ ترجیح و تعدیل میں
 ۴۔ اس کی صورت میں تعدیل متاخر ہوگی اس میں یہ بھی کہ نہیں کہ جرح کا تعلق راوی
 ۵۔ اس سے ہو ہوگا کچھ جرح راوی سے حافظہ سے متعلق ہوتا ہے حافظہ کمرہ ہونا
 ۶۔ اس میں حدیث امامنا متعلق ضرور حال میں ہی رحمۃ اللہ علیہ مقدم ہوا حق سے
 ۷۔ ۱۰۱۱ھ سے لکھتے ہیں۔

۱۔ حدیث سے کچھ نہ ہوئے سے ہی کا صحیفہ ہوا۔ ۱۰۱۱ھ کی کوئی محدث
 ۲۔ حدیث سے متعلق یہ فرمایا۔ ۱۰۱۱ھ میں اس نے متعلق یہ ہیں یہ صحیفہ ہے۔ اسکا
 ۳۔ کہ وہ سن ہو صحیح و ضعیف کے درمیان بہت سے فرق ہیں۔ اس پر غیر مقلد کا
 ۴۔ اس میں یہاں ہو سکتا ہے۔ ت کلک ہے ہی صریح رسل شہر ہی جو ہے۔
 ۵۔ وہی حق میں 89 مجرب)

۱۔ معنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایک لکھی ہوا کہ کی محدث کے لیے
 ۲۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ ۱۰۱۱ھ میں تاکہ وہ صحیفہ ہے ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث
 ۳۔ وہ اب وہی تو رہے کہ وہ علی پر عترت ہی تو ہیں سے ان کا قصہ ہا کرتے
 ۴۔ وہی کا حوالہ دہا کہ اس کی مار کر مومن سے یہاں سے۔ ۱۰۱۱ھ اب ہم متعلق

وہم سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے پہلے ہی ہمارے سب سے بھی۔ تاہم وہ اسے جہد سے
بہت وجوہات لکھا یعنی ہمارا مسلک ہی یہ تھا تو فی کس، وہ ہمارے دعویٰ سے کہ صاحب ایک
ای عمل ہمارا دیکھو جس میں دلیل فقط ضعیف روایت پر ہے تو ہمارے چھوٹے سے یہ کیا
ہیں۔

اس سے عکس آپ کا عمل ایسی روایت پر ہے جو اسے گھڑت میں مشابہت
صاحب کے چارہ ہاٹل 390/1 میں مستند فردوسی دیکھی کے حوالے سے ایک روایت
سے ان میں انگوٹھے چومنے کا ثبوت دیا ہے حالانکہ مستند فردوسی الاخبار سے لڑکھی
چ سے دینے کا حدیث سے کسی مستند کتاب سے اس کا جو ثابت نہیں کیا جاسکتا اور کوئی
برہمروی حدیث ہے اس کی ہونے لگتی سند بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اس کا ثبوت دینے سے
محقق یہ روایت کو ائمہ جہیب سے پانچ ہزار روپیہ ولام دے گا اور اس کی قرآن و
حدیث فقہی سے قابل ہونے سے عداوت یہ مانے کا کہ انگوٹھے چومنے کی دلی اصل
ہے۔ ونگھی باللہ شہیندہ۔

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ تمہارے اس عمل پر امام ابو حلیہ کا کوئی قوس بھی موجود
ہے جو بقول مفتی صاحب مقلدین کی اصل دلیل ہے

معلوم ہوا کہ ضعیف و موضوع اور من گھڑت روایات کا مذہب اہل بدعت کا
ہے۔ البتہ تعالیٰ وہ حدیث کا رامن اس سے پاک ہے۔ بریلوی مذہب سے اس طرح
کی شیروں مشہور ہیں جو ہلکی میں گھر کتاب کی جگہ اعلیٰ میں لکھنے سے مانع ہے۔

رحمہ۔ 74، 73 نام ہمارا دیکھا ہے۔

غیر متقدم کے ایک دعویٰ کا جواب

تغیر اٹھا ہے وہابی صاحب آپ کا کہنا کہ ہمارا ایک عمل بھی یہ دیکھا جس میں
دلیل فقط ضعیف، وہ وہم چھوڑنے کیلئے تیار ہیں۔ یہ منزل دعویٰ کی حد تک ہے تو جہاں
دلیل ضعیف ثابت ہونے پر عمل چھوڑنے کی بات ہے اس کی امید تم وہابیوں سے رکھا
عبث ہے ورنہ آپ تو عمل کی بات کرتے ہیں تمہیں عمل کے عداوت تمہارے ایسے عقائد

میں کہا ہے ہیں جس کی بنا ضعیف دلیل تو دور کی بات مرے سے اصل ہی موجود نہیں
ہے۔ یہ چند مثالیں مد نظر رہیں۔

وہابیوں کے نحو اس حدیث عقائد

اولیٰ حالہ وہابیہ کا منہ نہ چھو، عمل ہوں صاحب یہ روایت
قاریق مشہور ہے اس 17/1 کتاب کے اندر تعالیٰ چھوٹے کا قاری۔ و تو بد سے فی
قدورت اللہ سے بڑھ جائے گی یہ ہے اس سے پیشواں بیت اچھے اندر تعالیٰ
بدلوں دوران کے افعال و قدرتوں کا حلق ہے مگر جب تک وہ محبوب ہوتے ہیں قاری
و بدلوں سے کمرہ۔ کمال سے پچھو کہ قرآن محبوب کا رخصت و بدلوں سے
مزدوں میں گزریں تو وقتوں کے عطا اور پیدا رہے۔ قاری سے اس قدر
مد سے۔ نیسے کم رہے گی۔ دوم یہی وہابی صاحب اپنی کتاب تلوچہ ایچوں کے
ص 67 پر لکھتا ہے کہ شہادت کی تو یہ ثابت ہے کہ ایک میں ایک حکم کہ سے
چاہے تو کہہ دوں ہی اور وہی جن اور میرے برائے اہل محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے برابر پیدا کر دے۔ اس کاٹل سے پوچھا جائے کہ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے برابر کروڑوں پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے ممکن کہہ رہا ہے وہ سب اوصاف و کمالات
بخصوصیات و مرئیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر ہوں گے یا کم۔
جو کہ مان لیا تھا۔ انہوں نے نہیں مانے گا کہ انہوں نے بری کا تھا وہ جواب دہ
و تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اوصاف میں سے حاتم نہیں بھیجے کہ فی حد
فی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سو تفہیم ان کہ ذاتی بعدی میرے بعد ولی نبی
نہیں آئے گا۔ قصہ یہ ہے یہ ثابت کرنا تھا کہ وہابی کا دعویٰ ہے کہ ہمارے عمل کی
دلیل ضعیف ثابت ہے۔ یہ وہ عمل چھوڑنے کو تیار ہیں جس سے آپ کے عقائد جو
ہیں۔ اس سے ہوتے ہیں وہ بھی قرآن و حدیث سے متقدم و خلاف ہیں۔ انہیں یوں
نہیں چھوڑتے۔ سوم۔ انہیں کے حام و پیشرو دوران کے گھر کے شہید اور اسائنمیل و ہلوی
صاحب کے جبر و مرشد سید احمد شہید اپنی کتاب صراط مستقیم کے ص 136 پر لکھتے ہیں اور

یہ پہلو سے منظور ہو لی افتتاح مصروفہ و عہدہ بر سر و کسبہ میں ہے
 یہ پہلو سے مدد مل جائے و علم و کمال آپ کے ہر شے و کمال میں ہے
 ہم آپ کے ہر شے و کمال میں ہے و ہر شے و کمال میں ہے
 و کمال میں ہے و کمال میں ہے و کمال میں ہے
 تھے قاضی مدد کے احوال آپ کے ہر شے میں اس میں ملتی ہے صاحب کے چار
 صاحب کے ہر شے و کمال میں ہے و کمال میں ہے

ہدایت یا غیہ مقدمہ و جہات قارئین خواہد کیے میں

[illegible]

یہ تمام ساری باتیں جو کہ اس کتاب میں مذکور ہیں، ان کے ساتھ ساتھ اس کتاب کے مصنفین کی زندگیوں کی تفصیلات بھی درج ہیں۔ اس کتاب کے مصنفین کی زندگیوں کی تفصیلات بھی درج ہیں۔ اس کتاب کے مصنفین کی زندگیوں کی تفصیلات بھی درج ہیں۔

[illegible][illegible]

و انکے ہاتھ کاٹا گیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں کی ہڈیاں
 دیکھ کر ہر آدمی کے دل میں ہراس پیدا ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے
 ہاتھوں کی ہڈیاں کے پتے میں ہر آدمی کو ہراس پیدا ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے
 ہاتھوں کی ہڈیاں کے پتے میں ہر آدمی کو ہراس پیدا ہوتا تھا۔

کافران تک پہنچنے کی احادیث کی حقیقت کا پتہ

۱۔ (حدیث نمبر 1 ص 228) پر ہے کہ قرآن میں ہے: **لَا تَجِدُ أُمَّةَ
 نَسَبًا مِّنْهُ عَصِيَ اللَّهُ فَمَا لَمَّةٌ تِلْكَ لَمَّةٌ مِّنْهُ** (پھر تو نہ پائے گا قوم کو جس کا نسب
 اس سے ہو، کیسی قوم جس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ تو لہجہ ہے اس کے)۔
 صحیح بخاری، سورہ شوریٰ، لا عرفہ لہ عندہ و ہم یحرفون۔
 میں نے اس میں سے یہ حدیث دیکھی ہے کہ: **مَنْ كَفَرَ بَعْدَ إِيمَانِهِ**
 (جو شخص ایمان لائے اور پھر کفر کر گیا)۔
 جو حدیث صحیح ہے، اس میں ہے کہ: **يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ مَقَالِدَ ظُلْمٍ**
 (اللہ ان کو کھولنے کی لکیریں دیتا ہے)۔
 اس حدیث میں ہے کہ: **يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ مَقَالِدَ ظُلْمٍ**
 (اللہ ان کو کھولنے کی لکیریں دیتا ہے)۔
 اس حدیث میں ہے کہ: **يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ مَقَالِدَ ظُلْمٍ**
 (اللہ ان کو کھولنے کی لکیریں دیتا ہے)۔

یہ حدیث

۲۔ احمد القاسمی نے کہا ہے کہ: **وَعَلَيْكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ**
 (و تم پر عذاب عظیم ہے)۔
 اور قرآن میں ہے: **وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ نَسَبًا مِّنْهُ عَصِيَ اللَّهُ فَمَا لَمَّةٌ تِلْكَ لَمَّةٌ مِّنْهُ**
 (پھر تو نہ پائے گا قوم کو جس کا نسب اس سے ہو، کیسی قوم جس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ تو لہجہ ہے اس کے)۔
 صحیح بخاری، سورہ شوریٰ، لا عرفہ لہ عندہ و ہم یحرفون۔

۱۔ حدیث میں ہے کہ: **وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ نَسَبًا مِّنْهُ عَصِيَ اللَّهُ فَمَا لَمَّةٌ تِلْكَ لَمَّةٌ مِّنْهُ**
 (پھر تو نہ پائے گا قوم کو جس کا نسب اس سے ہو، کیسی قوم جس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ تو لہجہ ہے اس کے)۔
 صحیح بخاری، سورہ شوریٰ، لا عرفہ لہ عندہ و ہم یحرفون۔
 ۲۔ حدیث میں ہے کہ: **وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ نَسَبًا مِّنْهُ عَصِيَ اللَّهُ فَمَا لَمَّةٌ تِلْكَ لَمَّةٌ مِّنْهُ**
 (پھر تو نہ پائے گا قوم کو جس کا نسب اس سے ہو، کیسی قوم جس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ تو لہجہ ہے اس کے)۔
 صحیح بخاری، سورہ شوریٰ، لا عرفہ لہ عندہ و ہم یحرفون۔
 ۳۔ حدیث میں ہے کہ: **وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ نَسَبًا مِّنْهُ عَصِيَ اللَّهُ فَمَا لَمَّةٌ تِلْكَ لَمَّةٌ مِّنْهُ**
 (پھر تو نہ پائے گا قوم کو جس کا نسب اس سے ہو، کیسی قوم جس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ تو لہجہ ہے اس کے)۔
 صحیح بخاری، سورہ شوریٰ، لا عرفہ لہ عندہ و ہم یحرفون۔

کافران تک پہنچنے پر بحث

۱۔ حدیث میں ہے کہ: **وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ نَسَبًا مِّنْهُ عَصِيَ اللَّهُ فَمَا لَمَّةٌ تِلْكَ لَمَّةٌ مِّنْهُ**
 (پھر تو نہ پائے گا قوم کو جس کا نسب اس سے ہو، کیسی قوم جس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ تو لہجہ ہے اس کے)۔
 صحیح بخاری، سورہ شوریٰ، لا عرفہ لہ عندہ و ہم یحرفون۔
 ۲۔ حدیث میں ہے کہ: **وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ نَسَبًا مِّنْهُ عَصِيَ اللَّهُ فَمَا لَمَّةٌ تِلْكَ لَمَّةٌ مِّنْهُ**
 (پھر تو نہ پائے گا قوم کو جس کا نسب اس سے ہو، کیسی قوم جس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ تو لہجہ ہے اس کے)۔
 صحیح بخاری، سورہ شوریٰ، لا عرفہ لہ عندہ و ہم یحرفون۔
 ۳۔ حدیث میں ہے کہ: **وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ نَسَبًا مِّنْهُ عَصِيَ اللَّهُ فَمَا لَمَّةٌ تِلْكَ لَمَّةٌ مِّنْهُ**
 (پھر تو نہ پائے گا قوم کو جس کا نسب اس سے ہو، کیسی قوم جس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ تو لہجہ ہے اس کے)۔
 صحیح بخاری، سورہ شوریٰ، لا عرفہ لہ عندہ و ہم یحرفون۔

[illegible][illegible]

ماہ نامہ

[illegible]

آرتے ہو چکے ہیں۔ قرآنہ رواہ ابو داؤد طی القمزی فی قسٹ قال حدیثنا
 ابو سونہ اب انہیتم یعیس ہن حمید عن نور عن سلیمان بن موسی عن
 کازمی بہ وہو مرسد زنع ذلک مسند بن موسی بن نخبیث قس
 لخبیث عنہ ما کبر وہن نسائی لیس بالقوی فی فی التخریب صدوق
 لقیہ فی حدیث بعض بن وخیوط قبل قویہ۔ علامہ کی تالیف کہ صحیح ہونے کے
 ساتھ اس کی سند میں سیماں بن عی حدیث میں نرمی رہتے دے اور امام بخاری کے
 نزدیک مگر حدیث اور سانی سے فرمایا توئی نہیں اور انقریب میں سے صدوق و نقیہ
 کہنے کے ساتھ حدیث میں نرم اور آخر عمر قاطع الکلام فرمایا۔ ویضو اس قدر وجوہ معف
 ہونے کے باوجود وہی صاحب روایت کی سند کو صحیح کہہ رہے ہیں امام بخاری و سانی کی
 ہمت پر بھی کان نہیں لگا رہے کیونکہ وہ ان کے مدد کے خلاف ہے۔ اور یہ بحث باب
 میں اختلاف کے قریب و متوقف کی صحت اور غیر مقلدوں کے اعترافوں کے جوہر مت
 ورنہ کی ریوں کا جواب چاہئے ہے

نماز میں بِسْمِ اللہ پڑھنے پر بحث

تیسرا باب نماز میں بسم اللہ آیت پڑھنے کے ثبوت میں شروع ہوتا ہے۔ مفتی
 مد یار حال بھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ قرآن سورہ فاتحہ کے قس
 میں بسم اللہ شریف آیت پڑھے۔ الحمد للہ سے قرآن شروع رہے۔ مگر غیر مقلد
 دہلی بسم اللہ بھی اونچی آواز سے پڑھتے ہیں۔ جو بالکل خلاف مسئلہ ہے۔ بسم
 اللہ آیت پڑھنے کے متعلق بہت حدیث شریف ہیں جس میں سے یہاں چند پیش
 کی جاتی ہیں۔ رب تعالیٰ یاد رہے۔ حدیث مسند بخاری و مسند احمد سے
 مسند میں اس سے روایت کہ قال علی بن خنیس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم و عن ابی بکر و عمر و عثمان و عمار و معمر بن جندب عن رسول اللہ
 ﷺ انہو حیم۔

ترجمہ میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث مسند بخاری و مسند احمد سے
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہماری پڑھیں ان میں سے کسی کو نہ پڑھنا۔ بسم اللہ الرحمن
 الرحیم پڑھنے ہوں۔ اس پر غیر مقلد کا اعتراض۔ بدشہ یہ روایت ناشیۃ مستعد
 لفاقہ عن انس کے طریق سے صحیح مسلم ص ۲۷۱ ج ۱ میں اور مسند امام احمد ص ۳۳۳ ج ۱
 ۳۲ میں آئی ہے مگر بخاری میں ہے نہیں یہ صریح جھوٹ ہے۔ اے گل رہنمائی صاحب
 نے اسی روایت کو مسلم سے نقل کیا ہے اور حدیث مسند کا حوالہ لگا رہے کہ کما
 یفصحون۔ بقسوة یا محمد ﷺ رب العالمین۔ اے گل رہنمائی صاحب نے مگر
 میں روایت متصل درج کی ہے اور عن ابی حدیث مسند ۱۵۱ لکھا ہے کہ اس کے آخر الفاظ یہ

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مہدی
مرضی اللہ عنہما مرءان الحمد للہ رب العالمین سے شراعت فرماتے تھے اسے شیخین
نے روایت کیا اور مسلم نے بیہ زبیرہ کہا کہ دیلمی اللہ کو نہیں دیکھ کر گئے تھے وہ ذات
اللقاب میں اور نہ ہی کے آخر میں اور انکس سے ہے نہ فرمان میں سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھا ہر چہ تو میں سے ان
سے کسی کو ہمیں لاوا الرحمن یو جیح مجھ پڑھتے رہا۔ سے سال کے عادیہ و دا
نے بھی روایت کیا اور انا اس کی سیج ہے

ریاض الجعفر - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو غیر متفقوں کی ہمارے
شکافی پر علی الاطلاق برعکس ہے ۲۰۳ پتکھ سے بعد کہتے ہیں سے حداد
مالی سے حداد سے روایت ہا جو صحیح کی شرط سے مطابقت ہے۔

۱- ششم روى انس ثابى صلى الله عليه وسلم كان لا يجهز
بأسمائه فقلت أخرجته ليعزى ولصبيهم لى صرحجهما عن شخصه عن
فائدة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى فضل الله عليه وسلم وخلف
ابى بكر وعمر وعثمان فمسمع حمدتهم يقرء باسم الله توحى
سرحهم وفى بعض نسخ لكانوا يستفتحون لقرءة الحمد لله رب
العالمين لا يدركون باسم الله الرحيم فى قول لقرءة ولا فى
آخرها انتهى ورواه لى ثابى وحمد فى مسنده وأبو جابر فى
صحيحه فى سماع رابع من ألقم بن جابر وأبو لطفى فى
سبيه وقالوا فيه لكانوا لا يجهزون باسم الله الرحيم توحى وادنى حمد
ويجهزون باسمه لله رب العالمين وفى لفظ لى وادنى حمد
فمسمع الحمد لله يجهز -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَدْ نَفِثَ لِأَبْنَيْ يَمِينِي لَمَّا جِئْتُ فِي حُسْنِهِ فَكَذَّبُوا بِسَفْهَانٍ لَقَرْتُ بِهِ
وَيَجْهَرُ بِهِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي الْقَفْظِ مِطْطَرِئِي فِي مَعْجَمِهِ وَبِ
سَمِّ فِي الْحَلِيقَةِ وَبِ خُرْقِيمَةٍ فِي مَخْطَرِ الْمُخْتَصِرِ وَكَانُوا يَسْرُونَ بِسَمِّ
بِ سِرِّ حَسْبِي تَرْجُمَ وَبِ حَبِّ هَدَى بِرُودِيَا كُتْمِهِ ثَقُلَتْ وَمَخْرَجُ بَهْمٍ فِي
مَجْهِح

صاحب الزیادہ جو درق میں ۳۲۹ تا ۳۷۲ م قمری میں رہے تھے
انہی اسوئی ۶۳۰ھ حضرت ابن ابی الدرداء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تحقیق یہی کریم
الہ کا یہ واقعہ ہے۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** باندہ پڑھتے تھے صاحب صاحب یہ واقعہ ہیں
میں لکھا ہوں کہ نام بخاری و مسلم کے صحیحین میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے دو
مرات سے اول کہ مرہ میں ہے سونہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے وہ
راست ابو جرد و عمر و عثمان صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہر پڑھتے تھے اس سے کسی ایک
... **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** کریمین ابو حمزہ ... تھا ابو اسحق مسلم میں یہ لفظ آیا کہ وہ قرآن
... اور احمد رحمہ اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پیچھے سونہ ابو حمزہ
شروع فرماتے تھے اور اس کے آخر میں سے سالی سے اپنی نسیں اور احمد
اپنی مسند و کتاب سے اپنی صحیحہ کے تمام مضمون شروع فرماتے تھے وہ قطعی سے چلی
... میں آیا کہ وہ ہر اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** کریم
... کو ہر پڑھتے تھے اور اس میں سے یہ لفظ آیا کہ وہ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** کریم
... تھے یہ سالی اس میں کے ہیں کہ وہ یہ لفظ تھا میں سے اس
... کی وہ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** کریمین ابو حمزہ ... تھے یہ سالی اور ابو اسحق موصی کی مسند
... الفاظ ہیں وہ قرآن سے شروع فرماتے تھے جس میں **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** کریم
... اور پھر ان کے الفاظ تمام اور ابو حمزہ کے صحیحہ اور ابن جریر سے مختلف الفاظ میں ہیں
... اللہ بہتہ پڑھتے تھے اور سب روایات کے راویوں میں ہیں اور انہیں صحیح کاتب

مہر کی ضرورت ہے یہ ہیں کی کہ اس سے بوقت تراش قسٹے اور خاموش رہا
 و جب ہر وقت ہوتا ہے ہر مل اور ہر سے علاوہ بھی جب کہ غیر مقلدوں کا مذہب
 کے برعکس ہے وہ متقدمی و خاموشی کے وجہ کے قائل نہیں بلکہ اس پر فائقہ ہے
 سے اس سے قائل ہیں۔ پھر بویا ہے مخالف کے مطلب کی تفسیر و جواب کی تخصیص
 قرآن کے وقت ساتھ حاصل ہونا تو سے پیچیدہ جہوں قیل سے ہیں یہ اس کا قائل
 معلوم نہیں اس سے حد جمہور سے۔ کا مذہب ہیں یا کہ اس کا ختم مقتدی سے سے میں
 ہے اور یہی مذہب اللہ تعالیٰ مخالف کا ہے۔

ثانی مطلق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عبارتوں میں پیش کی کہ حسب
 صہرہ سے۔ رضویہ اللہ علیہم کا ارشاد سمجھا کہ انہوں میں وہ اس سے متقدم ہیں۔
 رہا۔ و لکن انہوں نے حاصل تھا و شیخ سے کہ بیت (وَادْعُوا الْفُقَرَاءَ) انہوں کے
 پیچھے مقتدر و قریب کے مذہب پر خلاف کی قوی دیکھ سے جسے احادیث و آثار کی
 یہ بھی حاصل ہے وہی صاحب نے سے قائل ہیں بشان ہے بعد اس کی تخصیص کا وہی
 کر کے یہ باور کرنا چاہتا ہے کہ عام کے پیچھے کا پڑھنا اس کے حد تک نہیں اس کوئی
 بہ دلیل سے طور پر غیر انفرادی کے جو سے لفظ ہے (وَادْعُوا الْفُقَرَاءَ) حد تک
 بحسب ان کے لفظ لا ربعة، مراد سے عام کی تخصیص ہے۔ یہ ہے ایک جا
 سے عام ہے۔ حق ۲۸

جواب مذکورہ عبارت میں دہلی صاحب کے کوئی دلیل نہیں۔ تو اس
 میں عام کا کر ہے۔ تخصیص کا مگر اس صاحب سے مقدم تک رہی کے سے عام
 کی تخصیص کے الفاظ ترجمہ میں پاس سے اعلیٰ کر رہے۔ مذکورہ دونوں قائل
 و ہر کرنے کو دہلی صاحب نے تفسیر کبیر کا حوالہ پیش کیا۔ جس کے لفظ ہیں (مقول
 لفظہا اجمعہ علی الہ یجوز تخصیص عموم القرآن بتأیید الواحد) تاہم
 میں حق۔ ص ۲۸ یعنی ہم کہتے ہیں کہ فقہاء کا اس پر ہمارے ہے کہ عموم قرآن کی تخصیص
 خیر و حد سے چلتا ہے۔

الجواب، ذلک۔ اس میں یہ وضاحت نہیں کہ فقہاء کو کون سے عام کی تخصیص کے
 قائل خیر واحد سے ہوتے ہیں۔ جب کہ ہر دو طرح پر ہے۔

عام قطعی و عام قطعی کا بیانیہ

۱ عام قطعی

۲ عام قطعی

عام قطعی وہ ہے جس سے بعض کی تخصیص خود صاحب کلام سے ترویج ہو، جاری
 ترویج سے تخصیص ہو چکی ہو اس کا باقی عام قطعی ہے اس عام کی تخصیص خیر واحد
 سے عام اصول سے جاری ہوتی ہے جیس کہ اولیٰ او اصول وراثی علی اصحاب
 وراثی میں ہے اور عام قطعی نیز خاص ہے اس پر عمل قطعی و جاری ہے۔ اب اس
 مذکورہ تفسیر کا ثبوت مل ملاحظہ ہو

وَأَمَّا الْقَامُ الْفُقَرَاءَ فَمِنْ خَصِّ الْفُقَرَاءِ وَفَمِنْ لَمْ يَخْصِ الْفُقَرَاءَ

کُلُّ سَوْعٍ مَخْصٍ بِحُكْمٍ عَلِيَّةٍ هَذَا الْعَامُ الَّذِي لَمْ يَخْصِ عَمَهُ

بِسَوْعٍ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْعَامِ فِي حَقِّ لَزُومِ الْعَمَلِ بِهِ قَطْعًا وَ يَقِينًا

وہو مذہب اکثر المتأخرون (العوام لا اصول الشافعی)

یعنی عام دو قسم پر ہے۔ ایک عام جس سے بعض خاص کیا گیا ہو اور جس سے
 نہ خاص نہ کیا گیا ہو اس میں سے ہر ایک کا حکم ہر جہ سے ہے اس وہ عام جس سے کچھ کم
 ہے۔ کیا گیا وہ بخیر خاص ہے یعنی لزوم اس کے حق میں قطعی و یقینی ہے۔ وہ یہ مذہب
 شافعی کا ہے۔ واضح رہے کہ عام قطعی کوٹ میں خاص کے مساوی ہے چنانچہ مذکور
 ہے

(لعمري هذا العام قطعي فيكون مساوي لخاص حتى يجرى نسخ

بخاص به ای بالعام لانه يشترط في النسخ ان يكون مساوي

بخاص او غيرهما)

اس ہمارے نزدیک عام قطعی خاص کے مساوی ہے یہاں تک کہ اس سے خاص کا

فاسمغو۔ و انصاف۔ ان کی پابندی میں سے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم مسلمان کی روایت کو تہیت
و حدیث دونوں پر ترجیح دے کر بوقت خطبہ امام دو رکعت نفل کو لازم قرار دے رہے ہو
یہ کہ یہ حدیث میں خاموش رہنے کا حکم و جوابی ہے وہ مسلمان کی روایت میں جو دو
حکم و تاویذ میں اس کتاب کے اور خوب ظاہر و شرع مقتضی ہے کہ اسے استحب
پر ترجیح دی جائے۔

تایید آپ کی پیش کردہ علم و حدیث کے ساتھ ساتھ آپ کا یہ بھی کہ آپ کا اصل قصہ ہے کہ آپ نے (و لا یمام یخضب) سے مراد مقلدین و تابعین کا ذکر کیا ہے کہ وہ آپ کی تعلیم و احادیث میں شغور ہو جاتا ہے۔ دیکھیں بخاری جلد ۱۲ ص ۲۵۳ پر حدیث ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: "انسان قادم من عند النبی خضبا" یعنی اس میں فہم و فہم (فہم) ہے۔ یہی کہ ہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "مومن نہیں بنے اس شخص میں خطبہ دینے کے لئے"۔ اسے تو آپ نے پوچھا: "کیا اس کا نام ہے؟" لوگوں میں سے رہا۔ "ظلم و اللہ کو ان کے تو یہاں خطبہ سے مراد و عزا و پکار ہے۔ یہ وہ ۱۲ احادیث و اقوال و تقریریں ہیں جو کہ حد و ثناء و اسے شہید ہیں۔"

یاداً تیار ہے پیش کردہ مسملوں کی حدیث کی شرح میں مدعوں کے لئے ہیں۔
وقال مالك و سفيث و ابو حنبله و ثوري و جمهور السلف من الصحابة
و التابعين لا يبعدون وهو مروي عن عمر و عثمان و علي و رضی اللہ عنہم
و حديثهم الاثر بالانصاف للامام۔ یعنی امام ہانگ اور سفيث و ابانام اعظم ابو حنیفہ اور
ثوری اور جمهور سلف صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ خطبہ کے وقت دو رکعت
نفل۔ یہ ہے اس صورت میں کہ یہ مقتدی ہو یا مکی قرآن کے وقت یا شبی کا ضم
ہے۔ اسی مذکورہ عبارت سے مختلف کا اثبات کی تخصیص کا دعویٰ باطل ہوگا۔ سب اس کا
نواں جو سب مدخل ہو لکھتے ہیں کہ اصول فقہ حنفی میں لکھا ہے جب دو آیتوں میں
تو رخص ہو جائے تو رجوع سنت کی طرف سے کرنا چاہیے اور مثلاً میں ملے کے اختلاف نے

میں کی ہے کہ وہ فُوراً لھوئے لالہءِ و مایہ میں نفس سے معص
 ہوا ہے۔ یہاں پر طرفِ دیوانہ کرنا ہے۔ سو گئے جو الزامات یہ یہ صودتِ ح
 سے پر ہونے لگے۔ یہاں پر وہ ایک ہیٹھ بھگتا ہوا اور ن میں ثابت بھی ہے اور
 فی معاصیہ کہ ہے کہ حسب ثبوت و لگی ہے۔ ثبوت اور ثبوت ہے۔ یہاں پر

۲۸

آپ میں حقیقتاً تمہیں نہیں جانتا

[illegible]

ثابت عام مطلق اور عام کا جھمکنا ہو چکا ہو اور اس میں تو غیر معین
 - بد وود لیری (سفر) مطلق ہے اور کفر و کفر - یہ کا جس
 - جس کے تقویٰ کے عام ہے یہ اس پر قیاس ہے۔

[illegible]

یہ بھی فقہ مقدسہ حسب تہ اصوب لفظی لکھتے تو صحیح اور ان کے حوالے سے یہاں
جسبہ مدرسہ آج میں ہونا حدیث کی طرف رجوع یا حائے گاہ اور اس کتاب
اور اس کی مثال بھی ان کے "وَدَّ قُرَىٰ الْفُقَرَاءُ" اور "قُرَىٰ الْفُقَرَاءُ" کا
دار میں ہے مگر حیالنا یہ کہ محمد دیا کہ انہیں کتب میں حست و طرف رجوع کرے
تہ میں۔ "وَدَّ قُرَىٰ الْفُقَرَاءُ" اور "قُرَىٰ الْفُقَرَاءُ" کا بعض محققین

عبدالرحیم معروف ہیں اسے پل نہ وہاں صاحب لکھا ہے۔ حسب یہ روایت لکھی کہ
یہ بحث روایت میں عبد الرحمن بخاری سے تو کو پیش ہے لیکن روایت حدیث میں ما
عبدالرحمن صاحب نام عقلی اور حافظ اس خبر سے ال کی تدریس خاصہ حدیث سے
تبدیل ہے ۶ ص ۲۶۶ نظر یہ حدیث و حقیقت نہ مستحب ہے ۳۰ حدیث فتح ابوری
۱۳۹۳ روایت حدیث عام کی تدریج سے ظاہر ہے۔ ناظر ابوری الخلیفہ ص ۷۷

جواب یہوں کہ وہو بموجب مکتوب

و حافظ بن حجر مستقل روایت ہے نظر یہ التمدید میں عبد الرحمن
ص ۱۱ نے متعلق حدیث سے نقل کیا ہے ہیں جس میں کفر کے رد میں یہ تھا ہیں
جس کا خلاف دیکھی اس کا قرار ہے۔

فقہ کے تدریس معتبر ہے

یا یہ فقہ کی تدریس مقبول ہے

یا آپ اس روایت کو حذف کرنے پر اصرار ہیں تو ہم تمہیں کتاب حدیث میں
سے معتبر کتاب موطا امام محمد کی روایت دیکھاتے ہیں جو فقہ روایت سے مروی ہے جس میں
مہدی اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وضع فتویٰ ہے۔

ہام کے پیچھے مقتدی کا موشی رہے

فان من بعد احسننا سقیل بن عقیل عن مسعود بن معتبر عن
واہب قال سیر عبد اللہ بن مسعود عن قریبہ عن عقیل بن
بصیر قال فی مصلوۃ شغلنا من قبلک لا مانع۔

یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہام کے پیچھے قرأت کا ختم پوچھ گیا تو
فرمایا خاموش رہا کرو بے شک نماز میں مشغولیت چاہیے وہ ہام کے کلمے کثرت کرے گا۔
دہائی صاحب دہر بحث حدیث پر چوتھے اعتراض کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ روایت کے
الفاظ اس حدیث کا ثبوت ہیں کہ پڑھنے والوں سے بلند آواز سے پڑھنا تھا بروایت راوی
کے الفاظ میں سمعنا ما سمعنا وکوں سے قرأت کرتے تھے اور سنا بھی چاہتا ہے پس بلند

آواز سے پڑھا جائے اور یہ صورت مندرجہ کی ہے جو کہ ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۳۹ ص ۸

جواب اور ۱۶۱ میں کو چاہیے کہ یہ اس صاحب کی علمی تہذیب کا اثر ہے
جس نے اسے کو حافظ مسعود کی تہذیب بھی نہیں اس سے نا مسعود کا فاعل جیسے ترجمہ مرد
ہے۔ جس لوگوں نے صاحب کہ اس کا معنی ہے عبد اللہ ابن مسعود سے لوگوں کی قرأت کو
بلند آواز سے پڑھا دیا جاتا ہے کہ ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے اور ہر
مفعول منصوب حسب کہ نا منصوب ہے اس سے اس کا مفعول مرفوع ہو جاتا ہے۔

تایید دہائی صاحب مطلق کہ سنا بھی جاتا ہے جب کہ بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے۔
تفسیر کہتا ہے کہ آپ کے چلنے ہیں کہ بلند آواز سے پڑھنا چاہیے کہ نہ کہ یہ صامت
کی صورت ہے پھر جس سے اس مسعود سے ہوا وہ صحابہ یا تابعین ہوں گے۔ و یا ہوا
یہ منع صورت کا علم نہیں تھا اور آپ کو اس کا علم ہو گیا اصل بات یہ ہے کہ آپ اس سے
بہ مطلب پور کرتے چاہتے ہیں کہ اس مسعود رضی اللہ عنہ نے قرأت مطلق سے مقتدی تو
سب سے منع کیا بلکہ ہاتھ بلند پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہ صاحب کی مطلق سے
پا نہیں ہو سکتا کیونکہ جو نمازی پاس کثرت سے ہوں ان کا پڑھنا معلوم ہو جاتا ہے اگرچہ
الفاظ سمجھ نہ آئیں۔ نیز جب ہم سے موطا امام محمد سے خود سے عبد اللہ ابن مسعود رضی
اللہ عنہ کا وضع فتویٰ لکھ دیا کہ آپ نے فرمایا

امام کے پیچھے خاموش رہا کرو ہام کی قرأت کی کثایت کرتی ہے تو آپ مقتدی کی
قرأت سے منع میں بھی کامیابی نہیں رہا

غیر مقتدی کا پوچھنا اعتراض

دھرت میں مسعود رضی اللہ عنہ نے یہاں آیت کا شان 'واں نہیں بتایا بلکہ اس
سے منع کیا ہے۔ نام یہاں کی بحث ص ۱۳۹

جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دہائی صاحب نے یہ مدعی کو پڑھنے کے لیے عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ پر آیت سے حدیث شریفہ کے قاریوں کو چاہتے ہیں

یہ دیکھ اس کی تحریر کا واضح مقصد یہی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ دواد مسرعی
لغوی نام سے جو سند لکھا ہے قرأت خلف الامام کے منہ پر وہ شان فریل کے خلاف
ہے حالانکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ علیل القدر مجتہد فقیہ صحابہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت
وقدس میں حاضر رہنے والے صحابی ہیں۔

دوہلی صاحب کا چٹا اعتراض

فصل دوم میں صحیح سند کے ساتھ گزر چکا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سرکے ٹڈوں میں قرأت خلف الامام کے قائل تھے اور زیر بحث اثر بالعرض صحیح بھی تسلیم
کر لیا جائے اور مقتدی کی قرأت کو پھر پر محمول نہ کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ بھری میں
قرأت نہ کرنے کا ثبوت ہے جب کہ مقتدی امام کی قرأت سن رہا ہوں امام بن جریج
نے بھی اس کو اس قرأت سے تحت تسلیم کیا ہے ان کے الفاظ میں قَضَتْ بَعْضُهُمْ ذَاتَ
خَلٍّ خُلُوًّا مُنْفَصِلِيًّا مَضْمُونًا بِأَنَّهُمْ بِهِ وَلَوْ يَسْمَعُ قِرَاءَةً
لِإِمَامٍ تَبَعٍ فِيهِمْ ۝۲۰

بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت سن وقت میں ہے جب امام کی امامت پہنچے کسی
قائم گروہ جو امام کی قرأت سن رہا ہو۔ امام ہارون ابن اقی ص ۲۸۹

جواب اولاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر کی صحت سند کا عین وہابیہ سب
میں لیے کر رہا ہے کہ وہ اس کے سپنے تھوہب کی دلیل ہے ورنہ اس جگہ نہ تو اس صاحب
نے کہ چوری سندیں کی اور نہ ہی صحت پر ہی محدث کا کون قوی ہو گیا

ثانیاً اس صاحب کا یہ کہنا کہ زیر بحث اثر کو بالعرض صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے اور
مقتدی کی قرأت کو پھر پر محمول نہ کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ اس سے بھری میں قرأت
نہ کرنے کا ثبوت ہے جب کہ مقتدی امام کی قرأت سن رہا ہو۔ اس کی تائید میں بن
جریر کے حوالہ سے بعض کا قول پیش کرنا جو اوپر لکھا جا چکا ہے۔

تاریخین حضرات، اس صاحب کی مذکورہ عبارت دیکھ کر بخوبی جان چائیں گے کہ
یہ شخص کسی مقصد کی تکمیل کے ورہ ہے۔

تو غیر مقتدین حناں پر اثر

یہ ہیں کہ یہ سے وقیان پر چٹے ہیں اور اس قدر سیر بھی سے پٹی ۱۵۰
نہا ۱۵۰ یہ سے زیادہ اس سے بھر میں قرأت۔ اسے کائنات ہے آگے یہ اور
۱۵۰ کی کہ جب مقتدی امام کی قرأت سن رہا ہو پھر چاہیے تھا کہ اہل حدیث ہوئے ۱۵۰
یہ اس پر قرأت و حدیث پیش کرنا اس کی سے حرج سے احتیاج پیش کر دیا کی
یہ ہے کہ جب اس محدث سے یہ مقصد پورا کرنا ہو تو پھر حوجہ بھی ہاتھ لگے ۱۵۰ کے
یہ ہیں ۱۵۰

ثالثاً یہ صاحب ثقیل آرائیوں سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہر شان سے
ت خلف الامام کے مطلق منع کو مفید دیکھ بنا سے رہے مگر یہ بعض حوالی
مرحوم علی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے عمل سے
ت خلف الامام کے منع پر غور کا ثبوت کرتے ہیں

۱۵۰ اس مسعود امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے

۱۵۰ کا ہر محرم ۱۵۰ پر ہے۔ قال مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَارِبٍ عَنْ
عُرَيْشٍ عَنْ حُذَيْفٍ عَنِ ابْنِ زُهَيْرٍ لَمْ يَخْفِ لِيْهِمْ لَمْ يَخْفِ لِيْهِمْ لَمْ يَخْفِ لِيْهِمْ
مُتَوَدِّعًا لَا يَفْرَقُ حَسْبُ الْإِمَامِ فِيمَا يَخْفِؤُ فِيهِ وَيَسْتَحِافُ لِيْهِ فِي
۱۵۰ میں دلائی لا عریضی ۱۵۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ یہ شک عبد اللہ
۱۵۰ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔ اس مار میں اس میں
۱۵۰ ت بند کی جاتی ہے ۱۵۰ اس میں اس میں آیت کی جاتی ہے۔ ایک روایت میں
۱۵۰ پہلی دو میں۔ جہاں میں متقی احمد یار عاں بھی رحمۃ اللہ علیہ لکھے ہیں توبہ
۱۵۰ اس میں تیسرے میں عاں شریف میں اسی آیت کی تائید میں ہے۔ (وَدَقُّوْهُ نَفْرًا)
۱۵۰ نَصْرًا مِّنْ خَوْفٍ لَا يَتَعْمَلُوْهُ سِوَا طَرَفٍ مِّنْهُمْ وَنَصْرًا لِّقَوْمٍ ۱۵۰ (۱۵۰ میں
۱۵۰ اس پر حوا سے تو کسی قرأت و کلام کا ۱۵۰ سوا اور تو اس پر لکھے جاتے وقت
۱۵۰ اس پر اس پر عبد اللہ کے عاں اس ۱۵۰ یہ مسلم ہے کہ دور و عاں سے تو

مقیاس کی ہے۔ مگر سب سے پہلے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ
 نہیں یقیناً اس کا نام نہ ہو سکتا ہے کہ اس کی مد میں کسی روایت
 جو کہ مشہور کہہ رہا ہے۔ مولوی احمد رضا فاضل بریلوی نے لکھا ہے کہ کبھی کا نہایت شدید
 الطعن ہونا کہیں معلوم؟ آئمہ شریف سے متروک بلکہ منسوب کی نگاہ سے نہ کہ
 ہے۔ اور خود مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ تفسیر اگر روایت صحیحہ سے ہے تو معتبر و روایت
 معتبر۔ حاد الحق ص ۱۰۰

جو یہ در تفسیر میں ابن عباس شریف کے بعض مقامات پر کسی کو عتہ اس کا
 ہے مگر سب تفسیر ہی وہی ہے (مگر اس گہرے) کہنا درست نہیں کیونکہ علامہ مسند اس
 متروک کرتے آئے ہیں اس میں مسند دوم کی روایت سے مطابقت بھی نکلتی
 ہیں۔

ثانی یہ تفسیر میں ابن عباس کی روایت تو قوی ہے۔ یہ روایت ہے تو جہر
 اس کے ساتھ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قوت خفہ و عدم کے معنی واضح تو ہیں
 دیکھتے ہیں۔ چنانچہ شہرہ جہرہ کی روایت بھی صحیح ہے۔ اس کا ذکر بھی کیا
 اس کے پیچھے قرأت نہ ابن عباس کا رشتہ

عن ابی حیرة عن ابي عبد الله عن ابي عبد الله عن ابي عبد الله عن ابي عبد الله عن ابي عبد الله
 ابو حیرة سے ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا میں قرأت
 جب کہ امام میر سے آگے ہو کر آیا نہ جہر

الامام الشاہ احمد رضا صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو حوالہ میر مقدم
 نے اس کے قیادتی ضویہ سے نکالی کے متعلق یہ اس کو چاروں میں یہ کیا ہے اس کا
 حاصل یہ کہ یہ فقہاء و محدثین رضی اللہ عنہم سے علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ امام مالک
 اس نے باوجود عام لقب ہر تفسیر میں اس کی وراثت کی مثال روایت کثرت
 موجود ہیں ورنہ علامہ ابن ابی شیبہ نے اس کا نقل کرتے آئے ہیں مگر وہابی سے اپنا مقصد
 پر کرتے کہ شاید ان کوئی ضویہ شریف سے ملے کہ اس کا قبول ان تفسیر میں کیا ہے یا

غیر مقدم کا دوسرا عنوان۔ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف منقول
 ہے۔ سب سے پہلے رفع لاضویت حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی
 یہ آیت و قد قرأ القرآن اس میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھنے کی
 ممانعت نہ ہوگی۔ نام بہادریں الحق ص ۱۰۹۔ خوب حق وہابی کی آیت یہ
 قائم نہ ہو۔ اثر عثمانی صاحب رحمہ اللہ کی روایت میں اس کے خلاف آیت کو یہ اس
 میں عام کے پیچھے پڑھنے کا ثبوت ہے؟ محبوب ہوتے ہوئے کچھ ضروری کریں۔

مطلب حاصل سے حکم حاصل نہیں ہوتا

یہ مسئلہ اصول سے کہ سب روایں حاصل ہوتے ہیں حکم حاصل نہیں ہوتا بلکہ خدا
 نے عموم کا ہوتا ہے جب آیت و قد قرأ القرآن میں و قد عام ہے یعنی
 جب بھی قرآن پڑھا جائے اسے کان لگا کر سنا اور سناؤں۔ وہابی صاحب تفسیر
 احمد اشرف فصل اول میں گزرتا ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تفسیر الامام کے
 قائل تھے اور سری عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے مسلک کو تو خود کار حدیث سے تسلیم کیا ہے مثلاً
 عمروں و عمرہ سری رضی اللہ عنہما سے ہیں۔ و بعدہ عن ابی عبد الله عن ابی عبد الله عن ابی عبد الله عن ابی عبد الله عن ابی عبد الله
 ابن عباس رضی اللہ عنہما عن ریح مسند المروء عن ابی عبد الله عن ابی عبد الله عن ابی عبد الله عن ابی عبد الله عن ابی عبد الله
 لفظہم و تعصیر۔ بہادریں الحق ص ۱۸۰

جو اس قائل کی حدیث میں وہابی روایت کو یہ ثابت نہیں ہوتا۔
 مصنف نے اس کے سبب کو تسلیم کیا ہے محدثین و فقہاء کا طریقہ ہے کہ وہ اپنی کتاب
 میں جو مضمون لکھتے ہیں اس مضمون کے متعلق تو مختلف روایات و آثار و روایات سے
 روایات کرتے ہیں وہ وہابی صاحب کا یہ کہنا صواب ہے کہ اگر حدیث سے ابن عباس
 رضی اللہ عنہما کے مسلک سری عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کا تفسیر پڑھنے کو تسلیم کر لیا ہے۔
 چنانچہ مولوی کے جس ص ۱۸۱ اور ج ۱ سے غیر مقدم لے لے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول
 یا ہے اس پر اس میں حدیث سے دوسرے روایات حدیثیں و اس کے پیچھے قرأت نے عدم
 جرح و ثبوت لے لی ہیں اور ابن عباس کا پناہ شدہ قرأت صرف الامامین و علیہ ہے ایک

مخلص نے اس عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایمان کے پیچھے کترت کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں اس سے کہا شاید آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دل میں پڑھتے ہوں؟ حضرت سعید کی روایت میں ہے کہ قرآن پڑھتے۔

امام کے پیچھے قرأت پر ابن عباسؓ کی ناراضگی

دوسری روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ لوگ ظہر وعصر میں ہمارے پیچھے قرأت کرتے ہیں فرمایا: مجھے اس پر قابو ہو تو میں اس کی رہنمائی کرتا ہوں۔ ہر شب سونے کے بعد قرأت کرتے ہیں تو قرأت کا ہی وقت اور اس کا سوت کا وقت ہے۔ عموماً یہ کہ غیر مقلد وہی ہے یہ مقلد حدیثیں تو نظر میں مگر روپے ہر شب دیکھ کر ظہر یعنی یہ جیسی غلیظ خیانت ہے۔ رفتی احمد یاروں جیسی رحمتہ اللہ علیہ نے قرأت خلف الامام کے منع پر آجیہ مبارکہ کہ تقامیر کے بعد حادثہ سے دلائل پیش کیے ملاحظہ ہوں

حدیث مسلم شریف باب اسودہ (اسلام) میں عطا بن یسار سے مروی ہے کہ
سائل ریدہ بنس ثایب علیہ السلام مع القرآن مع الإمام فی نسائی
انہوں نے ریدہ بن ثایب صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے مانتھ قرأت کر کے تم سے تعاقب
پوچھنا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے مانتھ بالکل قرأت جاری نہیں۔ وہاں صاحب اس
کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ہر شب یہ رشید کے کمال سے صحیح ہے مگر یہ بعد از فاتحہ یا ترکہ
جہر پر محمول ہے تاکہ حارث صحیح مرفوہ اور اس اثر کے درمیان ماضی فلتت ہو جائے۔

نام نهاد زینت و جلال

الجواب - جب وہاں صاحب کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کی صحت کا قرینہ تو پھر انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ اس کے بددوس لہ یعنی امام کے پیچھے منع قراوت کو بھی تسلیم کر لیا جاتا مگر یہ انصاف چونکہ وہاں مذہب کے لیے معصوم تھا اس لیے موقوف ہو گیا۔ اور واضح فتویٰ میں پتی راستے سے احتیاط نہ کیا ہرگز کے اپنے مذہب کے تابع کر دیا۔

خود بدلتے نہیں دین ملک دیتے ہیں

یہ ہیں وہ لوگ جو خود تو بدستے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ یہ بات نہیں لا پھر
وہ صاحب نام میں کر رہے ہیں اس لئے کہ وہ رشاد میں کوسا غلط ہے حوا نام کے چھپے
نقہ کی سے فاحشہ پڑا ہے لا مشکی کر رہا ہے یہ کہ کونسا قر یہ ہے حوا نام سے بھرم ہے اس لئے
معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ لکھ کر رہا ہے اگر پشیمیں اور یقیناً نہیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول اللہ
سبلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو اپنے تابع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی نہیں تو

نہا۔ کہنے پہ خطرہ محسوس کیا کہ حکوہ ٹروس کے اصل مدوں سے۔ چھ
بابتوں پر تھوڑے حدیث سمجھو مدوں مخالفت، رعتی سے یہ یہاں رہیں
ہوئے۔ اس کا مدوں یہ ہر کہ وہ فیری لفرٹ کے مدوں کے مطابق ہے اسے
ہر نے سے مدوں کے مطابق و مفید کر دیا ہے۔

ہمنا زہر بحث کوس ٹلس (الاجزائے مع الامام) میں لاکھ جس کا ہے جس کا مضامین ہے
قرآن سے کچھ بھی نام سے پیچھے رہ چکا ہے اور جس کی سی پیڑیہ علم و مودہ رہا
بہرہ میر مقصد صاحب کا حدیث سے حدیث حیدر بیانہ رونا تحقیق ٹلس حدیث کا اکی
ہا رہا ہے۔

۱۰۰ حق سے حدیث نمبر ۲

مسلم شریف باب احمد میں ہے۔ فصل لے ابو بکرؓ طحاہیث یثی طویزہ
فصل ہو صلیح یعنی واذا قریۃ قالصنوا۔ یوکر نے سماں سے پوچھا کہ ابو بکرؓ
ن حدیث کہی ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ بالکل صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام قرأت
تو تم خاموش رہو۔ واضح رہے کہ غیر مقلد صاحب نے مسلم شریف کی مذکورہ صحیح
حدیث ہا کون جو صاحب نے کہا ہے کہ وہابی قوم کو مسلم ہے کہ مگر کسی مسئلہ پر ایک صحیح
حدیث پاں جائے تو اس پر عمل واجب ہے جیسا کہ عہد مشہور کے حکیم محمد
قیس لکھائی صاحب نے اپنی کتاب صلوۃ سور کے ص ۶۰۷ پر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ

بعض حضرات اہل تعصب و جہالت کی گھٹ شیعہ پر آپ کے متعلق سوچیں رہتے تھے
لیکن جب حقیقت پر اطلاع پائی تو آپ کی تعریف کر لے گئے چنانچہ "ابو ربیعہ"
ابو ہاشم بن احمد بن علی الانصاری الشافعی المعروف ابی اسحق بن عیسیٰ البغدادی

[illegible]

و کافر نو مطیع بنیاد کتب یونان بعد از امام بنی حبیله فی حایط
مکتوبه قدید عمل حبیله سید بنوری و مدفن بن حبیله و حقیق بن سید
و حقیق بن دق و عیونهم بقیع، فتحتمو لامام بن حبیله و ابی بن لدیله
بن سکندر بن عباس فی سبیل ناسخه عیث منه یونان من طاس
سید لایطهم لامام من نگر دیار مجتمع بنی یزید و عیون عیث
مدینه و بن ابی امام بن کذاب بن ناسخه فیه بقیع بقیع بقیع
و بقیع بنی مدحتمو فیه و حقیق بنی مدحتمو کتبهم و بقیع بنی مدحتمو
و بنی لایط بنی مدحتمو و بنی مدحتمو و بنی مدحتمو و بنی مدحتمو
عیونهم بنی مدحتمو و بنی مدحتمو و بنی مدحتمو و بنی مدحتمو
بنی مدحتمو و بنی مدحتمو و بنی مدحتمو و بنی مدحتمو

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مدنی، رحمہ اللہ سے تعلق طویل تھا۔ ہمارا دوستیہ سے پر
آئے تو، ہام بوشیہ سے ہائیں گرنے لگے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ ہمیں تمہارے
متعلق جانچا کہ تم دین میں کثرتِ قیام سے کام لیتے ہو ہمیں اس وجہ سے تم پر خوف ہے
بولو (اللہ کا حکم چھوڑ کر) سب سے پہلے قیاسی شیطان لے کیا دس ہام صاحب نے
ان حضرات سے جمعہ کی صبح سے زوال تک مباحثہ کیا اور انہیں اپنا مذہب دیا۔ یہ
کہ میں کتاب اللہ پر عمل مقدم رکھتا ہوں پھر سنت پھر صحابہ کے ان فیصلوں کو مقدم رکھتا
ہوں جن پر ان حضرات کا اتفاق ہوا پھر جن میں ان کا فتوہ تھا۔ بعد قیام
جنتا کی طرف آتا ہوں یہ سن کر (اس سبب حضرت کھڑے ہوئے اور آپ کے ہاتھ اور

[illegible]

یہ اور علیؑ کی عظمت کے بعد امام عظیم کی عظمت سے قائل ہو گے

فَحَقَّقْنَا مِنْ مَعَالِمِهَا قُلُوبَ سَمْعٍ مِنْ نَجْمٍ فِي رُفْدِ عَمَدٍ
لَا رُوحِي فَعَالٍ لِي لَا عَيْنِي بِهَا عِيدَ لَرَّاحِمٍ خَلَّ بِكَ كَوْنُهُ
بِالْكَوْنِ صَالًا مُضَلًّا يَدْعُو النَّاسَ لِي بِدَعَايِ فَتُتَّحَى لَأَوْعَى
بِسُوءِ أَيْدِيهِمْ وَبِئْسَ لِي أَسَى وَحَرَّ حَبِّهِ مِنْ قُصْدِ أَيْدِيهِمْ حَبْلُهُ مَسْبُوكٌ
وَأَكْبَهُ بِخُجْجِهِ وَحُصْنُ نَجْمٍ لِي لَأَوْرَعِي لِقَرِينَهُ وَاقْدِ
قُلُوبَ لِسْتَارِ أَيْدِيهِمْ وَصَيْبُ صَبُوحٍ لِقُلُوبِ لِي بِهَا عِيدَ
لَرَّاحِمٍ مَهْدٍ أَيْدِيَهُمْ قُلُوبُ كَدِّ لِي لِي مَسَائِلُ وَكَيْفُ

کشیہ اپنا نام عظیم کے مقلد ہوئے ہیں

صاحب امام عظیم بوصید رضی اللہ عنہ۔ مقتدی میں شیخ ویاہ کا تلبس ہو۔
نصیب واپی مگر خلاف فائدہ و محبوب باطل یا اس کی بیا صیغہ و لائق پر وقت
ان کو دلائل و کمال حاصل نہ ہوتا۔

امام صاحب پر یہ اعتراض کہ وہ صاحب الہی تھے

ابو جہاں اولاً تفریق دینی صاحب برقی سے کیا مراد دیتے ہیں؟ اگر یہ مراد میں کہ
امام صاحب صلی اللہ علیہ وسلم و حدیث و احادیث پر سے کوئی چیز چھوئے تو یہ محض
صحت ہے کیونکہ ہم چھوئے ان کے کلمہ کے حوالہ سے خود امام صاحب کا رشتہ افضل
چھوئے ہیں۔ کہ فائدہ میں چھوئے کتاب بعد پر عمل کرنا ہوں پھر صحت اس اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ و آہ و سلم پھر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فیصلوں پر نہیں پر۔ کا اعلیٰ ہو پھر
میں رتبہ پر جس میں اس کا خلاف ہوا اس کے حد قیاس و طرف و تائیدوں غیر مناسبت
کی کتب و اصول میں بھی قرآن و حدیث اور جماع صحت و اصل اور حد قیاس و تائید و قیاس
ہو ان میں سے تائید رکھا گیا ہے یعنی جب تک کہ میں اصول سے مسئلہ حل ملتا ہے تا
قیاس نہ حاجت نہیں۔ ثانی اگر قرآن میں کی مراد ہے کہ روئے ناچار و حرام ہے جیسے کہ
عبر مقتدہ ہوا کرتے ہیں تو یہ دراصل ان حادثات مہاجر کہ فائدہ ہے جس میں قیاس و تائید
نہ تسمیع کی ہے۔

قیاس و اجتہاد کے ثبوت پر دلیل

چنانچہ بخاری ج ۱ باب جز الحاکم و اجتہاد اصحاب و عطفائیں
ہے عن عثمان بن عفان عن عبد بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول
داخکم الحاکم فی حجتہ فاصحاب اللہ انھو بن و داخکم فاصحاب اللہ فاصحاب اللہ
فانھو خیر من العاصم عن عبد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول
داخکم فاصحاب اللہ انھو بن و داخکم فاصحاب اللہ فاصحاب اللہ فاصحاب اللہ

سے لیے دوا میں چھوئے جتنا میں شیخ ہوں تو سے یہ جڑ ہے۔ و ہے۔
ما سے رو یہاں مطلق مجتہد ہے قاضی و باہد و باہد کا نام و اصول و شروع میں امام
و اعتد ہو جب کہ اجتہاد کا حق کے ہے ہو۔

ووم جامع ترمذی ابو جہاں حاکم کے آثار میں ہے کہ
عن معاذ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول
انفس فکان کیف لخصی قال فخصی بما فی کتابہ
یکن فی کتاب اللہ قال حبسہ رسول اللہ لکان فاکم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکان حبسہ رسول اللہ لکان
لیدی و لکی رسول اللہ۔

حضرت معاذ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
میں کی طرف عامل بنا کر بھیجا تو فرمایا تم کسی طرح بھیجے کہ اسے عرض
بھیج دینا کہ وہ اس کی کتاب میں سے قرآن و احادیث کتاب میں نہ
میں بتدی صحت کے ساتھ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے و علم
میں نہ تو پھر عرض کی پائی سے سے اجتہاد کروں گا فرمایا امام ترمذی
و اللہ سے قاصد کو موافق شرع ہوا۔ ایسا دوسری روایت میں ان کلمہ ہے
صاحب اللہ۔ و حدیث لکھتے ہیں۔ یا بھی اگر تو نہ پائے۔ یہ پہلی روایت سے بھی
و حدیث کرتی ہے کہ مراد ہوا زائد پانا ہے اور ہوا۔ کسی مسئلہ کو قرآن و حدیث میں نہ پانا
و لا تم نہیں کرتا کہ اس مسئلہ کی اصل بھی قرآن و حدیث میں نہ ہو جس سے مسئلہ یا
و اصل تو قرآن و حدیث میں ہو مگر ہاں ہی عقل و سمجھ و سن تک رساں نہ ہو۔

چنانچہ اگر قیاس و اجتہاد سے راہداری ہے تو پھر امام بوصید رضی اللہ عنہ
میں تخصیص کیوں بوقت ضرورت تمام آئمہ و اصحاب نے قیاس کیا چنانچہ امام شافعی
ساتے ہیں

لا خصوص فیہ بل لہم اس حلیہ فی القیاس بشرطہ المدکور ہیں

جميع العلماء بقبسون في مضائق ادبهم بعدة في مسئلة ما
من كتاب ولا سنة ولا جماع ولا اقلية الصحابة وكذلك هم
يؤزل من قبلهم الى ولتنا هذا في كل مسئلة لا يجدون فيها
لصان غير تكبير فيما بينهم بل جميع القياس احمد الاذلة
لاربعة فالفوا الكتاب والسنة والاجماع والقياس ولقد كان
امام الشافعي رضي الله تعالى عنه يقول اذا لم يجد في المسئلة
دليلا فاستأثر غنى غيره فانما اعترض على الامام ابي حنيفة
في عصبته بالقياس لزمه الاعتراض على الائمة كلهم لانهم
كلهم يثبتون كونه في العمل بالقياس عند فقهاء النصوص
والاجماع.

الشيخ ابن الكبري جزء اول ص ۶۶۔ یعنی مذکورہ شرط کے ساتھ قیاس کرنے میں ما
الوجہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت میں بلکہ قرآن و حدیث اور اجماع و صحابہ کے فیصلوں سے دلیل نہ پاکیں۔
جس کی مسجد میں قرآن، سنت اور اجماع و صحابہ کے فیصلوں سے دلیل نہ پاکیں۔
یہی آیت سے مقلدین بھی کہا ہے اس وقت تک قیاس کرتے آتے ہیں جہاں مس
میں جس کی دلیل وہ نہ پاکیں ان کے درمیان اس میں بلا کسی کے انکار کے بلکہ کیا انہوں
نے قیاس کو چار دیووں میں سے ایک تو کہا کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس چاروں
میں سے دو۔ مثلاً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب ہم کسی مسئلہ میں دلیل نہ
پائیں تو اسے ہم اس کے غیر (دلیل مسئلہ) پر قیاس کرتے ہیں پس جس سے امام ابو حنیفہ
چاہتے ہیں اس کے قیاس پر عمل میں تو اس کا اعتراض لازم آیا تمام آئمہ پر کیونکہ وہ
سب اس کے ساتھ رہے اور ہیں قیاس پر عمل میں اصول و جماع کے نہ پائے جاسے۔
وقت۔ وہابی صاحب نے پیش را و بہارت میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ پر مرحی
ہوے گا۔ اس بحث سے۔ اور اس صحت کے لئے کی اصل وجہ یہ ہے کہ فرقہ و طوائف
مرحیہ سے یہ شخص متاثر ہوئی مای ہے بعض علما کے فاسدہ کی نسبت منکافی سے امام

۱۔ عربی طرف و تاتاری تحقیق کے ہے (مرام کا مرقع عقلمندوں کو
یہ فی الفرق مبتدعہ امام نظر کریں۔
۲۔ مرقع باطلہ کے بیرونی مقام میں سے یہ کہ قرآن کو وہاں اللہ
۳۔ میں دوسری کہتے ہیں کہ مومن باطنیت سے ہندو تصانیف و سر میں یہ کہ
۴۔ کے مقام باطلہ کا مدد قیاس سے۔ ان میں بلکہ امام صاحب صلی اللہ علیہ
۵۔ کے وہ میں ہے۔ مرقع و فرماتے ہیں کہ وہی مفسرین غیر متعمق بھی قرآن
۶۔ میں۔ اللہ فلا کبر للامام الاعظم ابی حنیفہ نعمان میں ثابت دینی اللہ حد۔ کی
۷۔ میں ہے۔ ولا یعول۔ مومن لا تصرہ کذب حتی ہم بل
۸۔ دلائل میں کہ مومن تو ناہ مصر میں۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۹۔ امام صاحب مرقع۔ مرقع سے نیت میں

۱۰۔ وہی بسبب اللہ علی اسی یوسف کثمت ما جیفہ کے فی ت
۱۱۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۱۲۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۱۳۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۱۴۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۱۵۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۱۶۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۱۷۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۱۸۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۱۹۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۲۰۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع

۲۱۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۲۲۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۲۳۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۲۴۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۲۵۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۲۶۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۲۷۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۲۸۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۲۹۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع
۳۰۔ مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع مرقع

۱۔ حسب ما مشہور ہے کہ بعض کا اثر ہے جس کو حقیقت سے کچھ تعلق نہیں۔ پ ۱۰۰
 الامام سراج الامام کا شرف علم امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحت روایت
 الثابت وثابت اور علم و فراست اور تقویٰ و طہارت پر عدا و قبا و محمد بن رسول اللہ
 علیہم جمیع السلام و انوار کلمہ جات ہیں وہ سونے کی آبیابان و نور حسنہ و برعم
 نور کیم نعم المؤمن و نعم النصیر۔ سنن ابن ماجہ

لفظاً روى صحيحاً و حديث صحيح

ابن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث بیان کرتے جو زہنی یاد ہوتی
 ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں کا جتنہ بھی تھا اور حدیث بھی
 صحیح

۱۔ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث بیان کرتے جو زہنی یاد ہوتی

۲۔ و قد اتى كثير من ائمة الحديث والفقهاء عن الامام بن حنبله رحمه الله
 انه قال ان من اعني عن ابى حنبله رحمه الله في الحديث عنه فان
 كان ابو حنبله ثقة لا يحدك بالحديث الا بما يخطئه ولا يحدك
 بما لا يخطئه عاشره راجع ابیہ جزء ۳ ص ۸۰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کثیر
 آخر حدیث وقتلہ سے شام کوئی ہے لیکن معین سے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 حدیث میں ثقہ تھے انہیں سے ہے کہ فرمایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تھے وہی حدیث
 وہاں کرتے جو آپ کو حفظ ہوتی اور اس حدیث کو یہاں کرتے جو حفظ نہ ہوتی

۳۔ واضح رہے کہ ابن معین کے یہ دونوں قول تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۰۰ پر بھی
 موجود ہیں۔

۴۔ و قال سفيان الثوري وابن النضر عن ابى حنبله رحمه الله ان
 من اعني عن ابى حنبله رحمه الله في الحديث عنه فان كان ابو حنبله ثقة لا يحدك
 بالحديث الا بما يخطئه ولا يحدك بما لا يخطئه عاشره راجع ابیہ جزء ۳ ص ۸۰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کثیر
 آخر حدیث وقتلہ سے شام کوئی ہے لیکن معین سے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 حدیث میں ثقہ تھے انہیں سے ہے کہ فرمایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تھے وہی حدیث
 وہاں کرتے جو آپ کو حفظ ہوتی اور اس حدیث کو یہاں کرتے جو حفظ نہ ہوتی

۵۔ اسی میں ہے کہ (و قال ابو نعیم عن صاحب عوام فی تہذیبہ)

ابو نعیم نے کہا کہ امام صاحب مسائل میں بہت غور و نظر کرتے تھے۔
 ۱۔ و قال عيسى بن قيس ثقة لا يحدك بحديثه عن كنفه في اتان جامع ليعلم ان
 عبد بن حنبله مقدمه شرح صحيح مسلم ج ۱ ص ۶۹ یعنی حدیث سے کہا کہ امام
 ابوحنیفہ ثقہ ہیں میں کچھ صحت نہیں جیسا کہ اس حدیث میں کہ جامع الترمذ میں ہیں

۲۔ سفيان بن عيينه عن حدث سفيان عن ابى حنبله رحمه الله ان من اعني عن ابى حنبله
 رحمه الله في الحديث عنه فان كان ابو حنبله ثقة لا يحدك بالحديث الا بما يخطئه ولا يحدك
 بما لا يخطئه عاشره راجع ابیہ جزء ۳ ص ۸۰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کثیر
 آخر حدیث وقتلہ سے شام کوئی ہے لیکن معین سے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 حدیث میں ثقہ تھے انہیں سے ہے کہ فرمایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تھے وہی حدیث
 وہاں کرتے جو آپ کو حفظ ہوتی اور اس حدیث کو یہاں کرتے جو حفظ نہ ہوتی

۳۔ و قال سفيان بن عيينه عن حدث سفيان عن ابى حنبله رحمه الله ان من اعني عن ابى حنبله
 رحمه الله في الحديث عنه فان كان ابو حنبله ثقة لا يحدك بالحديث الا بما يخطئه ولا يحدك
 بما لا يخطئه عاشره راجع ابیہ جزء ۳ ص ۸۰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کثیر
 آخر حدیث وقتلہ سے شام کوئی ہے لیکن معین سے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 حدیث میں ثقہ تھے انہیں سے ہے کہ فرمایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تھے وہی حدیث
 وہاں کرتے جو آپ کو حفظ ہوتی اور اس حدیث کو یہاں کرتے جو حفظ نہ ہوتی

۴۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک سے فرمایا و لا تقولوا رأتی ابي حنبله وسكت
 تقولوا انه قد سكت بالحديث۔ مقام النبی ص ۸۰ حضرت عبد اللہ بن مبارک
 ص ۸۰ سے فرمایا کہ یہ نہ ہو کہ انہیں بولیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے ہے لیکن کہ
 کہ یہ شہادہ حدیث کی مر سے۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک سے فرمایا و لا تقولوا رأتی ابي حنبله وسكت
 تقولوا انه قد سكت بالحديث۔ مقام النبی ص ۸۰ حضرت عبد اللہ بن مبارک
 ص ۸۰ سے فرمایا کہ یہ نہ ہو کہ انہیں بولیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے ہے لیکن کہ
 کہ یہ شہادہ حدیث کی مر سے۔

کر بیواے تھے اور صرف وہی حدیث صحیح پہنچے جو ثقہ روایات سے مروی ہو اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو انی مسنون ہوا ہے۔ واضح رہے کہ ہذا چتر
نے کہا تھا کہ جن محدثین فقہاء کی طرف غیر مقدمہ کی پیش کردہ عہدوں میں امام
صاحب پر جرح و تہذیب میں اقوال منسوب کیے گئے ان میں سے کثر کے
و شاد دلت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مدح و ثناء میں موجود ہیں اور یہ بالطلبہ تعالیٰ
جاست کر دیں یہاں آپ سوجھیں گے اس طرح کے متضاد اقوال ان حضرات سے
ہیے جانی ہوتے۔

عرض کرتا ہوں کہ اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ امام صاحب کے
حاضرین و مخالفین سے امام صاحب کے وقار و اعتماد کو بخروج کر کے کو بیسے اقوال ان
برہوں کی طرف غلط منسوب کر دیئے۔

دوسرے یہ کہ بعضے اقوال ان حضرات سے اس وقت سرزد ہوئے جب امام صاحب
کے بارے حقیقت حال سے آگاہ نہ تھے جب آگاہ ہوئے تو امام صاحب کی مدح و
تقریب میں رطب و الساب ہوئے جیسا کہ پیچھے امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث
ثوریں میر ہم کا قہ زار۔ رکال چار ص ۱۰

۱۔ حضرت عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما
محدث بنی امیہ صاحب بنی مصر بنی الحارث قال سمعت ابن عباس
قال لعنه ربيع بن عتب بن زبایہ و شعی بن زبایہ و ابی حنیفہ بنی
رقالہ و الثوری بنی زبایہ (ابن حنیفہ و اصحاب کرام محمد بن قس) جو کہ بنی نصر
بن شری بن حارث کے ساتھی ہیں یہاں کیا کہ میں نے بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو
فرماتے سنا افضل ص ۱۰ چار میں عہدہ بن عباس پر زمانہ میں اور شعری ہے
زمانہ میں دوسرے امام ابو حنیفہ ہے دور میں مقیمان ثوری ہے دور میں رضی اللہ تعالیٰ
عہدہ ۲۰ امام ثوری سے تہذیب الاسلام میں لکھا ہے کہ ابو بکر عیث بن مروی سے
کہ جب امام ثوری رضی اللہ عنہ کے والد فوت ہوئے تو لوگ تعزیت کو ان کے

پس جمع ہوئے و امام صاحب سے تو عقیدہ ثوری تھوڑے بہتے و ان کی
بہت تعلیم کی و اپنی سند اپنی روحوں کے سامنے بیٹھے گئے۔ ایک
چھ گئے تو عقیدہ ثوری سے امام صاحب سے کہا کہ حق ہم سے آپ و کتب
کا ہر ایک فرمایا تحجب ہوا ہوتا فامیر سے پاس ال علم سے یہ شخص آپ کو
میں سے علم کے ہے۔ انھوں نے ان کی قدس کے مزار میں انھیں نکالتے
کے ہے۔ انھوں نے اس کی پرہیزگاری کے اکرم میں انھیں اور اس کی پرہیزگاری
یہ انھیں ثوری کی عمر کی تعلیم کو انھیں (نا خود) جدید انھیں ص ۱۰

۱۱۔ عن صاحب بن شیبہ قال سمعت علی بن عاصم یقول یوفی عقول
ایسی حبیبہ یعقل بصفی قیل لارص لرجح بہم۔ منسوب امام مظہر بن
حدیدہ ص ۱۸۰ میں موقوف بن احمد اعلیٰ و محمد بن محمد معروف ہاں امام
اللہ بن حنہ اللہ علیہما رحمہما شجاع سے یا کہ میں سے علی بن عاصم رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے۔ امام بوقعید صلی اللہ عنہما عقول کا صعب مشہور ہوں
عقلوں سے سوار یا جا سے تو ان شہداء ان عقول سے بھاری ہوتے۔

۱۲۔ اسی کے ملے صفحہ پر چوٹی سند سے یہاں ہے کہ عاصم بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ
سے فرمایا میں نے ایک بزرگوار سے شرف ملاقات حاصل کیا تو ان میں کہاں
عقل والے لیکن یہ چار کو چاروں عقول پر چار میں امام وصیہ فرمائی۔

۱۳۔ و قال ابو یوسف سمعت عاصم بن عاصم بن علی بن ابی طالب مثنیٰ بن
اسرہیم کہان عنہم انہی لارص۔ ابیہ یہ انھوں نے جو امام سے ابویہ سے
فرمایا کہ امام بوقعید مسائل میں صاحب اختیار تھے اور حضرت عیث بن امیر ہم سے
کہا کہ وہاں میں میں صاب سے زیادہ علم والے تھے۔

۱۴۔ قاسم بن عثمان قال سئل عن عاصم بن علی بن ابی طالب عن یوفی سمعت یوفی
بن ہارون بن کث لہم رخلات من لفظہا و کتب عن انکرم مارہب
فہم لفقہ ولا ورغ ودا حکم من عاصم و یوفی بن حنیفہ۔ یہ

[illegible]

اجوبہ اور اگر اس حیا کی روایت میں زیادتی ملادی مخلوق کی حدیث کا ہضم ہوتا تو
مطلوبی میں حصہ دیتے کیونکہ یہ حدیث کا آخر متنی جتنا ہے اور متنی
منہ کا ذکر بدستغنی چاہئے نہیں بلکہ اس معاملہ جیسا مختار مختص یہ نہیں کر سکتا۔ اس کی وضع
وہیں خود آپ کی معافی لازم ہے جس میں بدنام و کسل آپ نے تمام مذہب کے دلائل
کیساں پیش کیے ہیں۔ گمانا اگر اس حیا کی زیادتی اسی حدیث کا حصہ ہوتا تو اور
حدیثیں بھی سے پرالغ کر دیتے یہ تو آپ کے لکھنؤ صاحب کے الفاظ سے بھی معلوم
ہوتا ہے کہ یہ زیادتی صرف اس حیا کے لئے ہے مگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ زنی آ
۔ غور نہ کیے۔

اہم کے پچھے قرآن کریم کا خلاصہ فطرت ہے

ہا، اتنی سے حدیث میں ۲ حکم ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ۱ حدیث ہے۔
 مَسْکُورٌ خَشَفَ الْإِثَامَ كُلَّهُ عَنِ الْفُطْرَةِ۔ جو رام کے چھپے ثلوت کرے وہ اس سے
 فطرت پر نہیں غیر مقلد اس پر ائمہ امر۔ اس کی منہ میں مختار بن عبد اللہ بن ابی یحییٰ
 میں ۳ احادیث ہیں کہ قَالَ أَبُو حَالِمٍ مَسْكُورُ الْفُطْرَةِ۔ (ابن ابی یحییٰ رام

اوس قسم کے کہہ کر اٹھ کر آئے، والد کے ترجمہ میں عاقلہ بھی فرماتے ہیں۔ غلبۃ اللہ ہیں۔
 اسی بیٹی عن عینی لا تعرف و بحبر منحرور علی عبد اللہ المختار عبد اللہ
 بی بی احمد علی صلی اللہ علیہ وسلم سے رابطہ قائم ہے، اس لئے بہت سے
 سے اس کا بیٹا مختار رو بہت گھرتا ہے۔ عاقلہ کو بھی لگی اس صرشت سے معلوم ہوا کہ
 مختار بی بی احمد علی صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعات ثابت نہیں ہوا۔ ہے باپ کی وساطت
 سے ویت رہتا ہے اس محاذ کی مدد میں مختار ہے جو کہ اس کے انظار کی واضح دلیل
 ہے۔ وہ عاقلہ مختار نے مدد کا بھی واضح ثبوت ہے۔ ہم یہاں یہاں ہی

[illegible]

یہ ثابت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے
 ہیں جو قرآن سے منفی امتیاز تھے چنانچہ صاحب فتح القدر لکھتے ہیں
 جس صحابی پر رضوان اللہ علیہم ام کے بیچے قرأت سے منع کرتے تھے

قَدْ تَرَىٰ عَنِ عَدُوِّ بْنِ رِيحٍ نَبِيَّ سَمْعٍ عَنِ ابْنِهِ لَابِ كَابٍ عَشْرَةَ مِنْ
صَحَابٍ لِّسَنِي صَلَّيْ الْمَعْنَى وَسَمِعَ يَهُونَ عَنِ بَقْرَةَ حَلَبَ
لَابِ سَمْعٍ نَبِيَّ كَوْنِكُ بَقْدِي وَغَمْرُ بْنُ الْحَضْبِ وَغَمْرُ
بَنٍ حَقْلٍ وَغَمْرُ بْنُ طَابٍ وَغَمْرُ بْنُ رَحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَغَمْرُ

بن اسی وقاص و عند الله بن مشغوف و زید بن ثابت و عند الله بن

عمر و عند الله بن عباس رضی اللہ عنہم۔ (محدث، ج ۱، ص ۲۸)

عبداللہ بن یزید بن سلم بن عبداللہ بن ہاشم سے روایت کرتے ہیں۔
اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اس حدیث کے پیچھے قرأت کو سخت منع
کرتے تھے یعنی جن کے اسمائے گرامی اوپر مذکور ہیں۔

مام کے پیچھے قرأت نہ کروارشاد نبوی

جاء الحق سے حدیث نمبر ۳ دارقطنی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ثُمَّ قَالَ لَنْ رَجُلٌ يَسْمُوَ هَذَا عَنِّي وَاسْمُهُ نَقْرٌ حَذَفَ الْاِمَامُ وَابْنُ
قَالِ بْنِ اَبِي اَنَسَةَ فَانَّهُ يَكْفُرُكَ - ایک شخص کے تصور سے یہ کہ میں امام کے پیچھے
تلاوت کروں یا خاموش رہوں فرمایا خاموش رہے مام تیسرے سے کہی گئی ہے۔ اس پر وہابی
صاحب کے اعتراض ملاحظہ ہو۔

اولاً اس کے ناقابل اعتبار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرنے میں حارث منفرد ہے اور یہ کہ اس سے اسے امام شافعی امام ابن حنین اور
امام ابو نعیم نخعی نے کذب قرار دیا ہے۔

ثانیاً حارث امور غالی شیخ تھا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ شخص کسی
روایت کو روایتی بالرفض - درستی صاحب شیعہ کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

ثالثاً اس کی سند میں محمد بن مسلم ہے اسے امام بخاری نے اور ابن حبان نے ضعیف
الخرؤک کہا ہے اور امام دارقطنی نے اسے متروک حدیث بتایا ہے۔

رابعاً اس کی سند میں قیس بن ربیع سے جو کہ ضعیف ہونے کے علاوہ کذب بھی

حاصل اس کی سند میں طسان بن ربیع ہے جو ضعیف ہے اور وہ قیس سے اس
حدیث کے روایت کرنے میں منفرد ہے۔ (محدث، ج ۱، ص ۲۸)

لجواب اولاً میزان الاعتدال میں ہے کہ قیس نے حارث امور کو جھوٹا کہا ہے لیکن

یہ اس سے حدیث بھی روایت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس کے رد ایک ثابت
ہو گیا تھا کہ حارث نے اس حدیث میں جھوٹ نہیں بولا ورنہ انہیں اس سے روایت نہ
کرتے تھے جب کہ امام شعبی فقیر محدث ہیں

ثانیاً اس حدیث کے اسرار ۱۱ محمد بن مسلم کو وہابی صاحب نے جس تہذیب
الہدیہ کی جلد نمبر ۹ صفحہ ۷۷ کے حوالے سے متروک الحدیث لکھا ہے کی جگہ پر ان
راویوں میں حارث لکھتے ہیں وَقَالَ لَطَرَسِي فِي مَعْجَمِهِ اَصْغَرُ نَقْرَةً بِهٖ مُحَمَّدٌ بْنُ
سَلَمٍ عَنْ ثَابِتٍ قُلْتُ وَذَكَرَهُ بَنُو حَبَالٍ فِي لِقَاتٍ - یعنی طبرانی نے معجم میں
محمد بن مسلم نے سے ثابت سے روایت کر کے میں تقریباً ہے میں کہتا ہوں کہ ابن
ماہان نے اسے ثقافت میں ذکر کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد بن مسلم کا تقریباً
۱۱ روایت قبول کرنے میں معذرت نہیں کیونکہ وہ ثقہ ہیں ورنہ کا تفریق قبول ہوتا ہے۔

جسے کثیر محشر نے ثقہ کہا وہابی نے سے ضعیف کہہ دیا

ثالثاً وہابی کی قیس بن ربیع وضعیف کہنا سہ ہے ثبوت ہے۔

عَنْ شُعْبَةَ مَسِيحُ ابْنُ خُصَيْبٍ يُضَيِّعُ قَيْسَ بْنَ رَبِيعٍ قَالَ وَ
قَالَ لَمْ شُعْبَةُ ذَرَكُو قَيْسَ قُلْتُ اَنْ يَمُوتَ وَقَالَ عَفَّانُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ
مُعَاذٍ قَالَ لِي شُعْبَةُ الْاَنْوَرِيُّ لِي بِمَنْحِي نَبِيٍّ سَمِعْتُ يَقَعُ لِي قَيْسُ بْنُ
رَبِيعٍ لَا وَاللَّهِ اَنْ سِي ذَلِكَ سَمِعْتُ وَقَالَ عَفَّانُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ
مَسِيحٍ يَضَعِي بَنِي سَعْدِ بْنِ مَسِيحٍ قَيْسَ عَفَّانُ شُعْبَةُ عَنْ خُرَّةَ وَتَمَّ
وَقَالَ عَفَّانُ وَ قُلْتُ يَضَعِي بَنِي سَعْدِ بْنِ مَسِيحٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ
يَنْطُطُ اَوْ يَكْتُمُ فِيهِ بَشِيءٌ قَالَ لَا وَلَمْ يَحِبِّ اَلْتَّهْمَةُ بِكَذِبٍ لَّأَنَّ
قَالَ عَفَّانُ لَمَّا هُوَ فِيهِ بِمَسِيحٍ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ لَيْثٍ مَخْزُومٍ عَنْ
عَفَّانُ بَنِي قَيْسٍ ثَقَّةٌ وَثَقَّةُ الْاَنْوَرِيِّ وَشُعْبَةُ عَنْ أَبِي اَبُو لَيْثٍ عَنْ
قَيْسٍ ثَقَّةٌ وَحَسَنُ الْحَبَابِ

تہذیب الہدیہ ج ۸ ص ۸۹ شعبہ سے ہے کہ میں نے ابو حنین کو قیس بن ربیع

یہاں مرسل مقبول ہوئے مگر یہ شرط ہے کہ کوئی دوسری مرسل یا دوسرے طریق سے
حیوان کی مسمیٰ مسئلہ اس مرسل کی تائید کرے فقہ الکفر - ۶۳

خدا جہود محدثین کی مرسل کو ضعیف نہیں کہتے جس میں ہماری بحث ہے
کیونکہ ان کے نزدیک جب تابعی ثقات سے کسی مرسل پران کرنا ہو تو قوتاً ہے اور
پر محنت وضع کا حکم نہیں دیتے۔ اب ہمارے بیان سے یہی بحث روایت پر غیر مقدمہ
کے اعتراضوں کا بغضہ قبول شافی جواب ہوا ہے مگر ضد کا کوئی علاج نہیں باقی رہا۔
حدیث نمبر ۱۵۱۱ کی قرآن کی بحث میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کی۔ **رَأَى النَّبِيَّ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ كَانَ صَوْرُهُ لَا يُقَرَّبُ إِلَيْهِ بِأَنْ يَكْذِبَ فِيهِ عِدَاةُ
لَا صَوْرَةَ حَيْفَ لِإِمَامٍ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھی جائے وہ پانچ سو سالہ عمارت کے جیساں ہو۔ اس پر دہائی صاحب کا پس منظر۔ اس حدیث میں عبد الرحمن بن عوف سے ہے مام احمد منکر ودریث کہتے ہیں، امام بیہقی اس معنی سے ضعیف قرار دے رہے۔ یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منقول ہے۔ مام تہذیب الدین اعلیٰ ص ۳۰۳

لجواب اور عہد ارحم بن اسحاق نام و اہمیت کے دو شخص ہیں اور دونوں
 کا اثبات کرتے ہیں ایک عہد ارحم بن اسحاق بن عمارت الواسطی پوشہ کوئی
 نہیں۔ دوسرے عہد ارحم بن اسحاق بن عمارت بن عمارت بن عمارت ہیں۔
 تقریباً عہد ۹۸ جب کہ آپ سے جو امام احمد دہلوی بن محسن کا حوالہ دے
 اس میں بھی وضاحت نہیں کہ وہ کسی عہد ارحم بن اسحاق پر حرج ہے

[illegible]

صوبہ لاہور، فیہا بناؤ نکتب فہمی بعد تح لایا ہوگا اور، لامہ رطوف
 ص ۳۲۷ صحت جاہد، اس عہد افتادہ صی شدہ سے ہے کہ یہ شب کی بر صلی
 اس قوالی علیہ السلام کے فرمان میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے (۱) تاہیں ہے
 اسے اس میں اس کے دو نام سے پکے ہو۔

حالانکہ غیر مقدس کا یہ عقیدہ اس کے یہ بحث و روایت سے جو یہ دینی و فنی عقیدے
مقل کے بھی خلاف ہے۔ البجواب اگر آپ کے بقول حضرت ابو ہریرہ کا مقل نہیں بحث
وایت کے خلاف ہوتا اس کے ضعف و اسب سے تو امام مسلم نے جو یہ روایت ہی
مرویج حدیث اسکا جنہوں لا تمام ابو اسد سے۔ امام اس لیے بتایا جاتا ہے کہ اس کی ابتدا
کی جاتے۔ لکن مقل کے بعد صحیح یہ ہے کہ امام ابو ہریرہ معصوم نہیں تھے کہ جو یہ دینی
وایت تھی مقل اس کے خلاف سے۔ بحث و روایت پر غیر مقدس اس کے خلاف اس
حدیث میں لا ضلوا و عصف لا امام۔ کے الفاظ و روایت ہیں۔ امام ابی اسحق میں
۳۴۰۰ ابواب۔ جی ہاں اس لیے مشہور ہیں کہ یہ الفاظ و روایت مقل کے خلاف ہیں۔

حاجتا ہے اگر اس کے آخر الفاظ تھیں۔ رے نزدیک مندوب ہیں تو جس مرفوع حدیث کا
 بھی رہو ہے کہ امام مسلم نے سے صحیح کہا ہے اس کو ہی مان لو جب کہ قوم وہابیہ کا
 دعویٰ یہ ہے کہ جو مرفوع حدیث صحیح ثابت ہو جائے اس پر عمل واجب ہے تو پھر اس صحیح
 مرفوع حدیث کا کیا قصور ہے۔

جو نام کے پچھے قرات کرے کا خدا اس کے منہ میں پتھر ہو

جاء اقل سے حدیث نمبر ۲۱۹ تا ۲۲۰ مگر سے اپنی موطا ورمہ رقی نے مصنف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی طلال لکھتے ہیں اَلْبُدَیْ بِقَرْنِ حَنْبَلٍ وَاصْبَحَ حَجَّوْ - جو امام کے پیچھے عداوت کرے کاش کہ کے منہ میں پتھر آوے۔ اس پر میر مقلد کا پسلا اعتراض۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرے اور اس محمد بن عابد سے اور اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات و سماع ثابت نہیں و محمد بن حجر سے نہیں یا سحر یہ طبقہ کے راویوں میں شمار کیا ہے اور انہوں نے مقدمہ تخریب میں جو

مراحت کی ہے کہ یہ وہ طبقہ ہے جس کی ایک دوسکاہت سے ملاقات ثابت اور نام نہاد
دین حق ص ۳۰۷

جواب جب آپ کو اقرار ہے کہ اس طبقہ کی صحابہ کرام سے ملاقات حادثہ
مکان میں بلکہ اس طبقہ میں شیعوں کی شرط ہے کہ ان کی صحابہ سے ملاقات ثابت ہو خواہ
ایک رو سے ہی اور پھر آپ محمد بن ثعلبہ کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات اور
مسیحی ہیں سے کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہابی کی بات کوئی نہیں ہے گا۔

غیر مقلد کا دوسرا عنصر اخلاقی

باب محمدؐ - مدرس ہے۔ انہیں یہاں - سے اس کہا ہے جو - محمد بن عبد اللہ
 محمد بن - امام احمد بن حنبلہؒ سے - محمد بن اسحاقؒ سے اور حافظ - ابی سے انکشاف میں
 - سے انکشاف - الصاریؒ لکھا ہے۔ - لکھا ہے۔ - موطا امام محمدؒ ص ۵۲

غیر مقصد کا تفسیر اعتراض

پہلے شیخ سید کے ساتھ گزر چکا ہے کہ حضرت عمر فاروق سرمدی + رحمہوں نے انہوں میں
فاتحہ طلب الہام پڑھنے کا حکم فرمایا۔ رات تھے انہیں اس کے مقابلہ میں اس مشغول ہو کر
پیش نہیں کیا جاسکتا۔ نام لہا وین الحق عمر ۳۷

جو ہم ایسا کر چکے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہیں جو امام کے پیچھے قرأت کو سختی سے منع فرمائے تھے۔ مولانا خلیفۃ المسیح احمد یار صاحب بھی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مسرور ۸۲۳۷ سے تحت لکھتے ہیں:- ہامغدادی نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ پر یہ ثابت عہد اللہ بن عمرؓ ان عباسؓ چاہے بن عبداللہ حضرت عائشہ حضرت علیؓ سر تقی حضرت عمر و غیر ام صحابہ کرم سے مکمل سناؤں سے روایت پیش کی ہیں کہ یہ تمام حضرات امام کے پیچھے قرأت سے سخت خلاف تھے نہ میں سے کوئی صاحب مذہب مانتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے سر میں آگ ہو کوئی فرماتے ہیں اس کے منہ میں پتھر ہو کوئی فرماتے ہیں، حضرت کے خلاف ہے۔ اگر ہم کو اس رسالہ کے بڑ جانے کا طیش نہ ہوتا تو دو قلم

وایت یہاں نظر کرتے ان کے علاوہ قرأت خلف الامام کے خلاف بہت زیادہ بحث ہیں جس میں سے ہم نے صرف ۲۴ کلمات کی مگر کسی گور کے مطالعہ کا شوق نہ تھی وہی شریف صوفی امام محمد صاحب السیر کی اور ہمارا حاشیہ ہی رہی تھی اسبابی و الجبرہ کتب کا مطالعہ کرتے۔

وہابی صاحب نے اس کے جواب میں چند سطروں لکھی ہیں جو کہ بھوت و عطر بیانی پر
 مبنی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "قادر میں کرم آپ سے پوری بحث کو بڑے بڑے مفتی صاحب
 مکمل چھ "حادثہ پیش کی ہیں جس میں پانچ ضعیف ہیں اور ایک میں فاتحہ خلف الامام
 سے منکریت ہے اور "حقیقت یہی ہے کہ آپ نے دیکھا ہی نہ ہے وہاں غلام اللہ کتب
 خانہ لاہور کے کامشورہ تو سنئے مولانا محمد یحییٰ لکھنوی مرحوم ضعیف لکھتے ہیں کہ "انہ طویر
 حدیث مرفوعہ صحیح سمعی عن ہرآبہ لہذا خیرہ غیث و امام و سکن
 کروہ مرفوعہ علیہ اما لا صلہ واما لا یصح (تحقیق مجید) کسی صحیح مرفوعہ
 نہ رہا ہیں فاتحہ خلف الامام سے منع نہیں کیا گیا اور جو اس سلسلہ میں پیش کی جاتیں ہیں
 (اور وہ اصل میں مرفوعہ یا وہ صحیح نہیں ہیں) تاہم یہاں میں اتفاقاً ۱۰

الحجوب ولہذا معنی احمد یا حسن نفی میں نہ عید کی قرأت خلف سے منع پر پیش
وہ چوبیس حدیثوں کو کل چھ حدیثیں ماننا وہابی جی کی جہالت ہے کیونکہ محدثین نے
مختلف ہونے پر ایک حدیث کو متعدد بار ذکر کیا مثال کے طور پر مسلم شریف کو دیکھ
کہ امام مسلم ایک حدیث کو ذکر کے بعد فرماتے جاتے ہیں برواہ مثلاً۔ مثلاً۔ مثلاً۔
مثلاً حدیث وغیرہ نیز اگر شاذ متفق ہونے سے روایت متفق نہ ہو تو پھر متابع اور
مختلف تصور ہی نہ ہو۔ تاہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال مہارکہ پر معنی صاحب
نہ عید نے حدیث کا حوالہ دیا جب کہ وہابی صاحب نے من کو حدیث میں شامل
کیا ان پر شرکا حوالہ کیا حالانکہ کتب اصوں حدیث میں صحت ہے مگر جب
اہل سنیوں سے روایت یہی ہوا اور میں اس کے قیاس کو دیکھتا ہوں تو وہابی کا
بھی حکماً مرفوع حدیث ہے مگر وہابی جی جہالت کی وجہ سے اقوال میں یہ حدیث کا

مع لوله لعدي واد قوتى شرس فاسمغوا له ونصرو^(٢) في ثلاثين بعدد،
يوجب القراءة على المتعدي والقانى بخصوص منه يدعيه وقد ورد فى المصنوع
جميعها فتساقط فيه صار الى حديث بعدد^(٣)

[illegible][illegible]

ہام کے پیچھے رکوں ہئے۔ رکت ہو جاتی ہے

[illegible][illegible][illegible]

ولا عموم له أي المشعر له عدد ما فلا يجوز إرادة معية من
والله - تام لها وبين آخر - ص ٢٥٥ الجواب بكون الواجب موصوفاً بالصورة.

غیر مقصد کو یہ عقل نہ آئی کہ اس کا اعتراض حدیث شریف پر بھی کیا

نام نہاد احمدیہ صاحب نے مفتی احمد یار خاں رحمہ اللہ سے یہ دعویٰ کیا کہ وہ حقیقت وہی وضع کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ صاحب پر نہیں بلکہ حدیث شریف پر بھی آئیگا کہ ہے کہ حدیث میں ہے۔ جس کا نام فطراف لا امام قرآن لہ۔ جس کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ ظاہر ہے کہ امام کی قرأت امام کے حق میں حقیقی ہے کیونکہ وہ قرآن پڑھتا ہے۔ اس کے حق تکلیف و پھری ہوگی اس لیے کہ وہ قرآن میں پڑھتا ہے حدیث میں بھی۔

حقیقت ہی رہے گی۔

ثانیاً حقیقت میں یہ بات ہے کہ ہم مقصد صاحب کے لاء ۱۲ اور ۱۳ کے قیام
مکان پر چلی گئی تھیں۔ پہلی چند چند بطور چھوڑ کر اپنے اوصاف اور صفات میں
بات یہ ہے کہ حقیقت میں ایک نکل میں یہ وقت نہیں ہوتا ہے کہ جب نکل مختلف
توجہ دیا جائے ہیں کہ یہ نکل لفظ ہوتی رہتے ہیں ایک وقت یہ ایک حقیقت و دوسری بات یہ
مرد کے لئے ہیں کہ یہ نکل ہوتی ہیں۔ "نکل" نکل بھی مراد سے کہتے ہیں۔
یہ نکل حقیقت کے ساتھ ہیں۔ یہ جب ہر میں ہوتا ہو تو ہوں حقائق
جائے ہیں نکل کسی کے قیام کے میں لائن کے ہر نکل میں اس کا چھوڑ کر
داخل ہونا تو اس کے قسم ٹوٹ جانے کی عام بات ہے وہ نکل ہر نکل ہر نکل
حالانکہ واقعی ہونا حقیقت ہوتا ہے کہ یہ ہر نکل ہوتا ہے۔ یہ حقائق کے حقیقت ہیں
۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔

صاحب کا کہنا کہ اگر علماء مدعیوں کی نہیں کہ قرأت صحیحی فعلی سے تو ان میں بہت عموماً
 شکیانہ کا قائل ہونا عام ہے۔ مگر عموماً مشرک۔ انہوں نے قرآن کا یہ نام لیا ہے۔ فقیر
 ہوتا ہے یہ تو آدمی صاحب کا وہی مضمون ہے۔ اور میں اپنی جگہ کی حاجت ہی کے
 میں کام میں ہے۔ نہ قصداً اعلیٰ ہو چکا ہے۔ یہ چارہ ایسی سے غیر مقصود ہے
 یہ وہی ہے اس کا کہنی جو یہ ملتی صاحب کے مرتبہ عاید فرماتے ہیں تو بھی بتے ہوئے
 ہوں میں نام کیسے تھیں کیا سے رکھ لائی کہ "مقدمہ پر اور فائدہ" اس میں تو ہے
 بغیر رشتہ کیے ملے۔ اس پر مضمون ہے "تعمیر تحریر" یہ تو وہی رہا کہ "میں نے
 کچھ بھی چھوڑا" سوچ میں شامل ہو جائے تو ہے۔ پائے کا سورہہ جو تھیں یہ صاحب دینی
 دانش تھی کہ صاحب میں، میں صاحب میں ہے۔ رعیت انہوں نے سے متفق ہیں کا
 میں نے علم یہ ہے کہ روئے میں ملے سے رعیت میں وقت یہی ملک شریک۔ میں نے علم

۱۱۔ مقدمہ میں عطا فرما ہے۔ نامہ میں اس میں ۲۵۵

حوب و حو وہابی جی کی تحریک سے خاص ہے کہ سب نامیہا محدثین کا
مذاہب نہیں کہ رواج سے اور ملت نہیں ہوتی محدثین کا یہ طرز کے دلائل نہ
ہیں اور ملت اور ہوتی کے رد ہا یہ وہا تحقیق و دلائل کا مذاہب کے مدعوں کے سے
اعت نہیں ہوتی تحقیق نہیں ہے ہیں کہ ان بات یہاں اولیٰ صدائے صداقت
ہے نہ عقلی تو اسے کہا جاتا ہے جس کی تحقیق قرآن و حدیث کے موافق اور جب کہ
یہاں ایسا نہیں کیونکہ ہم سے پیچھے رواج سے ہے مدت کا صحیح و نادر ملے ثابت سے
حق میں سے ہم سے ان ہر وہی حدیث اور قرآن و احکام سے علماء کا
تذوق ان پر یہ رواج سے مدت مل جاتی ہے ہیں۔ پتہ ہیں یہی حرج و حرج
محمد بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ

قال دحضت ما وتبين منكم في المنجد و لا ما راكع في ركعت
مصب حتى استوي يديه فافترع لامام قمم اقصى
لذ ذر كنه ظهر لي كبري ۴۷

[illegible]

ہاں! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وہ کفو مع نہا کیجیں۔ اور برکوع کر شوالے سے ساتھ ہو کر کرو۔

اس میں شہرہ مناجات کہ نام ۔ مانتھ زووع ملتے سے رعت ہو جاتی ہے یہ مندر
اللہ تعالیٰ نے لے کر رکھ رکھ سے تعبیر کیا اور جماعت کو رکھیں سے ۔ اسی مسئلہ پر دور بھی
دلائل موجود ہیں مگر ہم طول سے اجتناب کرتے ہوئے انہیں پر اکتفا کرتے ہیں ۔ اب
جادو الحق سے غیر متقدمین کا اعتراض نمبر ۷ ملاحظہ ہو۔

ترکی شریب میں حضرت عثمان بن حسان سے ایک حدیث مروی ہے جس کے

[illegible]

سے حدیث نمبر ۲ مسلم شریف کی ہے جسے امام مسلم رضی اللہ عنہ خود صحیح کہا ہے اور حدیث
نمبر ۳ جامع ترمذی سے ہے جسے امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا ہے اور حدیث
نمبر ۴ مؤلف نام محمد سے ہے جس کو محمد ابن المنج اور ابن ہاشم نے شیعہ کی شرط پر صحیح کہا
ہے مگر اس قدر ہے شریعت کی بات ہے کہ وہابی سب وصیف بلکہ موصوف
گھڑت، کہے رہا ہے اور دوسری طرف عہدہ بن ہاشم کی حدیث جسے شیعیں نے
روایت نہیں کیا اور امام ترمذی نے صرف حسن کہا اس کو اس سب احادیث پر ترجیح دے
رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سب ان حدیث میں مقصد اس کے خلاف ہے اور ہر ایک
حدیث میں اس کا پتہ بھی نہیں ہے۔

تاہم یہ مقصد کی حیات ہے۔ یہ خود وہ رفیعہ مقصد ہے جو یہاں ہے۔
اس قدر بڑی حد میں روایت عمدہ نقل ملتی ہوگی۔ اس لیے کہ وہ ہر شخص کا عقلی
تبع و تابید افضل ہے اور اگر وہ اس میں خیر متواتر ہے جو کہ یقیناً کامدہ ہے۔
بعض کے نزدیک چاہیں اشخاص حدیث کے ہاں سزا اور بعض کے نزدیک نہیں۔
بھی زائد اور صحیح مذہب عدم میں جھگڑنے سے کہا ہے نہیں میں ہے کہ ہر مذہب میں اس
کے رد کی ہے ہر وہی بخلاف خبر واحد کے وہ ظنی ہے اگرچہ وہی ثقہ ہو مگر وہابی
کی عقلی دیکھ کر وہ پرانی ہی ثقہ ہے۔

چونکہ اس سے غیر مقصدوں کے اعتراض کا تیسرا جواب

تیسرے یہ کہ تباہی پیش حدیث ہر طرف کے بھی خلاف ہے قرآن۔
حدیث کے دقت جانوں کا علم دیوبند اس میں حدیث کی پابندی قرآن تاہم
وہ اندر انہیں پہنچا ہے۔ غیر مقصدوں کا پہلا اعتراض۔ آپ کی پیش روایت
قرآن کا خلاف ہے فطرت و مابشر سے اس قرار کے درست کی طرف
کا علم کیا۔

نامہ میں جس میں ۲۵۰ جواب دیے گئے ہیں ان میں ہادی صاحب
نے میں نے قرآن حدیث میں اللہ کے رسول کے خلاف ہے اور

سے کوئی نہیں بنایا۔

۱۔ درالانوار میں جو دو آیتوں میں تعارض کا کہا گیا وہ تعارض ظاہری گئے غلط
سب غلطی غلط ہے ہر جہت سے۔ فقہاء و مفسرین و مفسرین و مفسرین کا علم
ہے چنانچہ جو اس میں صحت کے لیے ہیں تباہی پیش حدیث میں ہر سب پہچ
سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے اور ان حدیث میں جو کہ ہم نے پیش نہیں اس کی ممانعت
سب انصاف میں مقدم ہو تو اس حدیث کی کوئی جگہ آتی ہے کچھ غیر مد کہ حدیث میں
حکم قرآن کریم میں جو جو فرشتوں کو اس کا حکم دیا گیا بلکہ شیطان پر بھی ہر جہت سے
کی حد سے مراد وہ ہو مگر دوسری انصاف میں اس جہت کی ممانعت کی گئی اب اس ممانعت
پر ہی اصل ہے۔ اس پر غیر مقلد کا اعتراض۔ مانتی ہے اس میں جو یہ وہ لکھتے رہے وہاں
اس میں آگاہی بلکہ جہالت پر واضح دلیل ہے یہاں فاتحہ پڑھنے اور عدم کی احادیث میں
قیض نہیں رہتے ہیں جب۔ ورنہ طرف یہ سمجھتے ہیں کہ حدیث سے اس کا حکم ممانعت
اس نام سے ملتی ہے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ناسخ و منسوخ میں قیض میں اس کا کیا
نام ہے اور اس میں اس میں ۲۶۰ اسم ہے وہاں ہے عقل و یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ سمجھتے ہیں
کہ وہ مخالف کے موافق دلائل سے رہتے ہیں ہر جہت سے۔ اس
موافق اس میں مانا جائے تو ہر بھی دلائل سے قابل عمل ہیں یہی طریقہ ملحق صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے کہ پہلے مخالفوں کے موافق دلائل سے روکیا ہے۔ اس
جگہ ان کا مطلب ہے کہ اگر ہر طرف مخالفوں کے دعوئی کی دہلیوں کو مان لیا جائے تو
بھی قابل عمل ہے اس دلائل میں بلکہ مخالف مقتدوں کو اس سے پہچ قریب سے سمجھا
دیں گے ہیں ورنہ یہ جتنے ہیں سب رہے۔ کل مقتدوں و ممانعت پر ہیں
وہ تو اس ترجیح ممانعت کو ہوتی ہے اس پر آپ سے قرآن سے بل بھی قرآن سے
مگر غیر مقلد عادت سے مجبور ہے خود بخود اعتراض کر رہا ہے۔

غیر مقصد کا دوسرا اعتراض

آپ کی پیش روایت صحیح نہیں اور حدیث لا صلوۃ علی من بعد محمد

کتاب میں آئے۔ دے دیا کہ نام بخاری سے جو ہے۔ حرف ہ میں
 سے۔ ولا یثکون ہوں نفسہور ولا حد من لحدیب معا صہ
 نور ۱۰ حدیث مشہور اور شہرہ حدیث کے درمیان معارض نہیں ہوں مگر تا۔ اجوبہ ان
 جب کہ میں خوب حد نہ آتا اور جس حدیث کو چاہے حدیث میں نہ ہو
 منہاں ہے اور جس کو چاہے باقی درجہ میں متا۔ کا بعد ہے۔ یہ بھی پیچھے
 سے ہے۔ وقفہ حدیث صحت پر محدثین نے تو یہ دیا ہے۔

غیر مقصد کی جہاں کہ خبر واحد کو متو ترکہ دیا

ثانی۔ اگر یہ مقصد ہو۔ "نہ شہرہ کا علم ہوتا تو حدیث صحابہ سے تو" کا انوں۔
 تا حدیث متو رہے شرط سے کہ اس سے روایت تھیں اور مختلف علاقوں
 کے میں اور اسے میں اس پر کثرت قائم رہے جب کہ حضرت محمد و ہونا صامت
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ واحد سے تو وہابی صاحب نے بھی حضرت محمد کے
 کسی صحابہ کا کر نہیں کیا۔ اس سے بھی اس حدیث اور روایت ہوا۔

ثالث۔ میں سے میر مقصد حدیث فقہوں سے ہے۔ جو محدثین کے میں ۲۰۰ حدیث کے
 قول کہ آیا فی السواء و ما لیسو مطلق فرقہ پر اس سے ثابت ہے کہ اس حد
 سے مقید مراد قرآن پر باقی ہوئی جب۔ خبر اس سے قرآن پر باقی ہوئی
 سے جو ہا میں کہ اس حدیث سے اس کا کیا کیا جائے قاعدہ سے ہی ہوا۔

و ظہار کی حدیث متواتر تو درکنار مشہور بھی ہوتی تو وہ ضرور کہتے کہ ہم خبر واحد سے
 قرآن پر روایتی نہیں کرتے ہمارے پاس لکھ حدیث مشہور ہے۔ رہے۔ مخالف کا
 دھوکہ جو آپ نے لورالاول کے حوالے سے دیا ہے کہ حدیث مشہور اور ہمارے
 درمیان میں حد نہیں ہو۔ تاہم اپنی جگہ اس سے گھر پہنچے آپ ہمارے حدیث و
 مشہور تو ثابت ہیں۔ غیر مقصد فائبر اعتراض۔ آپ کا یہ لکھنا کہ لکھی گوتہ چھ ہوتی
 ہے اصول فقہ کے خلاف ہے پناچہ ملائیوں نے اسے تین۔ اس معارضہ میں
 و لسانی فی السببیت و فی بالعمل میں اضافی۔ لورالاول اور جب شہادت اور بھی ہیں

تعارض ہوتا اس وقت عمل کے اعتبار سے شہادت اولیٰ ہے لکھی (جب کہ انتخاب
 نے لکھا ہے کہ جب شہادت اولیٰ میں تعارض ہو تو شہادت کو لکھی پر ترجیح ہوتی ہے۔ نام لکھا و
 دینا اختصار میں ۲۱۰ حوالہ ۱۔ جناب سے لورالاول سے موت پیش کر کے میں
 حیات میں ہے۔

دو جوں کہ متصل ہی عمر الکرمی کے لفظ چھوڑ دیے کیونکہ اس سے قطع ہوا۔ ہا
 کہ یہ لکھی کا مذہب ہے اس اصول کا مقصد اصول نہیں جب کہ وہابی کی ماسلوب نقد
 اصول دور کا تھا اس لیے ہدیٰ کی سے خلاف مقصدہ العاطی چھوڑ دیے۔ اس میں
 حدیث میں کہ لکھی صاحب محمد بن عبد العالی سے مسلم اور ابن عبد میں تعارض کی بات لی تھی
 وہابی صاحب نے صحاح و لکھی سے بد۔ پھر اس پر ہوا۔ تو اس عبارت میں اس
 میں شہادت وراثی کی بات سے لورالاول اختصار سے بھی شہادت وراثی کا حوالہ نہ دیا ہوا کہ لکھی
 صاحب پر تھا کا الزام لگایا۔

رابع۔ غیر مقصد یہ ہے کہ لورالاول اصول کو مانتے ہی نہیں اور یہی بقاعدہ سے
 پر ہتھے پڑھتے ہیں اس لیے بولتے ہیں کہ صحاح و شہادت وراثی نہ جہد رکھا یا اور کچھ شہادت
 وراثی کا کلیہ حکم منع ہے چہاں کہ لکھا جائے کہ اس سے روایت قرآن ہے کہ حکم صبیحہ مرقات
 ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ ماہر پناچہ روایت حاصل ہوا منع کے ہی سے ثابت ہوتا ہے
 اور شہادت شرع میں ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اس فعل و تقریب سے حاصل ہو
 کتاب میں ہی ہوا۔ اس قرآن میں بھی ہوا کہ اس سے روایت میں ہے۔ کیا گیا
 مگر وہابی اس عقیم فرق سے ہے اس لیے یہ حکم و شہادت وراثی و صامت وراثی ہی لکھی
 دے۔

حاشیہ احق سے پانچوں جو ہا

عبارتوں صامت کی یہ حدیث نہ تو ہماری ہے نقل کی۔ مسلم سے صحاح وراثی
 حدیث مسلم شریف میں موجود ہے نام روایت سے نقل کے سے صحیح نہ فرمایا بلکہ
 جس کی روایت یہ کہ ماہر صحیح ہجرت اور ہے والدہ حفظہ و تدریس میں اسی تہا روایت حدیث

[illegible]

غیر مقلد کا دوسرا اعتراض۔ آپ نے یہ شرط کہاں سے نکال لی کہ حد ہے صحیح کا

میں نے وہ سب کچھ دیکھا ہے جس کا یہ کہتا ہے کہ یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

۶۱

یہ قنداق تیرہ غم اس رات وہ سو رہا تھا کہ اس نے جڑم القرائت میں رویت
 سے اسے صحیح نام سے پتا چلا تھا کہ یہ ایک ایسا نام ہے جو اس کے
 اس رویت کو صحیح کہا جاتا تو وہاں صاحب علم سے اس کے کلمے ال کا اس عبارت
 کو لکھنا ہی ثابت کرتا ہے کہ نام بخاری کے صحیح ہے۔

۱۔ کہ یہ طلبہ ہیں کہ اور ہیں صحیح کا حوالہ

غیر مقلد کا ہونا اعتراض ہے۔ چنانچہ احمدیہ میں یہ ہے۔

یہ وہابیوں کا بہا کرنا نہیں ہے۔ یہ وہی ہے جو اپنے کئے کے عدم جواز پر کوئی حد و پابندی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ یہ وہی ہے جس نے غلامی اور غلاموں کے غیر محدودان صاف کرنے کے لئے چلے ہیں۔ یہ وہی ہے جس نے غلامی کے خاتمے کے لئے چلے ہیں۔ یہ وہی ہے جس نے غلامی کے خاتمے کے لئے چلے ہیں۔

کے بعد کہا۔ ورواۃ المصنوعة لا یسر مدی وقال مسند هو صحیح۔
ترمذی کے سوا سب صحاح ستہ نے روایت کیا اور امام مسلم نے فرمایا حدیث صحیح۔
لاوطار جزو ۲ ص ۲۲۲۔ غیر مقلد کا پانچواں اعتراض۔ امام ترمذی نے حضرت عہد
اللہ تعالیٰ سند کی روایت ایک اور طریق الاثری عن محمود بن ربیع یون کر کے لکھا ہے
عہد کی روایت جو کہ محمد بن اسحاق عن کعب بن محمود بن ربیع سے مروی ہے کہ ۱۰۰ یا
صحیح ہے محدث مبارک پوری فرماتے ہیں قسوتہ ہذا اصحیٰ فی حدیث عبد اللہ
العلیٰ مکرورۃ علی الباب فی طریق ابن اسحاق عن مکحول عن محمود بن
ربیع لحفظہ الاحودی۔ امام ترمذی کا قول کہ ۱۰۰ روایت صحیح ہے بھی حدیث عہد ۱۰۰
ابن باب میں مذکور ہے ابن اسحاق عن مکحول عن کعب بن ربیع سے طریق سے۔ مگر
مادہ ان کی گنگناہ ہے۔ تاہم ہاں میں افق ص ۱۲۶ بموجب دیکھنا ہے کہ وہ
صاحب کا یہ بحث حدیث کی صحت کا دعویٰ رجحوت ہے علامہ بیون وئی آثار مسلم
کے باب فی لقراءۃ ظک الامام میں یہی عہد میں صامت صبی حدیث عن حدیث
نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

ماہر کے پیچھے قرأت کے ثبوت کی حدیث میں ضعف کی تین وجہیں

۱۔ لیسوی لہیہ مکحولون وھو یذہب عن زوۃ فمضت وھذا مضطرب
فی اسبابہ ومع ذلک لہ تفرد بیدکر محمود بن ربیع عن عبد اللہ
فی ہر بی مکحول محمدا بن اسحاق وھو لا یخضع بحد تفرد بہ
لحدیث معنوں بطلانہ و جوی۔

علامہ محمد بن علی بیون فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں کمزوری ہے جو کہ تیسری
ہے اور اس نے اس روایت میں عقل کیا ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے یہ کہ
کے طریق میں عہد سے روایت کے واسطے محمد بن اسحاق نے کر میں محمد بن اسحاق
تفرد کیا ہے اس حدیث ان دونوں کے ساتھ معنوں ہے۔ علامہ بیون کے اسی بیان کے یہ
غیر مقید کا صحت کا دعویٰ باطل رجحوت ثابت ہے۔ ہاں چاہے اس سے غیر مقلدوں

مراہن مرصعہ

عمر اس قمر ۸ کثر صحابہ کر مرۃ عمل یہاں ہے۔ وہ امام کے پیچھے قرأت کرتے
ہے امام ترمذی اس حدیث عہد ان صامت کے ماتحت فرماتے ہیں
و یعمل علی ہذا حدیث یبی لہو کہ خلف الامام عبد اللہ کثیر اھل
بعد من صحابہ لشی صلی اللہ علیہ وسلم و لک بعض۔
امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق کثر صحابہ ہونا نہیں ہے اس حدیث
عہد پر عمل ہے۔

جب کثر صحابہ کا اس پر عمل ہے تو فاجر صرہ پر جس کا ہے
جو اب اس کے چند وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ امام ترمذی کا یہ قول کہ امام
سالی میں بلکہ حقیقی ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ زیادہ صحابہ جو امام کے پیچھے فاتحہ
سے تھے در کمرہ سے پڑھتے بلکہ اکثر صحابی چند اور متعدد ہے۔ قرأت یہ فرقہ ۲۰

و کثیر متھم علی الہدی و کثیر حق علیہم بطلانہ

اور اب میں سے بہت بدیہت پر ہیں۔ اور بہت پر مری ثابت ہو گئی۔

حق یہ ہے کہ روایت صحیح۔ قرأت ظک امام کے تحت صرف میں حضرت یہ ہیں
فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کی تائید ہوتی ہے (صحیح بخاری)
حضرت اس فرماتے ہیں جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کا مسند گ سے صحیح
۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں بدیہ
۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

حضرت عبد اللہ اس مسودہ حضرت علقمہ فرماتے ہیں جو امام کے پیچھے تلاوت
۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے وہ حضرت پر ہیں اماموں

شریف

حضرت زید ابن ثابت فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے خلافت کرے کائنات کے دن میں پتھر ہو۔ (موطاء امام محمد بن ابی حنیفہ)

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے خلافت کرے اس کے منہ میں انگارے دو۔ (موطاء امام محمد بن ابی حنیفہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی امام کے پیچھے خلافت نہ کرنے تھے اور غنی سے بھی فرماتے تھے کہ میں نے امام کی شرکت کافی ہے موطاء امام محمد یہ تمام روایتیں صحابہ شریف، صحیح ابی یوسف میں موجود ہیں یہ تو بطور نمونہ عرض کیا گیا۔ ۸۰۰ صحابہ سے متفق ہے کہ یہ حضرات امام کے پیچھے قرأت سے سخت منع فرماتے تھے، لیکن حاشیہ تقدیر

وغیرہ مگر بعض روایات میں آجائے کہ میں سے بعض حضرات فاجر پڑھتے تھے انکا پند فعل ہوگا جو بعد کوسورج ہو گیا یا تو وہ روایات قابل اعتبار ہیں گی کیونکہ قرآن کے خلاف ہیں۔ اس پر وہابی کا اعتراض۔ مفتی جی کی خود ساختہ آیت مدنی نے امام ترمذی کے حوالہ سے ایک اعتراض کیا ہے کہ اکثر صحابہ فاجر خلفہ امام کے فاکل تھے۔ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ امام ترمذی کا یہ اکثر فرمایا مدنی نہیں۔ بلکہ حقیقی ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ ترمذی صحابہ تو امام کے پیچھے فاجر پڑھتے تھے، انہیں نہ پڑھنے تھے بلکہ اکثر بھی چند وقت تک اسے قرآن کریم فرماتا ہے

(وَكَبِيرٌ مِّنْهُمْ عَنِ نَهْدِي وَكَبِيرٌ حَقٌّ عَنْهُمْ مَقْلَانِد)

میں سے بہت بدیت پر ہیں اور بہت پر گمراہی ثابت ہو گئی۔

پہلی بار صحابہ کو ہر طرف سے عام دعوت ہے کہ قرآن سے اس بار عرب کو باہر کرے پر موطاء امام محمد دیا جائے گا۔ مگر یہ دور کہیں کہ زمین میں لوں جانے والے نہیں اس کا جو قرآن سے نہیں رکھا سکتا۔ (۱۰۰۰ روایتیں ۱۰۰۰)

الجباب اذنا وہابی جی اس قدر بدحوشی کا شکار ہوا کہ روکی آسان مہرست بھی نہیں سمجھ سکا مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امام ترمذی کے قول کی بناء پر غیر مقدسوں کے اعتراض کا جواب رقم فرمایا مگر وہابی جی سے بدحوشی کی بناء پر اعتراض وجود و دلوں کو مفتی صاحب کی طرف منسوب کر دی۔

ثانیاً غیر مقلد کا کہنا ہے کہ مفتی صاحب نے آیت اپنے پاس سے گھڑی در کہنا کہ بریلوی حضرات و قرآن سے ثابت کرتے پر مدعا انکا اصرار دیا جائے گا فقیر کہتا ہے کہ بقصد توں ہم کی غلطی بریلوی وہابی جی نوے کی طرح صدوں ہیں کہ ایک غلطی پر دوا سے کو طرح طرح کے جھوٹ وہابی میں ترشنا شروع کر دیں بلکہ ہمیں تسلیم ہے کہ آیت گھنے میں غلطی ہوئی ہے لیکن فقیر پورے وثوق سے کہتا ہے کہ ایسا سدا ہے قصدا نہیں کیونکہ مفتی صاحب جیسا کوئی بھی دعویٰ اور خوف خدا رکھنے والا مسلمان ایسا قصدا نہیں رکھتا۔ پھر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی حاجت ہی کیا جب کہ اس کا مدعی کائنات حقیقی ہے صاف ہی قرآن مجید سے دوسرے مقام سے ثابت ہے۔ اس پر مرے مشاہیر جہاں دو آیتیں مدح فرماتے ہیں۔ رش ہے "وَكَبِيرٌ مِّنْهُمْ عَنِ نَهْدِي وَكَبِيرٌ حَقٌّ عَنْهُمْ مَقْلَانِد" آیت ۹

سیاق کے اعتبار سے اس کا ملبوم ہے کہ لوگوں میں سے بہت اللہ کے فرما جہود اور اس کے حضور جھکے دے ہیں اور اس کے بہتوں پر شرک و نافرمانی کے سبب عذاب ثابت ہو چکا ہے۔ یہ روایت ہے "فَصَلِّ بِهٖ كَبِيرٌ وَنَهْدِي بِهٖ كَبِيرٌ"

القرآنیت ۲۶

اللہ بہتوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو اس سے ہدایت فرماتا ہے۔ جب ان دونوں آیتوں میں دونوں جانب کے لوگوں کو کثیر فرمایا اس جگہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بارود کلیہ ثابت ہے کہ کثیر کی ضدت دونوں جانب حقیقی ہے یعنی دونوں طرف متعدد، انشائیہ میں اور صاف نہیں گمراہی مانی جائے تو مفتی ہوگا کہ دونوں طرف ایک دوسرے سے زیادہ ہیں تو ایسا ہے سے دور لازم آتا ہے جو کہ عند الصلوٰۃ باطل

ہے اس خیال سے طبرہ ہو سکے مفتی صاحب سے جو نگلیہ میں رہا وہ حق و قمر آباد میں رہا ہے نہ کہ کوئٹہ کے مگر کوئٹہ میں نظر پونہ گندسہ کی پڑ سے اور وہاں کی بھی مرغوب نہ کہو ہے۔ اور نہ کواۃ طبعوں میں ظاہر ہوتا ہے اس لئے ال کو بھی خولہ نہیں بلکہ ہر گلی اور صیاب میں نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ مفتی صاحب کا جو علمی تالیف قمر آباد مجید سے ظاہر ہے وہ تو وہاں ہی کو نظر نہ آئے مگر ایک مسجد فطی کو اچھاں کہ اس پر شور میں نہ شروع ہو گیا۔ اس جگہ ہم بھی پوری قوم وہاں کو چیلنج کرتے ہیں کہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ ظہیر و خدایات کمرے پر مسدود کیا ہی نہ گئیں۔

یہاں تک کا بیان غیر مقید کے جاء الحق پر اعتراضات کے جوابات میں تھا۔ یہ اس کے برہنہ کی حمایت میں دیئے گئے دلائل کا جواب ہوگا۔ وَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ مِمَّا أَمْسَأَلْنَا بِهِ يُسْأَلُ عَنْهُ ذُنُوبُهُ خِلَافَ مَا عَدِلْنَا لَهُ خِلَافَ رَأْيِنَا وَنَحْنُ عَاظِمُونَ ۚ

$$A = \frac{1}{\sqrt{2}} \begin{pmatrix} 1 & i \\ 1 & -i \end{pmatrix}$$

اور ہم نے وہی کچھ کواہتیں دیکھیں اور قرآن پڑے دیکھ کا۔ (اسمہ دین الحق ص ۲۵۰)

بجواب اولاً، مصنف من المثلثی۔ آپ مبارک کے مفسرین سے تھیں احکام، چوں
 یے ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد سورۃ فاتحہ ہے اور مابقیہ کہ مراد پورا قرآن ہے کیونکہ اس
 میں ہر ایک نوع کے مقابل نوع سے مل کر دو ہے مثلاً مرغیوں سے مل کر حرام حلال
 سے وعدہ وعید سے اور ہر تھپڑ سے ٹیسرے یہ کہ مراد طوائف مخلصہ جو تھیں ہیں اور یہ
 اصول مسلم ہے کہ اذا جاء مت فاعطى بطب فلا یشک لان۔ جب حکام پایا
 جائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

غیر مقدمہ کا مسئلہ ، باندھ پائی ہے

ثانیہ "مراۃ سورہ فاتحہ ہے تب بھی اس سے اس کی نصیحت ثابت ہوتی ہے کہ
فریضہ کیونکہ متبعہ من سبائے بطور درج ہے طور مرتب جس کہ فریضہ مرتب
ثابت ہوتی ہے لہذا اس آیت سے غیر مقلد کا سورۃ فاتحہ کی نماز میں فریضہ پر
استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ غیر مقلد کا روایتی آیت سے استدلال (فما قبل واما

پیشتر میں فقر و غنا پر مبنی تھا۔ پھر قرآن کے آیت سے علماء و حنفیہ نے
مطلق قریب کی حریمیت پر اتفاق کیا ہے۔ حدیث میں فقہاء
الکے و فقہاء یہ آیت قطعی ہے اس کا کوئی تاریخ بھی ہو جو کہیں ہے اور یہ حکم
مقتدی کو بھی شامل ہے تبھی تو فقہاء شافعی کی اصول کی کتابوں میں اس آیت کو دوا لا قرئی
فقرآن سے معارضت پرستوں طرف رجوع کا فیصلہ ہا گیا ہے۔

۱۰۰۰ (۱۰۰۰)

جواب الاول: آپ خود ہی اپنے حال میں صبر آزمیہ اگر آپ کے نزدیک فالقہ و ما
فالقہ کے موسم میں منتظر بھی ہے تو سے فاتحہ کے ساتھ اور سورہ پڑھنے سے کیوں
منع کرتے ہو وہ بھی لوقرآت ہے۔

خانیہ مگر اس کے عموم ماننے والے سورتہ فائزہ کا بطور فرض کسی لیے تعمین کرتے ہو
 جب کہ عموم کا تقاضا ہے جہاں سے قرآن پر صحتا سہا، میسر ہو پر خطو مثال بہت رہی
 فریب کاری و واضح تصدیق کہ یہ طرف تو صرف کے استدلال کو مانے نہیں ہو
 وں تو سورتہ فائزہ بطور فرض نہیں کیوں مگر جب اپنے مذہب کو دلیل و بکار ہو تو
 حنا کا استدلال بطور دلیل پیش کرتے ہو۔ پہلے تو یہ بحث آیت کے عموم سے صرف
 ہم اختلافی مقتضی کو مخصوص نہیں کرتے بلکہ عام و خاص سے عام کے خلاف
 میرے بھی یہ اندازہ تھا۔ سفرائی کے پیش نظر جہر کی مائزوں میں مقلدوں کو مخصوص کرتے
 تھے، ہر مقتضی کو قرآن سے منع فرماتے تھے اور جو غیر مقتضی بھی عقائد سے
 ہمارے مقتضی کو آپس میں کہہ کر کے عموم سے مخصوص کرتے ہیں۔

غیر مقلد کی نیسری ^۳ سے استفادہ

(وَرَأَى كَيْسَ بْنَ الْبُرْصَانِ لَمَّا سَمِعَهُ) مرةً فخرجت منه

برسات و س کی پوشش کی کامیابی سے۔ چھپ ادا

غیر متقدم کے "یت" سے عشق، کا جواب

۱۰ بابی صلیبیہ سے ۲۵ بیتا سے ہے۔ مقدس شریعت کی حکم اس کا تیسرا نقطہ

ہام سے پیچھے مقتدی پرہ تہ کی فرحیت ثابت کرتا جب کہ کلام اس کا مقتدی پر فاتحہ کی
فرحیت ثابت رہے۔

ثانیاً وہابی صاحب کی مراد ہے کہ آپ مہارک میں بیان ہوا ہے کہ ہر آدمی کو
اپنی کوشش کا ہندہ اور ثواب ہوگا لہذا مقتدی بھی غایہ پڑھے گا تو اس کی مارا ہوگی ورت
نہیں ہوگی تو فقیر کہتا ہے پھر فاتحہ کے ساتھ مقتدی کو سورۃ قاضی سے کیوں منع کرتے
ہو وہ بھی تو وہ صاحب ہے بلا پڑھے اس کا واجب کیسے ادا ہوگا۔

ثالثاً پیسے پڑھنا لائی کی کوشش و فعل ہے ایسے ہی منہ ساری کی کوشش و فعل و
اندر تعالیٰ کے اس مرکوب ہوتا ہے جو لایا وہاں لُفُوْنُ لَفُوْنُ لَفُوْنُ لَفُوْنُ
وَنَصُوْنُ آپ کی پیش کردہ آیت ماسی کے تحت ہام سے پیچھے قرأت سے دے کو
ثواب ملتا ہے اگر لایا نہیں نہ ہو تو اسے ثواب کیا ملتا وہابی جی کو میرا مشورہ ہے کہ وہ
کی بے غمی رہیں وہاں کوئی داریں اور وہاں کوئی داریں کے قریبی ہے عقلی ہی لایا ہر
کریں سے۔ میرے قندہ پڑھی آیت سے استدلال و ذکر تِلْكَ هِيَ نِعْمَتُ بَصُرَتَا
وَحَدَّثَا۔ ورد الاحرف آیت ۱۰۵

اور ذکر کر آپ سب کا آجندہ جاری کے ساتھ ورارے
اس آیت سے قبل چونکہ قرآن پاک سننے کا حکم ہے اس لیے یہاں اطلاق کیا گیا ہے
کہ آجندہ پڑھو اور آجندہ پڑھنا انصاف اور ساری کے منافی نہیں ہے۔

(نامہ دارین حق ۲۵)

نوٹ: اصل میں انصاف تھا جسے وہابی نے انصاف لکھ دیا۔

لجوب اولاً وہابی جی نے آپ مہارک کو اپنے مدرسہ کے تابع کرنے کی ہرچہ
کوشش کی ہے مگر اس شعور جو اس میں ہے کہ یہ آپ مہارک وہابی مدرسہ کو ہر مسیحا نہیں
کیونکہ رشاد ہے واذا ذکر ربک اپنے رب کا ذکر کرو اور نہ کر متعدد چیزوں کو مثال ہے۔
شیخ و جمیل ذی وقار و عقلی و سالی سب اس میں داخل ہیں ثبوت کے لیے تفسیر
روح البیان و تفسیر نسلی اور صدیقی کو ملنا جھگڑ کریں مذکورہ تمام چیزوں سے صرف فاتحہ خلف

الانسان فیخصیص کرنا ہرچہ درج ہے جو عند اہل الاصول لا یجوز ہے تحت تی

ثانیاً، اگر آپ مہارک سے مراد قرأت خلف الامام ہو تو پھر اس میں وہ کونسا اشارہ
ہے جو ہام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کی توجہات دینا سے لیکر آگے پڑھنے کو مانع ہے اگر
یہ نہیں اور ہر نہیں تو ہام کے پیچھے فاتحہ کے ساتھ سورۃ قاضی بھی کرو۔

چنانچہ عید مقتدی میں لایا میں کہ یہ بحث آیت سے کس معتبر حدیث مفسر سے
فاتحہ دفع الامام کی فرحیت پر استدلال کیا ہے اگر نہیں کیا تو پھر یہ مدرسہ کی حاکم
تفسیر یا سنے سے ہار رہا ہو اللہ سے ڈرو۔

رابعاً ودفتری لغزنی میں ہام کی ترقات حامدشی سے غفہ علم صریح ہے
تو صریح کے مقابلہ میں مجمل سے استدلال کرنا اصول و عقل کے خلاف ہے۔

خامساً وہابی صاحب نے اپنے کہہ کو جو جھگڑا دیا کیونکہ عقل اور اس صاحب نے
آپ مہارک واد فیہ فی القسوتی کو کفار کے متعلق ثابت کرنے کو ایسی چوٹی کا زور لگا دیا
ہے لیکن یہ چونکہ سب کو ساری مدرسہ کو ثابت کرنا تھا تو پہلے کے خلاف ہو دیا کہ
اس آیت سے قبل چونکہ قرآن پاک سننے کا حکم ہے اس لیے یہاں اطلاق کیا گیا کہ آجندہ
پڑھو اور آجندہ پڑھنا انصاف و ساری کے منافی نہیں۔ قرآن آیات سے جو ب کے بعد
پہلے فریق ثانی کی اپنے موقف پر پیش کردہ عادیث کا جائزہ دیتے ہیں وہ ہر عقلی
لا یساقہ وھو خنسی و لغم کو بھیل و شیخ سے کہ دلائل کے میدان میں وہابی
صاحب سے اپنے موقف کا ہام کے پیچھے مقتدی و فاتحہ پڑھنا قرآن ہے یہ مذکور

راہ حدیثیں ثابت ہیں اس کے عقلی و عقلی جو بات حضرت نسیم لامت مفتی محمد
ہاں بھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کالی ولی دشمنی دیتے ہیں۔ مگر حاکم وہابی غیر غلط
ان عادیث قدرے کہ وہ اپنے مدرسہ پر ضعیف دلیل کو بھی عقلی کے مقام پر لایا ہے
ان کوشش کرتے ہیں اور اپنے مدرسہ کے خلاف اس قویہ کو بھی ضعیف و موصوف کے
ہے ہیں فقیر انصاف تعالیٰ مال کی روشنی میں ثابت کرتا ہے کہ اس کا یہ دعویٰ درست

اللہ علیہ وسلم اور سے فارغ ہونے میں قرآن بلند پڑھا جاتا ہے تو
فرما کیا تم میں سے کسی نے میرے پیچھے قرأت کی ہے؟ ایک شخص عرض
کرتا رہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا: جی میں کہتا ہوں مجھے کہہ لیا ہے کہ میں
قرآن سے جھگڑتا ہوں پس لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے
قرأت سے رک گئے ان نمازوں میں جن میں آپ جہر قرأت کرتے
تھے۔ جب انہوں نے یہ ارشاد سنا۔

امام کے پیچھے قتح کے بارے میں مذاہب ائمہ

ثانیاً: امر واحد میں سے صرف امام شافعی ہی مذکور ہے۔ حدیثوں سے
مطابق فاتحہ نصف ۱۰۰ جہری و سری سب فرمیں نمازوں میں وجوب کے قائل ہیں قدیم
قوں ان کا بھی تھا کہ جہری نمازوں میں مقتدون پر فاتحہ واجب نہیں مگر آخر زندگی وفات سے
دو سال قبل جب آپ مصر میں قیام پزیر ہوئے تو قوں یہ فرمایا کہ جہری نمازوں میں بھی
مقتدون پر فاتحہ واجب ہے۔ اسی لئے قوں پر اسی شافعی کے ہاں عمل ہے۔ مہذب میں

وَمَنْ سَجَدَ عَلَى لِمَا نُوهِى عَنْهُ فَيُحْذَرُ بِهِ رَأَىٰ عَذَابَ اللَّهِ بَشَرًا
لَهُمْ فِي الْقُرْآنِ وَجْهٌ عَرِيفٌ وَإِنْ تَكُنْ مِنْ الَّذِينَ يَدْعُونَ
تَحْتَ الْأَلْمَلَةِ فَالْأَلْمَلَةُ لَا يَنْصُرُهُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللَّهَ
كَافٍ بِالْعِلَّةِ كَمَا يَنْصُرُ مَن يَشَاءُ وَلَا يَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ

ملخصاً: ۱۔ امام ۶۳ کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟ اس میں دیکھ جائے گا
مگر وہ سری نماز ہے تو مقتدی پر فاتحہ واجب ہے اور اگر نماز جہری ہے تو اس میں امام
شافعی سے دو قول ہیں کتاب الام اور بوتلی میں کہا واجب ہے۔ اور ان کا قدیم قوں
ہے کہ مقتدی جہری نمازوں میں فاتحہ نہ پڑھے۔ امام محمد رضی اللہ عنہ کا مہذب ہے کہ
مگر مقتدی جہری نماز میں امام کی قرأت شتا ہو تو فاتحہ پڑھنا جائز نہیں ورنہ جائز ہے اور
سری نماز اور جب امام کی قرأت نہ سنتا ہو فاتحہ پڑھنا مقتدی کے لیے مستحب ہے
واجب نہیں۔ مگر افرقی میں ہے۔

لَمَّا نُوهِى عَنْهُمْ فَيُحْذَرُ بِهِ رَأَىٰ عَذَابَ اللَّهِ بَشَرًا
لَهُمْ فِي الْقُرْآنِ وَجْهٌ عَرِيفٌ وَإِنْ تَكُنْ مِنْ الَّذِينَ يَدْعُونَ
تَحْتَ الْأَلْمَلَةِ فَالْأَلْمَلَةُ لَا يَنْصُرُهُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللَّهَ
كَافٍ بِالْعِلَّةِ كَمَا يَنْصُرُ مَن يَشَاءُ وَلَا يَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ

مقتدی جب امام کی قرأت سن رہا ہو تو وہ سورہ فاتحہ پڑھے نہ کوئی اور
حدیث اور امام کے مقتدون کے درمیان اور سری نماز میں فاتحہ پڑھنا مستحب
ہے آپ ارمقتدی سے فاتحہ پڑھی تو اس کی مہارتام ہے کیونکہ جس کا
نام ہو تو امام کی قرأت اس کے لیے بھی قرأت ہے۔

تیسرے مسئلہ اس کے صحت حدیث کی تصدیق کر دی

فائدہ: مذکورہ حدیث کے آخر میں دن کی حدیث سے امام محمد میں مسئلہ کا
جواب دیا گیا ہے۔ کتاب ۱۰۰ کے سر یکساں یہ حدیث صحیح و قابل استدلال ہے۔
تک کے نزدیک جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے خواہ وہ امام
تحت اللملہ ہو۔ ورنہ امام میں امام نے پیچھے فاتحہ پڑھنا مستحب ہے فرض و رکعت
پہلے کتاب التعلی علیہ امام احمد میں ہے۔ اَللّٰهُ لِيَكْفِيَكَ فَالْأَلْمَلَةُ لَا يَنْصُرُهُمْ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللَّهَ كَافٍ بِالْعِلَّةِ كَمَا يَنْصُرُ مَن يَشَاءُ وَلَا يَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ

موم من لعلوه نعلونه وان لم يسمع او سمع الامام۔ (ج ۱ ص ۱۵۸)
مکتبہ ہے ہیں۔ جہری نمازوں میں مقتدون کو قرات مکروہ ہے۔ مگر چاہے امام کی
قرأت نہ سنتا ہو یا امام نے سکینہ کیا ہو ان بیان سے واضح ہوا کہ غیر مقتدون کا موقع
۱۰۰ و سری سب میں عطف امام فاتحہ پڑھتا ہے اس سے قرآن و حدیث سے ان
مقتدون امام آتا ہے جس میں امام نے پیچھے قرأت مطلقاً متع ہے اور اس کا
اس میں جہری میں مقتدون سے در امام شافعی کے علاوہ اور ان امام بھی
۱۰۰ میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا قابل نہیں۔ مکروہ ہاں صاحبان کو ہدف ص پر
۱۰۰ ہے کی عادت ہے جو کہ ایک حدیث میں ہے۔ یاد ہے کہ غیر مقتدون سے ہے
امام پڑھنے کی رویتوں کی صحت کے بہت چند بائک دعوے کیے ہیں لیکن یہ سے

میں مولہ یقین کو خوشنما کلام ہے۔ مدظلہ کو میرزا علی احمد خاں، ج ۳ ص ۴۶۰

ثامناً صاحب حوجہ دینی فرمائیے

وَالْكَافَّةُ فِي هِيَ مَحَلُّ مَفْرُوفَاتٍ وَالْحَدِيثُ مَعَ ذَلِكَ

فَصَلِّ بِمَوْبَرِ الْكَلْبِ مَعَ تَتْلِي (١٠٠ -)

حق نہیں محمد ثین کا کلام مشہور ہے اور ہی کے ساتھ ساتھ حدیث

تادمہ جس کی اسی حدیث کی سند میں ایک ساواوی مؤلف ہے ۔

غیر مفید ۱۰۰ میل سینے پر ہاتھ دباؤ دینے کا بھی رازوں ہے اس کے نتیجے

مفتوں کے دامن میں صاحبِ کلمۃ میں رُسُوادہ ہے یہی فقرہ کہ اُن مومنین اور

اسمیں سے لحفظ (صحیح میں فرس، ص ۲۴۳)

یعنی کہ نہ بد صحبت سے نہ بچے کہ اس کی سہ میں سوتل ہے اور وہ سب

میں سے یہ کہ یہ جملہ ہے۔ تاہم طالع میں حیرت مانی۔

تجدیدِ ملت، ۲۳ نومبر ۱۹۴۷ء کو

حیاتہم ضعیف و قسہ بہتہ فی السمتہ کثیر خطہ و فاس البختہ تی فخر الجہد

یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا: مومن! جو اپنے مشقت کا بہت حال ہے مگر غلطیوں سے گریز کرتا ہے:

بھائی کے ہاتھ میں منگھڑی کی ٹیٹ ہے جب غیر منگھڑی ہے کہ چارے سے مراد وہاں سے

ۛ فقیرت مند میں تو ہے ۔ ہاتھ باندھ کر کہیں اور غریبوں میں صاف دے

کشت وراثت ن بد و مصیبت ہالہ بکر گمراہ کی میدان سے عبث سے جو اپنا

یہ مائع عدیٹ ہوگی صلیب و مرقع قر اسے ہوں۔ حیدری عشب ۱۰۱

کی ایک مسلسل خدشہ کی ایک پوٹھ کے غیر متعلقہ نے ٹیپوں کے

فہمیں کتاب نام غلام دریں بحث ص ۵۳۲ دوسری حدیث غیر منقولہ صاحب کی حدیث

4.3.47. 4.3.48. 4.3.49.

میں نے اس کی طرف سے ایک خط بھیج دیا تھا۔

۱۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عمرو بن عاصم رضی اللہ عنہما سے بظان کی ہے سب کی

تقریباً چار سو سال پہلے کے الفاظ موجود ہیں یعنی جس سے لے کر تیسویں صدی تک اس کی تہہ و تاب

یہ سب کچھ غور سے سمجھو، پھر اس حد تک نامعنی ناقص ہاتھ لگنا ہے اور پھر لکھو۔

۱۔ الخدمہ والے کو ہمسرا کی تفسیر نا تمام سے کی اور یہ

وہ جو کہ اپنے آپ کو خدا کے لئے وقف کر دے اور اپنے آپ کو خدا کے لئے وقف کر دے

آپ کو 7 مارچ کو سہ ماہی کے بارے میں

وہ مسکرتے ہوئے سر پر ہرے سے ڈھونڈتی تھی جس کا کہ غیر مقلد ہی فاضل پر حرم

۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶

ہو گا کہ جو یہ دیکھ کر ہرگز نہ سمجھے کہ اس کے اندر کیا ہے اور اس

میں نے اس کے لئے جو کچھ کر سکا وہ کر دیا۔

۱۔ اس کی روایت کیا ہے؟

۱۰۰

[illegible]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَعْلَمُوهُ إِلَّا بِحَقِّهِ

بموجب هذه الوثيقة، فإن

احمد کے ہاتھ لگا کر پھر پڑا۔

سورۃ النور

۶۔ ضعیف و بہت سے استادان

ایک سو اتر، ۲۰ روپے کی رقم، شہر میں ایک سو روپے کی رقم، اور ایک سو روپے کی رقم

ہوئی یہ حدیث تین کے بعد لڑائی میں روئے احمد و عمرو انساب

صحف: چار اسٹن ص ۷۷ سے ۷۸ تا ۷۹ اور لاغسوں نے رویت کیا ہے مگر سکر

فہرست

پھر اس کے تحت لکھی گئی اس میں فرماتے ہیں رَزَا غُفَّارِ جَبَّارِ مَعْبُودِ

۱۰۔ اہل کو حجت دے یا نہ دے، اس میں اختلاف ہے، فارکلام میں لکھتا ہے کہ وہ حجتوں و عمل لوگوں کے ہاں میں اس علم کی رائے تحفظ میں اس مسکاف سے قطعاً یہاں صرف علمائے حنفی کے مسلک کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

۱۱۔ ۲۴۴۱

اس بحث کے آخر میں غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں یہ ہے تاہم یہ
۱۲۔ حنفی کے مسلک کی مختصر و سادہ دست نگرانیوں مؤلف کا اختصار پر بحث سار
بھی مسمی۔ کے اقوال کی حیثیت کے نکل نظر آتے ہیں وہابی جی سے علم ہے لگاتار
یہ کہ کہ مع اللہ تعالیٰ صاحب جو مناسب نہیں تھا کہ وہ اقوال صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ
کو بیان بنائے مگر جب وہابی جی کو یہ ثابت ثابت کی ضرورت رہی
صحابہ کرام نے آثار کے بعد تابعین کے ناموں کی مہرست بطور دلیل پیش کر دی
حضرات بھی قرآن و خلف الامام کے قائل تھے بہر حال وہابی صاحب نے اس صحابہ
طواریق اللہ علیہم السلام کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے اس کے اسانے گویا یہ ہیں

۱۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق

۲۔ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ

۳۔ حضرت ابی بن کعب

۴۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود

۵۔ حضرت ابو ہریرہ

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر

۷۔ حضرت ابومعبد حدادی

۸۔ حضرت انس

۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ

۱۰۔ حضرت ابن عباس

۱۱۔ حضرت ابوذر

حضرت عمارہ بن صامت

حضرت عبداللہ بن مسعود

حضرت مسعود بنی ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

”رجوع بہ یقون انہ لوہاب و هو موفق بالصواب“

۱۔ جس چودہ صحابہ کرام سے آثار غیر مقلد نے اپنے مذہب پر بطور دلیل پیش
۲۔ ہیں اس میں سے کئی غیر مقلدوں کے خلاف ہیں کیونکہ غیر مقلدوں کے ایک
کی و تہی سب نبیوں میں امام سے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا قرص ہے۔

۳۔ صاحب کہ ان کے پیش کردہ آثار میں ہے۔ حضرت علی ابن مسعود حضرت جابر بن
۴۔ ابن عباس علیہ السلام بن مسعود حضرت ابو ہریرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کے
۵۔ صرف ستر ہی نماز میں امام کے پیچھے قرأت ثابت ہے۔

۶۔ ثانیاً غیر مقلدوں میں امام کے پیچھے صرف ہاتھ پڑھنے سے قائل ہیں مقلدوں کو دور
۷۔ دراز پڑھنے سے منع کرتے ہیں مگر ان کے پیش کردہ آثار میں سے عبداللہ بن مسعود
۸۔ ابو ہریرہ حضرت عائشہ حضرت جابر حضرت انس بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار
۹۔ میں فاتحہ سے ساتھ امام کے پیچھے اور سورہ پڑھنے کا بھی ثبوت ہے۔ بہت مسوں کی بات
۱۰۔ ہے کہ جس آیت صحابہ پر مقلد حور عمل نہیں کرتے ان کے خلاف چلتے ہیں انہیں کو بوقت
۱۱۔ سر زدن پکڑ دیاں لگی جاتے ہیں۔

۱۲۔ ثالثاً امام کے پیچھے قرأت کے منع پر ہمارے پاس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے
۱۳۔ واضح روایات موجود ہیں جس کو قرآن و سنت و تائید حاصل ہے مد خطہ ہوس عبداللہ
۱۴۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے یہ انہو میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرماتے تھے
۱۵۔ ”من قرء عنکم لیس فیہ خطاء“ مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۱۳
۱۶۔ امام کے پیچھے تلاوت کی اس سے سنت کے خلاف ہے۔

۱۷۔ ثمر میں امام کی قرأت کافی ہے ابن مسعود کا ارشاد

”تلی ج ۲ ص ۶۰“ یہ ہے کہ ایک شخص نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام

ہے پیچھے قرات ہے پھر آپ نے فرمایا تَقِیْتُ رِیَاضَ تَرَاوِیْ لَوْ لَمْ یُصَدِّقْ شَعْبًا
وَسِیْطَ کُھَیْبَ دَیْلَمِی قَاتِلَ سَیِّدِی کے لیے جانوں رہو بے شک لڑائیں،
پھر پھر دور وہ امام تھے کافی ہے۔

اب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے بارے علامہ سدی نے کہا کہ اس
میں لڑتے رَوَاۃ سَطَحِی وَاَسَدُہُ حَسَنٌ۔ اسے امام طحاوی نے روایت کیا
اس کا اس سے پہلے اس میں مرصی مذہبی ہیں کا اشارہ ملتا ہے کہ آپ
روایت تھے میں حسنی و امام کلمہ ہوا امام جعفر بن صادق سے
لورہ میں محضر تھے اس کا

اس سے امام نے پیچھے نہ چڑھی ہے امام کی قرأت کافی ہے۔ امام تلمیذی
فرماتے ہیں یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے صحیح منقول ہے۔

مقتدی امام نے پیچھے قرأت نہ کرے حضرت جابر کا رشتہ

جوہر النبی مع لکھنوی پاشی جگہ صاحب جوہر النبی فرماتے ہیں کہ

قَالَ مَصْحُوحٌ عَنْ جَابِرٍ رَأَى مُوَحَّدَةً لَا يَفْقَهُ مَطْفَعًا كَمَا صَوَّحَ
بِهِ لِنَبِيِّنَا وَلَا وَدَلَ مِنْ يَدَيْ شَيْبَةَ فِي الْمَصْنُوعِ - ثَابِتٌ (كَيْفَ عَنْ
الصُّحَابِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ يَفْقَهُ
حَدَّثَ لِمَامِهِ وَهَذَا يَضَاهِيهِ صَحِيحٌ مُنْصَلٌّ عَنْ سِرِّهِ
مُسْتَدْرَكٌ -

میں بتاؤں کہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح مروی ہے
کہ مقتدی امام نے پیچھے قرات نہ کرے پھر جابر کا رشتہ
اس کی تصریح فرمائی ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی مختلف میں بیان کیا کہ
میں نے جابر سے کہا کہ میں نے ابی عبد اللہ بنی ہاشم سے اس
سے سنا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام کے مقدس امام
کے پیچھے قرات نہ کرے اور یہ روایت امام مسلم کی شرط پر صحیح متصل ہے

ہے

عیدہ قرات ہے یہ مصنف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رشتہ ہے
بہرہ ہا لکھتے ہیں کہ مقتدی بقول حدیث لَامَہُ حَقٌّ - لَاشِیْہَہُ قَاتِلَہُ
نہیں پھر جوہر امام نے پیچھے پڑھے۔

مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کرے ابن عباس کا فتویٰ

۱۰۰ اس میں ہے امام نے علامہ بیہقی نے اس میں مرصی مذہبی ہیں کا یہ
رشتہ بیان کیا ہے عن ابی حنیفۃ لَمَّا قُتِلَ لَاسِ عِبَّاسِ الْفَرَّاءِ وَ لَامَہُ بِنِیْ یَدِی
فَعَلَّامَ لَارَوَاۃ لَعَدَاوَتِی وَ سَدَّہُ حَسَنٌ - حضرت جعفر بن محمد نے کہا کہ
ابن عباس سے پوچھا کہ جب امام میرے سامنے موجود ہو تو اس کے پیچھے قرات کر لیا
روں فرمایا۔ روایت امام طحاوی نے روایت کیا ہے اور اس کا اس کی حسن ہے فتح
مستدرک شرح صحیح مسلم کے ص ۵۴۰ ہے۔

فَقَدْ رَوَى حَدَّثَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ تَدْرُسُ
حَابِرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مِنْ صَنِیٍّ وَ كَلَّمَہُ يَقْرَأُ فِیہُ بِأَمِّ الْقُرُونِ
فَلَا یُضْطَرُّ لَآوَاۃَ لِمَامِهِ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَبْدِ
لِلَّهِ بْنِ عُثْمَانَ وَ رِیْدَ بْنِ زَبِیْہٍ وَ حَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالُوا لَا یَفْقَهُ
حَدَّثَ لِمَامِهِ فَنِیْ شَرِیْہِ مِنْ مَضْبُوتٍ رَوَاۃ سَطَحِی وَ سَدَّہُ
صَحِيحٌ وَ فُسُوۃِ رِیْدَ بْنِ زَبِیْہٍ مُوَحَّدَةً هُوَ صَحِيحٌ مُسْتَدْرَكٌ
فَنِیْ بَابِ نُجُودٍ سَلَاوۃَ زَوَاۃِ الْفَقْہِ لَنَوِیْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ
وَ ابْنِ سَلَامٍ وَ ابْنِ مَرْثَدٍ وَ رَوِیَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ
مُسْتَدْرَكٌ - وَ عَنْ ابْنِ حَمْرَةَ لَمَّا قُتِلَ لَاسِ عِبَّاسِ الْفَرَّاءِ وَ لَامَہُ بِنِیْ
یَدِی فَعَلَّامَ لَارَوَاۃ -

تحقیق امام نے مرصی مذہبی ہیں سے صحیح مستدرک امام جابر سے

کیہا کہ اس سے روایت کی اس سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ جس نے رکعت لہا پڑھی اس میں سورۃ فاتحہ پڑھی جس اس نے نماز پڑھی مگر چپ کہ امام کے پیچھے ہو اور عبد اللہ بن مقسم سے ہے کہ اس سے عبد اللہ بن عمر اور یزید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے امام کے پیچھے قرائت کا پچھل سب حضرت سے فرمایا کہ نمازوں میں کسی نماز میں معتدی امام سے پیچھے قرائت نہ کرے۔ اسے امام علی نے روایت کیا اور سند اس کی صحیح ہے اور یزید بن ثابت کا لڑکی صحیح مسلم کے وہاں تھا، اسلئے میں موجود ہے اور اس کے مطابق ہی اس مسند اور ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لڑکی ہے اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قرائت بخنے کے لیے خاموش رہے بے فکر نماز میں توجہ چاہیے اور امام کی قرائت تجھے کافی ہے اور ابوہریرہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ امام کے پیچھے قرائت کر یا کروں فرمایا: یا کر۔

بدین شرح فتح القدیر ج ۳ ص ۲۳۸ پر ہے۔

”رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِيْدٍ بْنِ اسْلَمَ عَنْ بَنِي كَثْرٍ عَسْرَةَ مِنْ اصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنَ لِقَاءَ عَنَفٍ لِقَاءَهُ اسْلَمُ الشَّهِي بِرَسُولِ الْفَيْدِ بَقِي وَغَمَزَ مِنْ لِحْصَابٍ وَغَمَزَ نَسْرَ عَنَفٍ وَغَمَزَ نَسْرَ طَلَبٍ وَغَمَزَ نَسْرَ حَمَلٍ وَغَمَزَ نَسْرَ عَزَابٍ وَغَمَزَ نَسْرَ سِي وَغَمَزَ نَسْرَ مَسْفُودٍ وَغَمَزَ نَسْرَ لَيْتٍ وَغَمَزَ نَسْرَ عَمْرٍ وَغَمَزَ نَسْرَ عَنَابٍ وَغَمَزَ نَسْرَ عَنَابٍ وَغَمَزَ نَسْرَ عَنَابٍ“

”عبد اللہ بن رید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے وہی حضرت امام کے

پیچھے قرائت کرے تو منع فرماتے تھے حضرت ابوہریرہ صدیق و عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب سے منع کرتے تھے۔

مخفی نہ رہے کہ یہاں صرف ان حضرات کے آقا پیش رنا یہ مقصود تھا کہ حضرت سے منسوب آثار کو دہلی صاحب نے اپنے مؤلف پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اگر کسی امام سے بھی امام کے پیچھے قرائت سے منع پرست قائل ہیں پھر اس سے امام بھی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام کے پیچھے قرائت نہ کرے۔ یہاں سے ہے کہ میں اس میں سے بعض امام کے پیچھے قرائت سے عدم حور پر درود کا لڑکی کے بھی اونی ہیں ان کے سامنے گرمی یہ ہیں

حضرت عمر حضرت علی حضرت جابر بن عبد اللہ ابوہریرہ حضرت عائشہ حضرت ابن عباس ابوہریرہ حضرت عباس و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمیں اب جب ان حضرات کا عمل انوں سے مروی امام کے پیچھے قرائت سے عدم حور پر درود کا لڑکی کے مطابق ہے تو یہاں روئے الصالح و اوصوں انہیں ہوئی چاہیے۔

اسی جگہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دو طرح کے آثار امام کے پیچھے قرائت کے ثبوت درمیان آتے ہیں کیا وجہ ہے اب کا وہ ہے کہ امام کے پیچھے قرائت کے ثبوت پر بعض آثار صحیح ہوں تو ان کی سند صحیح ہو سکتی ہے۔

ثبوت کے اقوال منع سے پہلے ہوں پھر ان حضرات سے امام کے پیچھے قرائت سے منع کی طرف رجوع کیا۔

دوم امام کے پیچھے قرائت کے ثبوت پر آثار کا علم ہونے سے پہلے ہوں۔

یہاں تک کہ محمد بن عبد اللہ باب قرائت خلف الامم کی بحث پوری ہوں یہاں واقع سے پانچ باب ہیں آیت کے ثبوت میں شروع ہوتا ہے حلیہ میں

مطلق حمد پر حال بھی وملتہ اللہ عنہ الہام ہے کہ میں فرماتے ہیں ۔ غائب ہے
نزدیک ہرگز نہ کی خواہ نام ہو یا مقلدی یا کید اور ہمارا جہری ۱۰۰۰۰ میں آئے ہیں ۔
غیر مقدم و ہادیوں کے نزدیک ہجری ٹھانڈے میں نام و مقلدی بلند آواز سے چیخ کر
تھیں اس باب میں بھی اصرار ہے کہ میں یہی فصل میں ہمارے ۱۰۰۰ میں اس کی فصل
میں ہمارے ۱۰۰۰ اصابت سے جو بات پہلی فصل آجائے کہنا حکم خدا اور رسول کے
و فصل پہ چہ ۱۰۰۰ میں ناقص ہیں یہ بھی خوف ہے اور حدیث و سنت ہے ۔
مخلص الہام میں ہیں رہے تعالیٰ و نامہ

ادھر ہنگو مصرغیا و حبیبہ۔ پہرے سے رہا مگو جاہری سے ادا۔
 میں بھی اے بدایہ میں تیرا چاہیے رب فرماتا ہے وہ سب عبدی
 عسی وہی قریب حبیب دعویٰ نذیع دعوں سے محبوب حبیب آپ سے
 میرے تعلق پہنچیں تو میں مست یہ حال مانگئے اسی دعا قبول رہتا ہوں کہ کو
 سے اے صاحب۔ یہ اپنی کا پناہ ہے۔ آیت کا ہی مفہوم ہے جو
 صاف ہے۔ اے علی شاہ وہاں کہتے ہیں کہ اے عبد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 باقیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ ہیں اور صاحب بن تیس تیس میں جہاد صاحب
 میں مدنی درود صاحب تین میں یہ حالت میں جس سے اہل مکہ و یمن میں
 سے یہ قرآن سے مخالف میں جس سے یوں حضرت صاحب ہوے و قطعاً تیرا
 میں (۱) امیر و اہل حق ص ۳۵

اسلوب سے وہ بڑھاپا اور عرق بالخصوص اور اس وقت سے
میں اس سے انعامات و عطا سے جو کہ ضرورت کی حالت میں ہوں
میں سے بہت سے جگہ اس سے ملتی ہیں اور میں سے بہت سے
میں سے ملتی ہیں اور میں سے بہت سے ملتی ہیں اور میں سے بہت سے

دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا سنت ہے

حدیث و سنی صحیح و صحیحین و یونانی و عربی و فارسی و

[illegible]

معلوم ہے کہ دعا میں اس قدر ہمت و شجاعت سے غلبہ کی ضرورت ہے

حدیث چہارم حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آپ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فوجیں بھیجیں تو ان سے فرمایا کہ تم
جو کسی شخص سے ملو گے اس سے کہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنا چاہتا ہوں۔
وہ اسے اپنے پاس لے کر آئے گا۔ یہی بات کہ آپ نے فرمائی ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے گا وہ اپنے لیے
بڑی برکت حاصل کرے گا۔

حدیث ششم عن عبد اللہ بن عمرو عن عمر رضی اللہ عنہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ید مذیذہ فی الذنء لم
یردھما حتی یتسبح بہما و یتھنأ ۱۰۵۲ ج ۱ ص ۵۳۶

عبداللہ بن عمر نے اپنے والد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کی کہ بے شک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دھما میں ہاتھ اٹھاتے تو پیچھے دھونگے جیسے ہوتے جب تک ان کو
پہ چہرہ مبارک پر پھیرتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موت کے فکر سے روکا دیا

حدیث ششم عن عبد اللہ بن عمرو بن القاص - قال سئی صلی
اللہ علیہ وسلم رفع یدہ و قال ائینی و ائینی و ائینی فقال اللہ
عز و جل یا حنین ذہب سی محمید و ائینہ ما یتکین و هو
اعلم فانی حنین و سئہ فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بما قال و هو اعلم فقال لا یا حنین ذہب سی محمید و قل لہ
ایما سئیت فی ائین و لا سئوک

۱۰ خصائص البرق ج ۲ ص ۲۲۳ تفسیر حار ج ۷ ص ۲۵۸ تفسیر معام
التزویل مع فار ج ۱ ص ۱۰۰ دورہ حضرت عمر بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دعا کی کہ
اے پروردگار میری اُمت میری اُمت اور گریہ کی تو اللہ عزوجل نے
فرمایا اے حنین! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ
روئے کا کیا سبب ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے حنین آئے اور حضور صلی
اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضور روئے کا کیا سبب ہے تو آپ نے سے پنا
مقصود کیا کہ حضرت حنین نے وہی اللہ سے جان کیا حالانکہ وہ خوب
جانتا ہے پھر یہ اتفاق سے فرمایا اے حنین! وہی اللہ سے محبوب سے
کہو کہ فقیر یہ ہم آپ کو آپ کی اُمت کے بارے میں خوش کریں

کہ۔ اور آپ کو رنج نہیں رہے۔

جب دُعا سے فارغ ہو تو ہاتھ چہرہ پرے کرے

حدیث ششم عن مالک بن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عندہ وسلم اذ سألتم اللہ فاسئلوه بطلون ائیکم ولا تسئلوه
بظہورک فی ذلک ائیں عباس قال منکلو فہ بطلون ائیکم ولا
تسئلوه بظہورک فاذا فرغتم فاستسبحوا بہا و تحوہکم و وہ
ابوداؤد - بخاری ج ۱ ص ۱۹۵

حضرت مالک بن انس سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرمایا: جب تم اللہ سے دُعا کرو تو اٹھیلیوں سے کرو اور اس کی پشتوں سے
نہ کرو اور اس عمار کی نیک رویت میں ہے کہ فرمایا اللہ سے ہر کسی
اٹھیلیوں سے دُعا مانگو اور ان کی پشتوں سے دُعا نہ مانگو پھر جب دُعا سے
فارغ ہو تو اس کو پتے چہرہ پر پھیرو۔

اللہ تعالیٰ خانی ہاتھ موڑنے سے شرم کرتا ہے

حدیث ششم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و سئم قال و سئم حسی سئوہ یتسبح فی عینہ ذر فاع یدہ
بہر ذھما جھرا ذرہ ہر مودہ و ہر مودہ و ائینہ ۱۰۵۳

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرمایا بے شک تمہارا رب حیاء والا کریم ہے وہ اپنے بند سے حیاء کرتا ہے کہ جب
بندوں کو ہاتھ اٹھائے انہیں جان لوائے اس کے ثبوت پر کہ ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا
مستحب ہے۔ حادیث کثیرہ وار ہیں۔

خانیہ وہی جی کا کہنا ہے کہ مساجد میں بدعتی درود و وظائف پتیر میں کیے جاتے
ہیں جس سے محلہ والوں کا چہرہ درم ہو جاتا ہے یہ قرآن سے مخالف ہے جس سے برائی
خبر ملے تا تب ہوے کو تیار نہیں ہیں۔

نے اس پر اپنی رائے قائم نہیں کی صرف ملائکہ کی آمین کی مراد بیان کرنے پر درود
بیان کیے ہیں جن میں سے وہابی صاحب نے اپنے مقصد کے حصوں کو صرف مذکور
تکبیروں لکھ دیا دوسرا خلاف مقصد چاہ کر چھوڑ دیا نیز وہابی نے علامہ دہلوی کا
عبارت کی جگہ میں چھوڑ دیا تاکہ مذکورہ قول کو احسان کے کھاتے میں کر دے
صاحب پرائز ام دے سکے کہ اس سے اپنے حنفی کی تصریحات کا خاف کیا۔ مناسب
ہے کہ یہاں ملاوٹی شاعری کی پوری عبارت لکھ دوں تاکہ خود قارئین وہابی کی خیانت
ملاحظہ کر سکیں۔

وَهُلَّى خُرُوجَ مُسَيِّبٍ لِلنَّوْزَةِ لِصَبْحِ نَصْرٍ نَافِذٍ مُؤَدِّ نَصْرٍ
بِأَمْرِ نَجْدٍ فِي وَاقِعِ التَّائِيهِ وَكَانَ فِي النَّصْرِ وَالْمُسْلِمِ
وَالْإِسْلَامِ - ثَمَانِيَةٌ - ١١١

اور شرح مسلم ہادی میں ہے کہ صحیح اور درست یہ ہے کہ مراد فرشتوں کی موافقت سے وقت میں موافقت ہے اور کہا گیا ہے کہ مراد موافقت سے صفت اور حیثیت اور حلالہ میں ہے۔

ثانیاً غیر مفید صاحب کوئی اختلاف کا مفید نہیں کہ حراف کی تصریحات و بدل
کر جان چھوڑائے۔ اسے تو چاہیے کہ اپنا موقع حدیث سے ثابت کرے کہ ملائکہ کی
آئین میں موافقت سے مرد و عورت میں موافقت ہے۔

غیر مقدمہ کا پیشچوں اعتراض

بالفرض اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مذکورہ روایت سے عدم جہر ثابت ہے جو کہ یقیناً لفظ ہے تو بھی مذکورہ روایت مفتی صاحب کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نزول ہے کہ امام آئیں تو آہستہ بھی نہ کہے چنانچہ امام محمد جو کہ امام صاحب کے شاگرد حاکم ہیں لکھتے ہیں **فَإِنَّ أَمْرَ حَنِيفَةٍ فَتَنْ يُلَاقِيَنَّ مِنْ حَنْفٍ أَلَمَاهُ وَلَا يَلُاقِيَنَّ إِلَّا مَمًّا**۔ (نام لہار دین الحق ص ۲۱۳)

الجواب التعلیق کچھ علی الموند نامہ کچھ نام صاحب کی طرف منسوب کردہ

وہ قوس کے جواب میں ہے کہ مسلمان میں بیعت کردہ امام صاحب کا مذکورہ قوس خود امام
کتاب الآثار کے خلاف ہے نیز کتاب الآثار میں امام محمد نے امام صاحب کے
پہلے اہل علم بھی بیان کیا ہے ملاحظہ ہو۔

چند چیزوں کو عام چستہ کہتے

قَوْلُهُ وَلَا يُؤْمِنُ إِلَّا مَنْ قَدْ يُعْلَمُ يُخَالِفُهُ قَوْلُهُ فِي كِتَابِ الْإِنشَاءِ قَوْلُهُ
خَرَجَ فِيهِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أِبْرَاهِيمَ لَمْ يَخْرُجْ قَالَ
أَرْبَعٌ يُخَالِفُ بِهِنَّ الْإِسْلَامُ مُحَابَبَةُ لِنَفْسِهِ وَلِتَعَوُّدٍ بِسْمِ اللَّهِ وَ
يُسْمِئُ ثُمَّ قَالَ رَبِّهِ تَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ - فَبِهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ
أَبِي حَنِيفَةَ أَيْضًا قَائِلٌ يَقُولُ الْإِسْلَامُ يَقُولُ الْمُتَمِّينُ سَرًّا

اس کا قول کہ امام صاحب کہتے ہیں ہمارے آئین نہ ہے اس کے خلاف ہے جو خود امام محمد نے اپنے کتاب آثار میں امام صاحب سے بیان کیا اس میں امام صاحب سے ہے وہی سے وہ برقیہ سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا چار چیزوں کو امام آہستہ کہے بیجا تک انھیں ارتعوز، بسم اللہ اور آمین پڑھنا امام محمد نے کہا ہمارا عمل اسی پر ہی ہے اور یہی امام صاحب فرماتے ہیں جس پر وہ دست کرتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ امام آئین آہستہ کہے۔

اس بیان سے الظہیر من القمیس ہو کہ وہابی کا مذکورہ عقیدہ اسی ہے بنیاد ہے۔ چنانچہ
الحق سے حدیث نمبر ۳۳۹ ملاحظہ ہو۔ بخاری شافعی، مالک، ابو داؤد، نسائی، ابویہ
عن اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ
بِمَا غَيْرِ نُسُفُوبٍ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَكَلَّمُوا بِهِمْ لَأَنَّهُمْ عَنْ وَالْحَقِّ كَلَمًا
لَوْ أَنَّ خَلْقَهُ غَفَرُوا لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ
بہ نام کہے بغیر المصوب علیہم ولا الضالین تو تم کہو میں کیونکہ جس کا یہ
میں کہتا فرشتوں کی آئیں کہنے کے مطابق ہو گا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

کے حدیث سے منسلک معلوم ہوا ہے یہ کہ مقتدی نام نے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی مگر مقتدی پر حنا ہوتا تو حضور فرماتے کہ جب تم دلائل الضامین کو پڑھو تو تم آئیں کہ معصم ہو۔ یہ غم صرف میں کیوں ہے، وہ اصحاب میں کہاں نام کا کام پہنچا۔ یہ سب فرمایا ہے "وَدَحَاءُ نَكْمَ نُمُوْهُمَا لَا تَمْنُوْنَهُمْ" جب تمہارے پاس دو عورتیں آئیں تو ان کا انتقام نہ لیجھو، ان پر یہ صرف مومنوں کا کام ہے۔ کرماء عرواق کا۔ کسی حدیث میں نہیں آیا کہ اَلَا قُلْتُمْ وَلَا الصَّابِرِ فَعُولُوا ہیں۔ جب وَلَا الصَّابِرِ ہے تو میں ہے۔ معلوم ہو کہ مقتدی وَلَا الصَّابِرِ کے کائناتیں دوسری کہ میں بہت دور چاہیے کیونکہ مرثیوں میں میں آسہ ہی ہوتی ہے جو اتنے نام سے نہیں لگی۔ جیسے کہ یہاں مرثیوں کی میں سو وقت سے مر وقت میں موافقت نہیں بلکہ طرہ بقدر میں موافقت مرثیوں میں میں موافقت تو ویسی ہے جس نام سورہ فتح ختم رہتا ہے کیونکہ ہمارے محافظ فرشتے ہمارے ساتھ ہی ہمارے ہر شریک ہوتے ہیں اور اسی وقت میں کہتے ہیں۔

طیبر: مقصد کے اس پہ اعتراضات

اس جگہ "اے معصوم تحریکوں جو بھروسہ کرتے ہیں۔"

پہلی تحریف مفتی صاحب حضرت پوریہ کی ایت اذکارِ بلاسم علیہ
مَنْصُوبٌ عَلَيْهِمْ وَلَا لَظَالِمِينَ فَلَوْلُو میں ۱ سے اشتداد کرتے ہوئے ثمرہ
ہیں کہ مقتول ۲۰ کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ کر پڑھے اگر مقتول پر فتنا تو تصور یہ
فرماتے کہ جب امام ول اصابت کیے تو تو تم میں کو معذور ہو کہ تم صرف تلمیذ
کے اور الصابین بہنا امام کا کام ہے۔

محبوب اولاد رویت میں فاقہ الایام کے الفاظ ہیں اور کائنات لفظ حب
معافا حب کے ہے تو جہر پر محسوس ہوتا ہے قرآن میں ہے قُلْ مَنْ لَدُنَّ
رَبِّیْ اَلْمَثْبُوتُ سُبْحٰنَ رَبِّیْ وَرَبِّیْ السَّمٰوٰتِیْنَ

[illegible]

مونا نامحور جس کا خفی سب کا ترجمہ ہے ہیں کہ ہر محسوس مقبض پر پانی
ہے کہ وہ محبوب نہیں مگر جس پہ کہ یہاں سے ہی سر نیل اور میں ہوں مراد ہر دو
ہے۔ دونوں صحیح حال ہر بیوی جب میل خفی بنے کہ ہو میں یہاں یاد کہ وہ
پا سہا نہیں ۲ اس کے جس پہ ہی سر نیل ویں دے وہ میں مسماں ہوں
وہ جس اور قاب الہام نے لفظ راستہ کرتے ہیں کہ غیر لَمْعُ صُوبِ تَقْطِیْمِ وَلَا
مُتَّالِیْنِ صرف نام ہی بلند آواز سے سمجھ گاتا کہ اس الہام کو تہی بھی ملے آواز سے
ہے۔

ثانیاً: البتہ مقتدر آئیں ہو ملکہ + سے پہلے کا یہ نامہ فقوہ آئیں سے لیا
یہ دست کا قمر بند تو ہیں۔ (نام لکھا ہوا ہے اس میں ۴۷۷)

ہائی کی چہ است کی انتہاء

کجوب دہائی صاحب کی چہالت اس انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے کہ یہ بھی نہ
 سمجھتا کہ معنوں ترجمہ کے کہتے ہیں یہی وہ ہے کہ دہائی تو یہ تھا کہ ہم مطلق صاحب
 معنوں معنوی تحریف و توضیح کرتے ہیں مگر اعتراض استدلال پر کمزور یا جب کہ معنوں ترجمہ
 یہ میں کی واپائی کو کہتے ہیں جس سے مفہوم بدلتا جائے پھر واپائی ہی کیا عبارت
 لفظ معنوں کے سامنے ہے۔ واپائی مصنف نے کوئی قضاہ ہی نہیں کی کہ مطلق صاحب نے
 اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ غرض اس سے غفلت برے غفلت کرتے ہوئے
 اس اوتھ پائیک مارے ہیں جو کہ اس کی کم عقلی کی حد مت ہے دراصل مطلق صاحب
 نے عدلیہ کا استدلال مذکورہ حدیث سے معنی میں، نقل واضح اور معنوں سے یہ کہ اگر
 شرعاً ہمیں بلند کہنا ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نہ فرماتے جب نام
 و انصاف میں ہے تم میں کو جگہ فرماتے کہ جب ہم میں کہے تو بھی ہمیں کہو

چاہتا بہت افسوسوں بات ہے کہ جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ ان غیب کا مبعود
یہ خطاب کا وہ دہائی قوم کا محض و مصنف ہی مینا ہے تو علم صرف کا ابتدائی طالب علم
نہ بتا دے گا کہ اس ماضی و عہد کے فانی کا صیغہ ہے خطاب کا نہیں مگر حسب و ہابی

فی کر بھی اسے خطاب ثابت کر دیں تو مسلمان کا نام نہیں۔ خود وہابی صاحب سے ناں
اعتراف کے تحت حدیث کے معنوی تحریف کی ہے زیر بحث حدیث کے کسی لفظ کا معنی
نہیں کہ مقتدری باندہ آواز سے آمین کہنے حسب کہ اس نے بھی معنی کیا ہے۔ اس جہاں الحق
سے حدیث مس ۱۲۱۷ ملاحظہ ہو۔ امام احمد بودادہ دیوں وہابی موسیٰ ہدائی قطعی
درحاکم نے مستدرک میں حضرت اہل بن عمر سے روایت کی عالم سے فرمایا کہ اس کی
سادہیت صحیح ہے۔ عس و انہی انہی عنہم نہ صلی مع لہنہ صلی لہ علیہ
و سلم ذل غیبر لہم صلی علیہم ولا الضالین لان امین و صلی ہما
صورتہ۔ حضرت وائل بن حجر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارے گھر آپ حضور
و الصلیین پہنچے تو آپ سے فرمایا میں اور آمین میں تو ۱۰ ستر بھی۔ معلوم ہو کہ
آمین آہستہ کہنا سنت رسول اللہ سے وریدہ تو اسے کہنا داخل حدیث سنت ہے و صحیح
ہے کہ اس صحیح حدیث کا غیر مقدمے کوئی جواب نہیں دیا۔

آمین آہستہ کہنا سنت ہے

جہاں اس سے حدیث مس ۱۲۱۷ ملاحظہ ہو۔ حدیث کی شد سے حضرت وائل بن
حجر سے روایت کی کہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرا عتہ
لمعصوب عنہم ولا الضالین۔ لسان امین و حفص بہ صورتہ۔ فرماتے ہیں
کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب نے پڑھا عتہ لمعصوب عنہم
ولا الضالین تو لڑکایا آمین اور آواز مبارک آہستہ رہی۔ اس پر غیر مقلد کا اعتراض
ملتی صاحب نے حضرت وائل بن حجر کی روایت امام شعبہ کے طریق سے مختلف کتب
سے نقل کی ہے جس کے لفظ ہیں۔ حفص یہ صورتہ پھر اس کا معنی کیا ہے و آرمہا۔
آہستہ رہی۔ حالانکہ حفص یہ صورتہ کا یہ معنی قطعی طور پر لفظ ہے اور ان الفاظ سے عدم
باجہر اور اخفا نے آمین کا اشتہار باطل ہے کیونکہ احناف کا مؤقف ہے کہ آمین تنہا
پوشیدہ کہی جائے کہ جس پر قریب سے قریب حفص بھی اس کے جب کہ حفص سے معنی
میں آواز بہت دیا و بلند ہو چنا پ صاحب یہ وہابی کی حدیث یہ ہے۔

ہائے سمیع ہیں کہ وہیوں شرع لہر رفع صوتہ بدستہا ذلک بعد ما حفص
بہما۔ اور ترجیح یہ ہے کہ شاید تفسیر نے بعد ۱۰ بار بلند آواز سے دہرایا جائے۔

۱۳۴۶ء میں ان کی م ۱۳۴۶

الجواب دیا اس سے "ہاں" کی بن عمر کی حدیث کے لفظ حفص بہ صورتہ
میں تو زیر بحث روایت میں حفص یعنی معنی ہے و اہل بن عمر کی حد ہے۔ جس کا معنی
آہستہ ہے۔ لہذا اس کا معنی آہستہ آواز کا مرنا لہذا۔ آواز یا ان کے غیر مقدم صاحب
اس سے وہابی حدیث کا ذکر ہے۔ یا کہ کہیں قاریوں میں و معلوم ہے وہابی کہ یہ
حدیث کے الفاظ بھی یہاں صحت بھی ہیں۔

۱۰ یا شر حفص سے لہذا معنی کی طرف چاہیں تو امجد و مصرح روایات میں
معنی صحت کا معنی آواز پست آہستہ آواز ہو کہ غالب سے "حق"
وہابی صاحب کے مخالف سے روایت وہابیوں کے آہستہ آمین و اس قدر صحیح رکھنا چاہیے
کہ مسجد میں گونج جائے

حضرت عمرو بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمع اللہ آمین جہر نہیں پڑھتے تھے

جہاں حق سے حدیث مس ۱۲۱۷ ملاحظہ ہو۔ ۲۳ طبرانی سے تہذیب آثار اور محادی نے
حضرت وائل بن حجر سے روایت کی کہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرا عتہ
لمعصوب عنہم ولا الضالین۔ حضرت عمرو بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تا سر اللہ اوچکی آواز سے پڑھتے تھے۔ میں۔ معلوم ہوا کہ آہستہ میں کہنا سنت صحیح
میں ہے۔

اس پر وہابی صاحب کا پسند اعتراف

راوی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نہیں بدلتا وہابی وائل بن شامی صاحب رجال کی
حد سے بھی واقف نہ تھے۔ ۱۳۴۶ء میں ان کی م ۱۳۴۶

الجواب غلطی غلطی یا روای کے نام میں غلطی سہا بھی ہو سکتی ہے اگر صاحب سے
میں پھر کسی کم علمی کی دلیل نہیں بخلاف اس کے کہ وہابی بھی خود ماضی غائب کو خطاب

سمجھتا ہے جیسا کہ اس کتاب میں ہم نے وہاں صاحب کی اس غلطی پر گروہ کی ۔
اس عقیدے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے۔

غیر مقصد کا دوسرا اعتراض

اس کی سند میں ابوسعید بن مرزبان ہے اور یہ سخت ضعیف ہے۔

(۱) امام ابو یوسف (م ۱۸۱)

۱۔ حدید بن مرزبان کے ضعف کے سبب حنابلہ کے اس حدیث سے استفادہ
درجہ میں ضعف نہیں آتا کیونکہ ہمارے امام عظیم ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تابعین
سے ہیں آپ نے منات صحابہ رسول اللہ ﷺ سے بروایت حدیث میں ہیں جو
کہ مناقب امام عظیم لولہام المولوی نے احمد کی جزء اول میں ۳۵ پر ہے جب کہ ابوسعید
سعید بن مرزبان طبقہ حاضر سے ہیں جیسا کہ حافظ بن حجر نے مقدمہ تہذیب المعجم میں
میں اصاحت کی ہے تو بعد کے روایات کا ضعف پہلے کے سندوں کو معتبر نہیں۔

ثانیاً اگر آپ کو زیر بحث حدیث پر اعتراض ہے کہ اس کا ایک راوی ضعیف ہے
تو اس سے قبل حدیث نمبر ۱۸ تا ۱۸ گزری امام جزایوں و ابویعلیٰ موسیٰ طبرانی قسطن
در مستدرک کے حوالے سے جسے حاکم شہید نے صحیح کہا اور آپ نے بھی اس پر یوں
اعتراض نہیں کیا اسے ہی مان لو مگر آپ تو صمد القصب کے لا علاج مریض ہیں۔ اس
میدان سے رکھنا حاصل ہے۔ چنانچہ اسے حدیث نمبر ۲۲ یعنی شریعہ ہدایہ سے حضرت
ابو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال
یخفی بامام ربیعاً لتعودوا بسم الله و میں و ربنا لك الحمد۔ حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے فرمایا ہم چارچہ یہ آیت کے بعد بسم الله بسم الله آمین اور منادات
نعمید۔

اس پر غیر مقصد کا اعتراض

ہمارے شیخ فرماتے ہیں علامہ رحمی نے یہ روایت در سند نقل کی ہے اور یہ بات
شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ اس روایت کی سند کا حدیث کی کسی معروف و مصدق کتاب

موجود نہیں ہے تو علامہ رحمی کا یہی کہاں ہے کہ یہ خود کو محدث بھی ہمارے کہتے ہیں اور حلی
بکی تائید میں بد مذہبوں و کفریہ گزشتہ و یا متاخری کتابوں کی روایت بھی
سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وحاف فرما۔ علامہ رحمی خودوں قلمت مولوں احمد بن فاضل
بنی سے لکھا ہے جو روایت کتب حدیث میں کتب پاں جوں دو موضوع سے۔

۲۔ ابو یوسف (م ۱۸۱)

۱۔ جواب اول غیر مقصدوں کے نام نہا شیخ مولوں صاحب سے علامہ رحمی
یہ بھی حمید اللہ علیہ السلام کی تائید میں روایت و آپ پاں سے کھڑے کا
ہر کیا اور روایت راہت کی جمع ہے تو سے چاہیے تھا کہ ہے دعویٰ و کجی نہایت
سے کہ اگر کم تین موضوع و تینوں روایتی کرنا تاکہ صحیح کا طریق صحیح ہو چکا تو
نہیں یہ کہہ کر کے اپنے بھڑک کا پاں کھول دیا۔

ثانیاً مولوں صاحب نے نام نہا دیں الحق سے مصنف کو کسی حدیث سے سند کا علم
ہوتا عدم حدیثی کی اس کی سند پر عدم اطلاع کو لازم نہیں کیونکہ دو جلیل القدر محدث
ہیں۔

ثالثاً علامہ رحمی نے حدیث اللہ بن یحییٰ رحمہ اللہ علیہ کو اپنے پاس سے روایت گزرنے کی
راہت دی کیا تھی جب کہ حنابلہ کے پاس اس مسئلہ پر حدیث موجود ہیں۔

۲۔ علامہ رحمی نے روایت کی مثل کہ اصل میں بھی موجود ہے جو اس پر شامہ ہے
نہا چچا ابھاری ج ۱ ص ۳۹۰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت و حدیث کے
حد تکٹے ہیں وں ہر انہم بھی عمر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی اصل میں
ہے۔ وہابی سے چوتھے کی بات یہ ہے کہ مگر انہوں نے ہمارے علامہ رحمی نے مذکورہ روایت
واسطے پاس سے گزرا ہوتا تو پھر ہر انہم بھی کی کے سند سے منتخب عمر رضی اللہ عنہ کی اصل میں حضرت
مر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل روایت کہاں سے آگئی یہ حضرت عمر فاروق اور
حضرت علی رضی اللہ عنہما کا مذہب آمین ہوتے کہنے میں قبل از یہاں ہو چکا ہے
جو اس کی صحت کی تائید کرتا ہے پھر وہابی صاحب آثار صحابہ کے نام پر اپنے مذہب

عطی ہے۔ تلخ جانے کو غیر مفید غنیمت چاہ کر پہنچی میں اس کے وجود کا ہی نکار
 کر رہی تھی میں نہ ہوتی تو محدث بہاری کیسے نقل کرتے چاہے اچھے سے حدیث نمبر
 ۲۶۷۰ خط ہو یا ہر یحیٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث سے انہوں نے ہر انہم سے
 روایت کی قرآن ربیع بخیرہم الایمانم التوفیک وبسبح اللہ وسبحانک للہم
 فربی۔ روئے محمد بنی الانار وعبد الرزاق و فی مضبہ۔

تپ سے فرمایا کہ ماما چا چیریں کہ تپ نے اعور و سم البظ بجا تپہ ملھم ور
آہن پر حدیث ماما محمد سے کہ ہمار میں ور عہد ابررق سے پئی مصنف میں بیاں کی

۱۸۱۔ غیم مقصد کا پسند اعتراف

کے اثر کو مٹاتی ہے۔ دوسرے ماحولیات میں تابعدار میں ٹیپ کیا ہے۔
 روایت کے اصل الفاظ میں ہر پھیر کر گئے ہیں جن کی حقیقت انہیں اللہ بالآخر کے باب
 میں ملتی ہے۔ دوسری بات کے دو حصوں کا حوالہ دیتے ہوئے دوسرے پر بحث کی وہاں ہی
 واپس۔ (نام نہاد، ورنہ افسوس ۳۳۹)

جواب اذکر مفتی احمد یار تقاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک روایت کو دہرا لکھتے ہیں کہ اس سے تو پھر یہی عزائم مام بھاری پر بھی لازم آتا ہے چونکہ وہ بھی پڑھا صحیح طاری شریف میں یہ روایت کا جتنے بابوں سے تعلق ہوا ہے اس میں ابی عمر سے لکھتے ہیں اسی طرح امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی زیر بحث روایت کو چار بابوں سے تعلق ہے۔

یہ تھوڑا ہی یہ سماں انھیں اور آپس آہستہ سے جسا کر مفتی صاحب سے سے
دو ماہوں میں ڈال دیا ہے مگر دوسرے س کے متعلق ماہوں میں بھی سے ایسا کر دیا
تو تب بھی اس عقل و انصاف کو اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا مگر غیر مقلد صاحب
چونکہ عقل و انصاف سے غافل ہیں لہذا بدوجہ اعتراض کر دیتے ہیں ۔

ثانیاً منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر روایت کے انحصار میں ہیر پھیر کا الزوم دینی
جی کا مالکس جھوٹ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ منشی صاحب نے زیر بحث روایت کو امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار اور مصنف محمد بن زرقانی کے حوالہ سے لکھا ہے اور روایت کا

محقق مصنف عزیز اڑاقی سے لیا ہے جنہاں کہ معتاد و عوامی مشنوں میں کوئی فرق نہیں۔
مگر یقیناً وہابی اس کا نام ہیر پھیر ہے تو پھر صاحب مسئلہ مثلاً بخاری و مسند سے روایت لکھنے کے بعد فرمادیتے ہیں کہ یہ لفظ مسلم کے ہیں یا بخاری کے۔

[illegible]

یعنی اگر ہم تحقیق سے فرمادے کہ چار چیزیں امام آجوتہ کے ہیں اللہ سرِ حبیب
ایز جہم اور اعدود باللہ من الشیطان بر جہم اور آئین اور جب کے سمیع اللہ من
حمیدہ تو یہ ایک محمد کو آجوتہ پر ہے اس روایت نے تمام راوی ثقہ و محدثین
پر۔

غیر مقلد کا دوسرا اعتراض

اس کی سزا کی حیثیت سے قتل نظر ہے اور اسے کوئی دہرہ چڑھا کر دیکھیں گے کہ کیا یہ حسبِ عمل اور بقولِ رسول ہے امام ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: **لَا جَاءَ الْفُجَاءُ بِكُلِّ صَیْحٍ إِلَّا سَادَ عَنْ رُسُوفِ اللَّهِ حَتَّى لَقِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَابَهُ وَاسْتَمَعَ لِحَدِيثِهِ وَادَّخَلَهُ**

عَسَىٰ مُصَاحِبُهُ يَخْتَفِرُ وَلَهُ مَخْرُجٌ مِّنْ قُلُوبِهِمْ وَقَدْ جَاءَهُ عَنِ النَّاسِ
رَاحَتُهُمْ بِمِثْلِ حَبِّ كَلْبٍ مَّاءٍ لَّيْلًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا لِمَن أَذِنَ لَهُ
وَأَن تَقُولَ لَا تَحْزَنْ إِنَّهُ يَوْمَ يُعْطَى الْعَمَلُ أَجْرَهُ لَقَدْ جِئْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ
عَالِمُونَ

لہذا اگر آپ کو بھی یہیم پنا جانے کو بھی حاجت سمجھو مرنے کے بالقیں امام
براہیم غفرلہ کے قول کی کیا حیثیت ہے۔

الجواب ذلک یہ بات درست ہے کہ صحت حدیث میں روایت سے قبل قرأت
کے باب میں وہ صاحب کلام لگا چکا ہے کہ اختلاف کے نزدیک صحابہ کا قول و فعل
حجت میں لہذا انہوں نے یہی بیچتا رہا۔ یہ قول و فعل و حجت میں یہی ہے جو
امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ثابت کر رہا ہے کہ صحابہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول
و فعل اختلاف کے نزدیک حجت ہے۔

ثانیاً تابعی کے قول کے مزاحم ہونے سے مراد کہ جب وہ ظاہر شرع کے خلاف
گئے یا کسی جلی کے خلاف ہو یا کسی مسئلہ کی بنیاد ہی اس پر ہو تو پھر اسے دیکھا جائے
کا مطلق ہو جائے تو قابل عمل ہے ورنہ چھوڑ دیا جائے گا اب دیکھیں کہ حضرت
براہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ان احادیث کے موافق ہے جن میں آئین آیت
کے ثبوت سے اور صحابہ کے ان روایات کے بھی مطابق ہے جن میں آئین آیت
کے ذکر ہے پھر یہ قابل عمل کیونکہ نہ وہ واضح رہے کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں
نعمانی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ آئین کے ثبوت پر مقلد وائل کے بعد عقیدہ دلائل بھی
دینے ہیں جن کا وہابی جی سے کوئی جواب نہیں ہاں مگر اس سے وہابی صاحب نے
خاموشی و چشم پوشی میں عایت جانی سے معلوم تھا کہ مفتی صاحب کے عقلی دلائل کا
جواب دینے سے بڑی بے عقلی ظاہر ہو جائے گی۔ بہر حال تلامذہ کے استفادہ کے لیے
مفتی صاحب کے عقلی دلائل کو یہاں لکھ دینا مناسب ہے۔ فرماتے ہیں

”میں آہستہ کیسے پر عقل و اہل

عقل بھی چاہتی ہے کہ آئین آہستہ ہی جائے کیونکہ آئین قرآن کریم کی آیت یا
قرآن میں نہیں ہے۔ جو نکل اس میں لائے نہ قرآن میں لکھی گئی بلکہ دعا اور
برائے ہوئے ہیں کہ ثناء انتہا دو دو ہر ایک آقا ماثورہ و غیرہ آیت پر بھی جاتی ہیں
یہ ہی آئین بھی آہستہ ہوں چاہیے یہ کہ تمام وزراء آہستہ رہے۔ میں پر تمام لوگ بیچ
ہے یہ چون قرآن کے بھی خلاف ہے، حدیث صحیحہ کے بھی صحابہ کرام کے عقل کے بھی
عقل سلیم کے بھی رب تعالیٰ عقل کی تو قائل ہے۔

اس سے اس لیے کہ مرنے والی پر سورہ فاتحہ بھی فرض ہو اور اسے آئین کیسے کا بھی
علم ہو تو مقتدی سورہ فاتحہ کے درمیان میں ہو دو نام دو الہامیں ہے۔ بے شک یہ
مقتدی میں ہے کہ تو اس سنت کا خلاف ہو اور اگر میں کہے اور چینی تو آئین درمیان
میں آئے کی قرآن میں غیر قرآن آئے گا۔ اور درمیان سورہ فاتحہ کے شروع پڑھے گا۔ وہابی
صاحب سے مذکورہ عقلی دلائل کا جواب ہے کہ ثابت کر دیا کہ ان کا وہب خلاف
عقل ہے۔ چاہتی ہے دوسری اصل اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات میں

بے شک ہم سے یہ مقتدی کے جس قدر اعتراضات سننے میں تھیں، ہم
وہاں عرض کر رہے ہیں عرض میں ہمیں دعا نہیں ہے لہذا اگر یہ بلند آواز سے کہی
جائے تو کیا حرج ہے۔ رب سے دعا ہے کہ آئین کی حکمت کا علم آئے کہ دیگر اذکار کا جواب
نہیں دیا ہے اس کا دعا اونا قرآن شریف سے بہت ہے یہ صوموسی علیہ السلام نے
دعا کی میں دعا کی رہنما اطمینان عسی مسویہم و اشد عسی فلو بہم فلا
یؤمنوا حقاً یروا العذاب الا بصر۔ یہ بات ہمارے ال کے بل پر یاد کرو۔ وہ
کے دس سخت کر دے کہ ایسا نہ ہو کہ جب تک کہ وہ ناک نہ بٹ نہ کچھ میں۔
بے شک کی دعا تو یہاں کرتے ہوئے ارشاد کیا فقال قد اُجبت ذلک و کما
لاستبقا۔ یہ ہے فرمایا تمہاری دوس کی دعا قبول کی گئی تو اسے قدم ہو رہا ہے
ما صرف صوموسی علیہ السلام سے لگی تھی مگر رب سے فرمایا کہ تمہاری دوس کی دعا قبول

صور نے پست آؤڑ سے کہا حالانکہ یہ ہے یعنی آؤڑ اور کھنچ کر آئیں فرمائی۔ جو بہ شکر ہے کہ آپ مقلد تو ہونے نام ابو حنیفہ کے نہ سہی نام ترمذی کے سہی کہ ہر جرح تکہ بشو کر کے قبول کر لیتے ہیں۔ کتاب اس حدیث کے ضعف کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ آپ کے خلاف ہے مگر آپ سے حق میں ہوتی تو آنکھ بند کے مارا جیتا آپ کے سوالی کے چند جواب ہیں۔

۱۔ ایک ہوا کہ ہم سے آئندہ آئیں کی چھبیس سند میں پیش کیس کیا جب سندیں ضعیف ہیں اور سب میں شعبہ راہن آ رہے ہیں رشیدہ ہر حد غلطی کر رہے ہوں یہ نامکمل ہے۔
 ۲۔ دوسرے یہ کہ یہ چھبیس اسنادیں ہماری کی ہماری ضعیف بھی ہوں جب بھی سب مل کر قوی ہو گئیں جیسا کہ ہم مقلدہ میں عرض کر چکے ہیں۔

۳۔ تیسرے یہ کہ ہم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد متاد میں شامل ہوئے جن سے یہ حدیث ضعیف ہوئی نام صاحب کو یہی حدیث ہائل صحیح علی نقی بعد کا طبعی پہنچا ہے۔

۴۔ چوتھے یہ کہ پستہ کی سے یہ حدیث ضعیف تھی جب بھی نام ظلم سرفراز مت نام صاحب میں حدیث عز کے قائل رہا لیسے سے وہاں ہو گئی ہیں نام مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں۔

۵۔ پانچویں یہ کہ چونکہ اس حدیث پر عام امت مسلمہ نے عمل کر لیا ہے لہذا حدیث کا ضعف جاتا رہا اور حدیث قوی ہو گئی۔ جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں۔

۶۔ یہ کہ اس حدیث کی قرآن کریم کا سہرا کر رہا ہے اور بلند آواز حدیث قرآن کے خلاف ہے لہذا اس کی حدیث قرآن کی تائید کی وجہ سے قوی ہو گئی جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں۔

۷۔ ہاتھیں یہ کہ اس حدیث کے قیاس شرعی ناہد کر رہا ہے اور ہندوستان حدیث قیاس شرعی نے اور عقل شرعی کے صاحب سے ہندوستان میں کی حدیث قوی ہے اور اس کی حدیث نا قابل عمل عرض کر رہا ہے۔ میں نے حدیث حدیث قوی سے اس پر عمل

چاہیے

اس پر غیر مقلد صاحب کا یہاں اعتراض مگر ۲۶ سادے مفتی صاحب کی مراد میں تشریحی ہیں تو یہ مفتی صاحب کا عام مفتی اور سر بیٹا نہ یہ بیٹوں بہ کس قدر شاد تو چاہیے دینی حضرات شعبہ کا نہیں متوجہ رکھنا میں ہم کسی امر کی عینہ سد کا مطالبہ نہیں کرتے۔

ڈانٹا ۲۶ اسناد سے یہ مراد ہے کہ مفتی صاحب کے کال وائل خود انہیں پر ترقی دیا شدہ ہل کی ہیں تو بھی عام بیان ہے۔ عوامیہ حوالہ اور اب وضو ملحق مصدوب۔ اولاً مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسب یہ باتوں ہی کہیں کہ حضرت شعبہ کی چھبیس اسنادیں ہیں تو پھر وہاں کا اس کی ذمہ دہانہ اور کذب لگانا خلاف انسانیت ہے۔

ڈانٹا ۲۷ میں کوئی بہادری سے نہیں مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے عام ہے کہ چھبیس اسناد سے مراد روایت کی تلفظ عام ہیں۔ "یوں" اس حدیث کے اعتبار سے سمجھوں ہے چنی تب میں روایت نہیں رہا یہ مطلق کہ اسم شعبہ کا متاخر رہا تو شعبہ کا متاخر حضرت سیدنا ثور بن عبد اللہ علیہ سے عید مقلد کا پورا اعتراض صحیح حدیث کے ناقابل ضعیف سند سے جس قدر بھی روایت ہوں وہ قابل شمار وہ روایت میں نہیں ہوتی۔ چنانچہ مدعی تو کی اصل فرماتے ہیں کہ "عمل بہ حدیث لیسویہ فحشہ" نہ کہ "تنگر مذہباً لیسویہ الحدیث"۔ یہی ضعیف حدیث پر عمل کرنا جب کہ یہ حدیث کے خلاف ہے۔

اجواب اولیٰ داخل قاری علیہ رحمۃ الہی کی مذکورہ عبارت ہمارے خلاف نہیں خود وہ بدوس کے خلاف ہے کیونکہ جب کوئی حدیث صحیح وہاں دوسرے کے خلاف اور سے خلاف ہر مہر جائز ضعیف و موضوع کے کچھ کر چھوڑا دیتے ہیں۔

ڈانٹا ۲۸ غیر مقلد کی تحریر سے معلوم ہوا کہ یہ صاحب بدعنوان ہیں آئیں یہ صاحب کی پیش کردہ تمام حدیث کو ضعیف جانتا ہے اور اپنے مذہب کی بدعتوں کو صحیح

ہے۔ اس آئین سے پہلے وصح دلاست ہے ورنہ امام کا فعل جہاں کر لے کی
حادثت میں کیا تھی

باب غیر مقدم کا تیسرا اعتراض مل خطہ بیو

مفتی صاحب کے یہ تو ہمارے اعتراض لا کھجے سے اور وہ اسی وقت رجوع میں م رہا
ہے کہ اعتراض یہ ہے کہ اصل روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے بھی قبل
در فتح یہاں صوبہ کے الفاظ تھے اور امام بخاری بھی تالیف تک یہ روایت اسی طرح
منقول تھی جس میں امام شعبہ نوہم ہے۔ یہاں یہ اعتراض کہ خطہ ص ۱۰۰
صوفیہ کے الفاظ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو صحیح سے مل گئے تھے اول تو یہ دعویٰ ہی
دلیل ہے بریلوی علماء و روایت پیش کیا جس میں ابیہوں سے سند بن کثیر سے
در خطہ ص ۱۰۰ کے الفاظ روایت کیے ہیں بلکہ سند بن کثیر سے ملے ہیں کوثر
میں دو تہ پائی تھی۔

وہ سند بن کثیر کی وفات ۲۴۰ میں ہادی و امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے
تہذیب وفات پائی ہے اس سے پہلے کہ امام صاحب کی جن حیات میں امام بخاری
کھیلے سے امام شعبہ نے روایت حدیث کی ہے اس سے یہاں سے میں نہیں مدعا علی
کی ہے۔ امام ہادی بن ابی اسحاق ۲۴۹

محبوب اور امام کے الفاظ تالیف حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی صحت
و جمیل قدر محدثوں سے یہاں سے اس کے یہاں کوئی شعبہ ریمہ مقدم کی بات کہ حضرت
شعبہ کی روایت ضعیف ہے تو اس سے لایا۔ یہ ہوگا۔

ظاہر غیر مقدم کا سنا ہے کہ مفتی صاحب کے ہر اعتراض میں وہ اعتراض
کہا ہے کہ امام بخاری اصل روایت میں فتح یہاں صوبہ کے الفاظ تھے اور وہ اسی وقت
در فتح یہاں صوبہ کے الفاظ تھے اور وہ اسی وقت رجوع میں م رہا ہے کہ
قرآن سے اہل بیت و شاہان و اہل راجعوں کی بات ہوئی کہ حضرت عثمان کی بکری سے
سے قرآن میں سے پچاس کہ اہل بیت کی شاہان کہاں کر لے دیں سورۃ کو لکھا ہے یہ ہی

امام شعبہ کو اور کہیں لکھی نہ ہوئی سے یہی غلطی ہوئی کہ وہابیوں کی دلیل رفع کو غلطی
سے مدعا دینا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ثالثاً سب وہابیوں کو شیخ کے کہ دو کتاب میں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
تعالیٰ عنہ کے اس شعر یا شعر یا روایت سے فقہان یا بے علم یا بے علم سے کہ
میں تو پھر امام صاحب سے مستند ہیں میں نے وہاں سے کہ

غیر مقدم کا چوتھا اعتراض

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ امام صاحب کے حدیث میں نامائات میں ہے کہ
ظاہر و غلطی یا صوفیہ کے الفاظ دلاست سے ہیں کہ امام کو نہیں پاتے
حالانکہ امام صاحب کا موقف ہے کہ امام آئین کہے ہیں کہ انہیں یہ حدیث میں تھی
صاحب مل تھی تو اس کی مخالفت ہی کیوں کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

پھر اس میں بات دلاست ہے کہ امام صاحب کے الفاظ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
اسم سے پہلے اس پر حوالہ دیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پکی کتاب آج
میں بیٹا کہا کہ امام صاحب سے اس اسم کی روایت ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
ہے اس میں نہیں تھا بھی۔ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس جگہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
ہیں امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرماں ہے۔ اور امام صاحب کے کہ توہم پر غلطی
خلاف کا عمل ہے۔

وہابی صاحب کا پانچواں اعتراض

فریق میں ہے کہ امام صاحب کے یہاں کہ صاحب کے الفاظ وہاں سے کہ
اس کا سے غلط کیا ہے۔

ظاہر امام کا اصل مقصد ہے لہذا تعالیٰ سے ضعف کو دور کرنا مفتی صاحب کہ
اب بخاری صاحب حدیث میں پر جامع صحت کے مدعا میں یا غیر صحیح حدیث مدعا
ہے۔

محدثین روایت کو ترجیح دی ہے۔ (نام نہاد، بیان الحق)
اجوبہ اولاً، ہم نے بفضلہ تعالیٰ امام شعبہ کی حدیث کی صحت بیان کر دی جس
سے غیر مقلد کا مذکورہ اعتراض غلط ثابت ہوا۔

ثانیاً، ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت عباس کی روایت پر بھی صوری طور پر اکتفا
نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ شعبہ بھی بدقولی اور صریح حدیث سے روایت کے معنی میں نہیں
ماتا۔ اور شعبہ اور امام عباس کی روایت میں بھی وہی حدیث ہے جس کے الفاظ مد
صحت اور محض ہیں صوری طور پر نہیں کہ امام عباس پر جب وقت عمل نہ ہو سکے اس لیے کہ مد
حسب صحیح تو صحیح ہے اور نہ اس سے بھی ملتا ہے۔

رابعاً، اے امام شعبہ! یہ حدیث کی صحت پر واضح دلیل ہے۔
خامساً، یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ محدثین سے عباس ثوری رضی اللہ عنہ کی روایت کو
شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے بلکہ اس کو ایک دوسرے پر ترجیح
دے۔ محدثین کے اقوال مختلف ہیں جیسے کہ امام شعبہ کی روایت سے پائی گئی اس
تعلیق میں بیان کیا جا چکا ہے۔

وإذا ما قد تروى عن أحمد بن حنبل
تروى عن أحمد بن حنبل
تروى عن أحمد بن حنبل
تروى عن أحمد بن حنبل

اور جو بعض روایات کی حدیث، بعض پر ترجیح کے قائل ہوئے اس وجہ سے
کہ عباس ثوری حفظ میں شعبہ سے روایت کیا تو اس بات پر اصرار نہیں
بلکہ اس سے ایک دوسرے پر ترجیح دینے میں محدثین کے اقوال مختلف
ہیں۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کی ترجیح
متعلق عباس ہیں لیکن غیر مقلدوں کا بیان ہے کہ وہ عباس ثوری کی روایت کو ترجیح

دینے والے محدثین کو محقق کہہ کر قبول کر لیں اور شعبہ کی روایت کو اس پر کہے دے
محدثین کو غیر محقق کہہ کر رد کر دیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ عباس ثوری کی روایت
اس طرف چاہیں ہیں۔ لیکن اصحاب سنی کی روایت میں ہے۔ غیر مقلد صاحب
دوسرے اعتراض کے تحت کہتے ہیں امام شعبہ کی روایت سے مختلف روایات پر امام
عباس کی روایت صحیح نہیں۔

الجواب اولاً، امام شعبہ سے امام شعبہ کے متعلق جو روایت قائم ہیں
بلکہ یہ روایت امام عباس کی روایت میں شعبہ کی حدیث ہے۔ روایت کے شعبہ
سے جو روایتیں کہیں گے جائز گاہ کہ جو اس شخص میں دوسرے کے مقلد ہیں واکل کا سند
میں امام عباس اور وہ اس حدیث میں۔ امام عباس سے روایت کی گئی ہے کہ بعض
صورت بات پر فقہاء حنا سے امام عباس سے بدوہ امام عباس کی روایت ہے کہ بعض
اسب میں دیکھ ہیں۔ علامہ بیہقی اپنی کتاب میں پر تحقیق میں امام عباس سے روایت ہے کہ بعض
نصابی حدیث میں امام عباس سے روایت ہے کہ بعض امام عباس سے روایت ہے کہ بعض
روایات میں امام عباس سے روایت ہے کہ بعض امام عباس سے روایت ہے کہ بعض
سے روایت ہے کہ بعض امام عباس سے روایت ہے کہ بعض امام عباس سے روایت ہے کہ بعض

ثانیاً، یہ اعتراض کہ امام شعبہ سے علامہ نوحدہ سے روایت کیا ہے اس کا جواب تب
ناف میں ہے مذکورہ ہے کہ شعبہ سے روایت حدیث کو مقلد ہیں واکل سے بھی روایت
دیکھ حضرت واکل سے بھی بدوہ امام عباس سے روایت ہے کہ بعض امام شعبہ
سے روایت ہے کہ بعض امام عباس سے روایت ہے کہ بعض امام عباس سے روایت ہے کہ بعض

ثالثاً، غیر مقلدوں کو ہر شعبہ سے روایت کی گئی ہے امام عباس کی روایت میں
بار بار دیکھیں وہ روایت ہے امام عباس کی روایت میں امام عباس سے روایت ہے کہ بعض
سبب ابو موسیٰ منقول ہے امام عباس سے روایت ہے کہ بعض امام عباس سے روایت ہے کہ بعض
امام عباس سے روایت ہے کہ بعض امام عباس سے روایت ہے کہ بعض امام عباس سے روایت ہے کہ بعض

والجاء عام بخاری کا کہنا کہ امام شعبہ نے بعض کے الفاظ ذکر کیے ہیں مگر
البتہ ان کے الفاظ میں اس وجہ سے کہ ان سے تسبیح یا بھی جائے تو یہ پتہ
عین پر ہے میں نے اس سے حذف کیا۔

فی مقدمہ تیسرے اعتراض

یہ مقدمہ بھی محدثین کے ہاں سے شہرہ ہے کہ جب امام شعبہ امام سفیان کی
تائید سے امام حریز کی روایت کی روایت صحیح حاصل ہوئی ہے۔

اس پر جواب یہ ہے کہ امام شعبہ کی روایت سے امام حریز کی روایت صحیح
میں امام حریز کی روایت سے امام حریز کی روایت صحیح ہے۔

دہلی صاحب کا چوتھا اعتراض

محقق بک صولہ کے الفاظ روایت کرنے میں امام شعبہ کا کوئی ثبوت یا صحیح
مناہج موجود نہیں ہے۔ امام سفیان کی روایت سے امام شعبہ کی روایت صحیح
کہ امام شعبہ کی روایت میں امام شعبہ کی روایت صحیح ہے۔

اس پر جواب یہ ہے کہ امام شعبہ کی روایت صحیح ہے۔

اس پر جواب یہ ہے کہ امام شعبہ کی روایت صحیح ہے۔

صالح ال سے متعلق ہیں مگر خطہ تحقیق میں علی بن ابی طالب سے ہے۔

تیسرے جہ کے روایت سفیان ثوری کا خورس کے خلاف عمل

ثانیہ جہ امام ثوری کا کہنا ہے کہ امام شعبہ کی روایت صحیح ہے۔

اس پر جواب یہ ہے کہ امام شعبہ کی روایت صحیح ہے۔

اس پر جواب یہ ہے کہ امام شعبہ کی روایت صحیح ہے۔

ہاتھ اٹھانا خلاف سنت اور منوع ہے مگر وہاں غیر مقلد بن والوں وقت میں رت پڑیں
کرتے ہیں اور اس پر بہت روج دیتے ہیں لہذا ہم اس مسئلہ کو بھی جو اصول میں بیوں
کرتے ہیں۔ پہلی فصل میں آپ سے حدیث ہے کہ ہر کسی فصل میں سے مسد بہ
عتر اصوات مع جوہر رب حلی توں لہر سے پہلی فصل کوں جاتے تے رفع پڑیں
کرنا مکروہ و در حدیث است ہے جس پر بشار جادیت اور قوال مجتہدین وارو چہ ہر
ت میں سے کچھ عرض کرتے ہیں۔

بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تکبیر والی کے بعد رفع پڑین سے کیا

حدیث نمبر ۳۰۳۰ ترمذی ابو داؤد تہاں میں یا شیعہ کے حضرت عنکب سے

روایت کی

قَالَ لَا تَأْتِيَنَّ مَسْعُودٌ إِلَّا صَلَّى بِنَكْمَةٍ صَوْرَةٍ وَمُؤَلِّدٍ صَلَّيَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلَّيْ وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ
لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ
بِقَوْلٍ غَيْرِ وَجِدْتَنِي فِي نِعْمَةٍ مِنْ أَصْحَابِ نَبِيِّ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَتَأْتِيَنَّ

ایک امام سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تھا اے صاحب
مصور کی ماہر ہوجوں جس آپ سے کیا پڑھی اس میں سو سے غیر تحریر کے ہیں ہاتھ
بے اٹھائے اور تہذیبی کے فرمایا کہ میں سو سے حدیث میں ہے اب رفع پڑین سے
پر بہت سے علماء بھی یہ اور علماء تاہیں کا عمل ہے۔ حدیث سننے کے بعد مٹنی صاحب
اللہ اللہ علیہ اس پر تہذیب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ یہ کہ حدیث پر وہی
سے بہت قوی ہے نیک یہ کہ اس کے مراد کی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
میں جو بھی پہلی بڑے فقیہ عالم ہیں۔

دوسرے یہ کہ آپ سے عادت تھی کہ اے مصور کی لہر پڑیں کر لیتے ہیں اور کوئی
صحابی کہ کا نکا میں ہاتھ مصور ہو کہ سب سے کیا کیا کی گئی ہے یہ ہے

ہوتا تو صحابہ اس پر ضرور اعتراض کرتے کیونکہ ان صاحب نے حضور کی لہر دیکھی تھی۔

تیسرے یہ کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو ضعیف نہ فرمایا بلکہ حسن فرمایا۔

چوتھے یہ کہ امام ترمذی نے فرمایا کہ بہت علماء صحابہ و تابعین میں سے یہ کرتے

تھے ان کے عمل سے اس حدیث کی تائید ہوئی۔

پانچویں یہ کہ امام ابو حنیفہ جیسے عظیم القدر عظیم الشان مجتہد وقت نے اسے قبول

فرمایا اور اس پر عمل کیا

چھٹے یہ کہ عام امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر عمل ہے۔ سنا یہ ہے کہ یہ

حدیث قیاس عقل کے بالکل مطابق ہے چہاں کہ ہم آئندہ نشانہ نہ عرض کریں گے

بوجود ضعیف بھی توں ہو جاتا ہے چہ چاند یہ حدیث تو خود ہے۔ اس پر

غیر مقلد کے اعتراضات ہیں اعتراض حدیث مفتی صاحب نے آگے چل کر اٹھائی سے

نقل کی حدیث میں سے فاعل نہ نکایا ہے مگر مراد اولیٰ سے نقل کے حدیث نمبر ۲۰

کی سرگئی قائم کی ہے اور میں مفتی صاحب نے ایک نقل حدیث کو چھ جادیت پر درگزر کیا

ہے جو کہ یقیناً غلط بیانی ہے کیونکہ روایت سند اور متن کے لحاظ سے نیک ہے ورنہ

در جامع بن کلیب پر ہے

انچویں وہاں صاحب کا جھوٹ اور غلط بیانی ہے۔ مفتی صاحب سے ایک ہی

حدیث کو چھ حدیث اور کرنا ہے اور اس کا متن و سند میں ہے میں جتنا اس کر

وہاں صاحب چٹھہ بدو سے لکھتے ہوئے حدیث متن و سند مختلف نظر آتا کیونکہ مفتی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نمبر ۲۰ کے تحت میں مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

نقل کی حدیث میں ہے جس میں میں مسعود سے عملی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہم علیہ السلام کا طریقہ انکوں کو دکھایا اور جس کو مفتی صاحب نے حدیث نمبر ۲۰ کے تحت

لکھا یہ مروج ہے جس کے بعد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔ اور حدیث

ازل اور حدیث نمبر ۲۰ کا متن مختلف ہے حدیث میں سے متن قرآن پانچ جہاں ہے جب

حدیث نمبر ۲۰ کا متن میں ہے کہ رفع یدینہ لیس اول مرثۃ و قال بعضهم مرثۃ

ثانیاً یہ حدیث مجدد بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔
 تیسری حدیث میں ہے کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔
 چوتھی حدیث میں ہے کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔
 پانچویں حدیث میں ہے کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔
 چھٹی حدیث میں ہے کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔
 ساتویں حدیث میں ہے کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔
 آٹھویں حدیث میں ہے کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔
 نوںویں حدیث میں ہے کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔
 دسویں حدیث میں ہے کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حدیث میں "وہ" کا لفظ ہے اسے روایت کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔

قال كان النبي صلى الله عليه وسلم قد فتح بصلوة رفع يديه
 ثم لا يرفع يديه حتى يقرأ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے پہ ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز کے آغاز تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

چنانچہ اس حدیث میں عربی و فارسی کے اس طریق القاب فرمایا کہ چلی
 کتاب علی نبرہ

اس پر ابانی صاحب کا پہلا اعتراض

حدیث کے الفاظ کافی سنی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لے سکتے
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جواب: اگر وہابی جی کے پاس فرصت ہو تو دیکھ لے کہ یہی ہے وہ بنی عابد بنی
 انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے۔ مگر ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے۔
 چنانچہ اس حدیث میں کوئی شک نہیں کہ یہ الفاظ اس حدیث میں
 لفظ کومرہ کے ساتھ لیا ہے یعنی ہے شک جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نماز شروع فرماتے تو یہی کرتے۔

وہابی صاحب کا دوسرا اعتراض

یہ شخص ایک اہل روایت سے ملتی صاحب کا چار حواشی پر رونا عہد ہوا
 ہے۔

اچھو اب وہابی صاحب یہی عرض کر رہے ہیں کہ میں نے وہابی صاحب کی
 حدیث کے متن پر سند میں خلاف حدیث کا تحقق ہونے سے متنبہ ہو کر اسے روایت
 سے روک دیا ہے۔ مگر یہاں فرماتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ہمتی دستہ حدیث مختلف
 سے اس کا جی چاہے کہ حدیث سے وجہ کے اس سے متنبہ صاحب رحمہ اللہ سے
 بھی نہیں سند سے متنبہ ہے چار جگہ یوں یا ہے مگر وہابی صاحب چونکہ تعصب و غنا
 کے رواج میں کام لیں گے ہند اسے متنبہ صاحب کا صحیح طریقہ بھی مد نظر رہتا ہے

غیر مقدم کا تیسرا اعتراض

اس میں سند میں پریدہ من ابی دیا ہے اور یہ شیعہ ہے چنانچہ کہ عدم ہمتی ورجحان
 ت حیرت صحت کی ہے اور شیعہ کی روایت مفتی صاحب کے ایک بحث صحیحہ
 ہے۔

خوب وقت نام مطالعوں سے شرح معانی آثار میں یہ بحث حدیث کی نہیں
 سند میں یہاں کی نہیں تیس میں پریدہ من ابی دیا کی سند سے روایت نہیں لہذا اگر آپ
 کو پریدہ من ابی دیا کی سند میں نہیں تو ہوتی روایت یہ تو نہیں کہ وہ صاحب جہور۔
 ثانیاً وہابی صاحب کوئی مفتی صاحب رحمہ اللہ کا مقلد نہیں۔ یہ یہ ہند کر کہ
 مفتی صاحب کے روایک شیعہ کے روایت سے متنبہ ہے حدیث کے روایت کے روایت سے
 بات تو اس کے سامنے کی ہے چاہے کہ اس سے وہ شیعہ کی روایت
 قابل عمل ہے یا نہیں؟ حقیقت میں وہی وہابیوں کے اعتراضات کا جواب الی سورہ فہم
 ہے جب کہ روایت ان کے صاحب کے خلاف جو در شیعہ کی قائل قبول ہے یہ سہ
 دیکھا ہو تو نامہ ۲۴۷ ج ۱ حق کا صفحہ ۳۴۷، ۳۴۸ چنانچہ جواب میں کہتے ہیں مفتی
 صاحب کے ایک اعتراض کے جواب میں کہ لفظ یہ تمیم یا جائے۔ مہم ہند اللہ

اعمری اور امام شیب میں بنا شریعت جو کہ یقیناً غلط ہے تو بھی کوئی حدیث و
ضعیف ظہر نے کی نہیں ہے کیونکہ حنفیہ میں حضرات محدثین کرام کے رد ایک در
مناظرین کی صلاح میں ملاحظہ میں فرق ہے۔ اب یہی امر قابلِ وہابی کی گویاں بھی
ملاحظہ رہا ہے۔ یا درت کرنا چاہیے کہ یزید بن ابی ہاشم متاخرین کے رد ایک شیعہ
ہے۔

ثانیاً غیور رفیع یریں کے قابلِ دو عمل ہیں۔ ۱۔ یزید بن ابی ہاشم کے
کا قتال نہ ہوا ہے۔ کہہ کہ تک۔ یزید بن ابی ہاشم کی

غیر مقدسین کا چوتھا اعتراض

۱۔ یزید بن ابی ہاشم سے عہدِ ضعف بھی ہے۔ امام شیبہ و ابنِ اعق من
۳۷۹ھ اس کا جواب دیوگر پکا ہے کہ امام شیبہ کی زیرِ بحث روایت کی قیمن سند میں
ہوں کی ہیں مگر غیر مقدس کو اس تکبیر سے پر اعتراض ہے تو واقعی وہ تو ہیں وہ ان کی قیوب کر
سے یہ جب میں ابی ہاشم کے و متابع موجد ہیں تو صحت کا تاثر۔

غیر مقدس کا پانچواں اعتراض

اس روایت میں، یزید بن ابی ہاشم سے روایت ہے کہ یزید بن ابی ہاشم
۱۔ یہ حسبِ اہلِ روایت کو مذہب میں ہوں کرتا تھا۔ تو اس میں یزید بن ابی ہاشم سے روایت ہے کہ یزید بن ابی ہاشم
گیا تو وہاں کسی نے نہیں لایا۔ یزید بن ابی ہاشم سے روایت ہے کہ یزید بن ابی ہاشم
شامل کر دیا۔ ۳۷۹ھ

یہ وہی قول ہے کہ یزید بن ابی ہاشم سے روایت ہے کہ یزید بن ابی ہاشم
۱۔ یہ حسبِ اہلِ روایت کو مذہب میں ہوں کرتا تھا۔ تو اس میں یزید بن ابی ہاشم سے روایت ہے کہ یزید بن ابی ہاشم
گیا تو وہاں کسی نے نہیں لایا۔ یزید بن ابی ہاشم سے روایت ہے کہ یزید بن ابی ہاشم
شامل کر دیا۔ ۳۷۹ھ

ثانیاً عہدِ ولید بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروج حدیث جیسے غیر مقدسوں
کے نام شواہد نے بھی نہیں لایا۔ کی ج ۸ پر نقل کیا اور کہا کہ ۳۷۹ھ کی
۱۔ یہ حسبِ اہلِ روایت کو مذہب میں ہوں کرتا تھا۔ تو اس میں یزید بن ابی ہاشم سے روایت ہے کہ یزید بن ابی ہاشم
گیا تو وہاں کسی نے نہیں لایا۔ یزید بن ابی ہاشم سے روایت ہے کہ یزید بن ابی ہاشم
شامل کر دیا۔ ۳۷۹ھ

ولی میں ہاتھ ٹھاننا تا ہے وہ سن تا یہ کی ہے۔

۱۔ اہلِ حق سے حدیث نمبر ۶ یزید بن ابی ہاشم سے حضرت ابراہیم بن ہاشم سے روایت ہے
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَعَ يَدَهُ حَتَّى قَطَعَ
بِضْمَةٍ لَمْ يَرَفْعْهُمَا حَتَّى لَصَرَكَ
۱۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ سے مار شروع کی تو
وہ ہاتھ اٹھائے پھر مار سے ٹکا جوے تک نہ اٹھا۔

۱۔ یہ غیر مقدس صاحب ہے۔ کچھ نہیں لکھا۔ اب جہاں حق سے حدیث سے علیٰ حق
شریع سے سیدنا عید اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرَفْعْ يَدَيْهِ حَتَّى قَطَعَ
بِضْمَةٍ لَمْ يَرَفْعْهُمَا حَتَّى لَصَرَكَ
۱۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ پہلی تکبیر میں
ہاتھ اٹھاتے تھے پھر بھی نہ اٹھاتے تھے۔
۱۔ واضح رہے کہ وہابی صاحب نے اس مروج حدیث کا بھی کچھ جوہ نہیں دیا۔

۱۔ جہاں بحق سے حدیث نمبر ۸۷۲۸ ملاحظہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سرت جگہوں میں ہاتھ اٹھا کر چلے جائیں
حاکم و بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عباس و حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما
توافق عنہما سے روایت کی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرَفْعْ يَدَيْهِ حَتَّى قَطَعَ
بِضْمَةٍ لَمْ يَرَفْعْهُمَا حَتَّى لَصَرَكَ
۱۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ سرت جگہ ہاتھ اٹھانے چاہیں مار شروع
کرنے وقت بعد شریعت سے منع کرتے وقت صعد و مروا ہوا۔ یہ دو منوٹ مروج و مروا
میں اور ۱۰۰۰ جہاں کے سامنے یہ حدیث، برابر حضرت عبد اللہ بن مسعود سے۔

(۱۱) ابن ابی شیبہ نے حضرت حمید الشہید (رضی اللہ عنہ) سے (۱۴) صحیفہ کے صفحات میں مسائل سے ۱۳۰ احادیث کی روایت کی ہے۔

کتاب المصنوع میں عبداللہ بن عباسؓ سے کچھ فرق ہے جو ان کی بعض روایات میں نماز عید کا بھی نا کر ہے۔

اس پر وہابی صاحب کا پسند عترتِ اعلیٰ

حادثہ یعنی حلقے نے اس کے صحیح طریق کو منع کیا ہے اور ان کی تمام اسناد میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکرؓ واقعہ ہے اس کا تمام حال گزر چکا ہے کہ یہ زبردست کفر و فسق ہے اور یہ حادیث سے کھلی مرئوس اور کھلی موقوف بیعت کرنا ہے امام بیہقی فرماتے ہیں کہ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ
أَبِي عَبَّاسٍ وَعَنِ سَافِحِ بْنِ أَبِي غُفْرٍ مَرْثَةَ مَوْفُورٍ عَنْهُ، وَمَرْثَةَ
مَرْثُورٍ

[illegible]

انجیوٹ کوئلہ یہ خطبہ راجپوت حدیث کی تمام اسناد میں محمد بن عبد الرحمن
بن یحییٰ سے پہلے ہمارے سنی انکسیر ج ۵ ص ۲۴۷ رفع الیدین ص ۱۰۷
نویس میں یہ کثرت روایت دو سندوں سے دی گئی ہے ایک میں محمد بن عبید الرحمن بن
لی یحییٰ ہیں جب کہ دوسری سند ہارون علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طریق سے ہے اس
میں مذکور راوی موجود ہیں لہذا جس سند میں یہ موجود اسی کو پیش کرنا کے متعلق
کا جو اثر نہیں چڑھتا۔ یہ تو ماننا چاہیے۔

خدا کا یہاں بھی عجب اسرار ہے۔ اللہ تعالیٰ انہما سے مسرت فرماتا اور ہر روز اسے میں محمد بن

محمد . جس میں یہ سب کچھ کے حامل ہیں ان کو قصور نہیں بلکہ حقیقت یہ رہا ہے موقوف بھی حصول
اسی اللہ علیہ السلام سے ہے اور موقوف بھی ان کے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود
جسکی ابتدائی غلطی کا نتیجہ بھی ہے جو کہ اس حدیث کی صحت پر یوں سے ہوا کہ اس کا
یوں نہ ہو بلکہ حدیث سے مطابق ہونا اس کی صحت پر دلیل ہوتا ہے۔

غیر مقدمہ کا دوسرا عقرب

تھام راہ میں علم پر توجہ سے اور اس کے حفاظت میں قحط و خشک
میں سوائے بالقدیس وحیۃ السمعی تک بیکار قطعی طبقات میں ۳۰ تا ۴۰ سال
نہ ہو کر پھر کی صورت کی بنا او سلسلے کے قطعی ہے یہ بحث ویسے

جو یہ وہاں کے طبقات سے عبارت میں آیا ہے اس کا اور
مختلف معنی ہاں رکھتا ہے پورے طبقات سے عبارت مراد ہے۔ افسوس کہ یہ
مسنود نہ ہو حدیث مصنف (ابو نعیم) نے فقہاء لکھ کر مشہور کیا۔ و صفہ
بیتابی بالقدیسی و حجازی شافعی عن زکریا قطیعی یعنی حکم سے یہ بتائے
جدا ہے ساتھ ہی ہے: ابی صبر اور فقہاء احمد کے مشاہیر ہیں۔ و سنی۔ کہ ان
تدیس میں ہے کہ ان کے سنی سے یہ قطعی سے عبارت ہو۔ بہت مراد ہے۔

ب. دیوانی صاحب سے راقی ادا صرف تا مئی اور فکھار لالہ میں سے مشہور فقیر و کافر
میں اور مچھیں گیا کہ کہیں اس کہہ رہے کہ جناب جب وہی پانڈ مرہہ تا مئی ہے تو شہ کی
مذہب و معتق قابل رد نہیں ہوتا۔

ثانیاً حضرت شمس نادروں نے قافل بنان حجر عسقلان دیا۔ اہل علیہ السلام
 قافل میں وہ تو محرم بن حبیب و بندہ پایا لیتے تھے اور رعیت ہاتھ میں چٹاچق قرعے میں
 لکھتے تھے کہ اے عیسیٰ بن مریم اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اے عیسیٰ بن مریم اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اے عیسیٰ بن مریم اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اے عیسیٰ بن مریم اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بجواب اذیہ ہم خلاف مصلحت اس سے نہاد کے بعد رفع یدین کو منع نہیں کرتے
کہ نہ کہ یہ حدیث میں نہیں آتا ہم اس سے منع کرتے ہیں کہ مار میں نہ
اور رفع یدین کا ثبوت حدیث میں ہے اور تاہم اس سے قبل فعل میں ہو۔
آپ عیدین وقت سے وقت رفع یدین ہوتا ہے کہ یہ قیاس میں حسب احرام کی۔
بات موجود ہے عیدین وقت میں کعبہ میں ہونا اور رفع حدیث سے ثابت ہو

ثانیاً ہفتی صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ رفع یدین کے بعد عیدین کے بعد
پہلے صلیب سے پہلے ہاتھوں پر ہونا ہے۔ اس حدیث کو محدثین نے بداندیش
پر غفلت سے نہ دیکھا ہے۔ اور یہ اس سے کہ ان کے ہاتھ پر غفلت میں ہیں یا نہ
کہ اگر بحث حدیث میں عیدین وقت میں ہونا ہے۔ اس سے کہ ان کے ہاتھ پر غفلت میں ہیں
رفع یدین میں۔ اس سے کہ عیدین کے بعد رفع یدین کے بعد ہونا ہے کہ ان کے ہاتھ پر غفلت میں ہیں
صاحب کا حدیث کو لکھ کر اور موضوع کہنا جھوٹ ثابت ہو۔ مگر بقول دہلی حدیث موضوع
ہوئی تو امام بخاری وغیرہ معتضین کے دیکھتے کہ حدیث موضوع ہے۔ چنانچہ اس سے
حدیث نمبر ۵۵۰۰ منظر ہو۔ امام بخاری سے حدیث منظر کی روایت کی کہ میں نے ابراہیم
نخعی سے عرض کیا کہ حضرت وائل نے حضور کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں رکوع کے
وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے تو آپ نے جواب دیا۔

ابن مسعود سے ترک رفع یدین پر حدیث کی ترجیح کا سب

ابن کمال و ابن داؤد حنفیہ بعض ذلک فقد روا عبد اللہ بن مسعود لا یصل
ذلک۔ اگر حضرت وائل نے حضور کو ایک بار رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبد
اللہ ابن مسعود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھاس دفعہ رفع یدین کرتے دیکھا۔ اس
سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود کی حدیث بہت قوی ہے کیونکہ وہ صحابہ میں تھے
عالم ہیں حضور کی صحبت میں اکثر رہنے والے تھے ہمارے ہمارے حضور کے قریب تر کھڑے ہونے
والے ہیں۔ چونکہ حضور پر یہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب وہ کھڑے ہوتے جو عام
عائل ہوتے تھے جیسا کہ روایت میں در ہے۔ واضح رہے کہ ہفتی صاحب نے یہاں بھی

روح اللہ علیہ کی اس روایت دہلی صاحب نے یہاں کوئی جواب نہیں دیا۔ اس سے باب کی
دوسری فصل جو ہفتی صاحب نے غیر مقلدوں کے اعتراضات کے جواب میں لکھی ہے
اس جگہ یہ اعتراض کے ضمن میں لکھا ہے جس کا جواب اٹھا لیا تو وہ اس سے
جایا۔ چنانچہ اس سے حدیث نمبر ۶۰۰۰ کا جواب دیا کہ اس میں شہ سے حضرت امام سے
روایت کی اس صلیب علف اس عمر قسم بکس ہر رفع یدینہ لای فی التکبیرۃ
والاولیٰ من الصلوۃ۔ کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے پہلے
نماز پر ہی آپ نماز میں پہلی کعبہ سے اس وقت بھی اٹھتے تھے

اس پر دہلی صاحب کا پہلا اعتراض

اس سے لفظ قسم بکس ہر رفع یدینہ میں اور ہفتی صاحب سے لفظ عمل
میں غلطی ہوئی ہے۔ (نام لہادین الحق ص ۲۸۸)

بجواب۔ لہارین کرام دہلی جی کے اس فتنوں اعتراض سے خوب جان چاہیں
گے کہ اس صاحب کا لفظ تو اذن درست نہیں ہے کیونکہ حضرت امام کی روایت اور دہلی
صاحب کے اعتراض میں دیے گئے الفاظ کو بخور دیکھیں ان میں کچھ فرق نہیں۔

دہلی صاحب کا دوسرا اعتراض مل حنفیہ ہو

اس کی سلسلہ میں ابو بکر بن عیاض راوی ہے جس کا حافظ سہری ممر میں خراب ہو گیا
تو جیسا کہ علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر نے مرسل کی ہے۔ مزید تفصیل ابن حجر کے عمل
کے تحت مقرر ہوئی ہے۔ (نام لہادین الحق ص ۲۸۸)

اس کا حافظ خراب ہو وہ ساتھ ہی دہلی صاحب کے خلاف ہو

ابجواب اولاً دہلی صاحب کو یہ بھی اتنا چاہیے تھا کہ جب ابو بکر بن عیاض کا
حافظ خراب ہو ساتھ ہی اسے دہلی صاحب سے دشمنی بھی ہو گئی تھی کہ اس نے ان کے
خلاف اور احادیث کے حق میں روایت کرنا شروع کر دی غائب نہیں کا بھی حافظ خراب
ہوتا ہے وہ ساتھ ہی دہلی صاحب کے بھی خلاف ہو جاتا ہے کہ ان کے خلاف

ثانیاً وہابی صاحب کا دعویٰ ہے کہ ابن زبیر کی حدیث کتب احادیث میں نہیں پائی جاتی اس نے قلم کتب احادیث کا مطالعہ کیا ہے یا سب کتب احادیث نام ہی سے یاد ہیں یہ دعویٰ تو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نہیں کیا کہ یہ حدیث قلم کتب احادیث میں نہیں پائی جاتی بلکہ فرمایا کہ میں نہیں پاتا مگر وہابی صاحب سے اسپینہ کو ان سے بھی بڑا حافظ حدیث سمجھو مگر وہابی صاحب کا یہ حال ہے کہ متعدد بار دہوں کر چکا ہے کہ یہی کوئی حدیث نہیں جس میں مرد و قر کے تکبیر اولیٰ میں ہاتھ لٹکانے کی کیفیت کا فرق بیٹ ہو حالانکہ حدیث کی متعدد معتبر کتب میں حدیث موجود ہے جس میں کیفیت کا فرق ملے گا۔

ثالثاً وہابی صاحب کا اصل مقصد رفع یدین کے نسخے افکار کرتا ہے اور یہ سب کی تھوڑی ہے کیونکہ نسخے سے ان کے مذہب کا خاتمہ قریب ہو جاتا ہے تو اسے پناہ انہیں مقدم ہے جو کچھ بھی کرنا پڑے مگر ہم بفضلہ تعالیٰ اس کی مسوجیت حدیث مروجہ و عمل صحابہ سے ثابت کرتے ہیں۔

رفع یدین کے نسخے پر دلائل

صاحب بدیع اصناف لہذا میں رفع یدین کے منسوخ ہونے پر دلائل قائم کرتے

ہوئے فرماتے ہیں۔

”فَلَا حَاجَةَ لِي بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ وَمَا رَوَاهُ مُنْسَوخٌ لِأَنَّ رُوِيَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ تَرْتِيبًا فَإِنَّكَ يَذَلُّنِي عَرَوْى ابْنُ مُسْمُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِمَا وَتَرَكَ قَرْنَهُمَا خَلَّ عَلَيْهِ ابْنُ مَدْرٍ حَدِيثُ تَرْفَعُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَابْنُ عُمَرَ وَغَايَةُ بَنِي كُتَيْبٍ قَالَ حَسْبُكَ خَلْفَ عَلِيٍّ مُسْتَبِينَ لَكُنَّ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا لِي لِكِبْرِيَةِ الْإِفْتِاحِ وَصَحَابَةُ قَالَ حَسْبُكَ خَلْفَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ تَسْعِي لَكُنَّ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا لِي لِكِبْرِيَةِ الْإِفْتِاحِ لَقَدْ عَنِتُّمَا عَلَى غَلَابِ مَا رَوَى عِيسَى

مَنْفَرْتَهُمَا الْإِفْتِاحُ ذَلِكَ”۔ (رجل امرہ ص ۲۱۸)

”جو رفع یدین کی حدیث نہیں اور جو اس پر سے روایت ہو منسوخ ہے روایت ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے پھر آپ نے سے ترک فرما دیا اس پر بھی ترک رفع یدین پر وہ روایت دلیل ہے جسے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تو آپ کی ابتداء میں ہم نے بھی کیا پھر جب آپ نے ترک فرمایا تو ہم نے بھی چھوڑ دیا۔ اور اس پر دلائل کرتا ہے کہ بے شک رفع یدین کی حدیث کا مدار حضرت علی اور ابن عمر پر ہے لیکن عاصم بن طیب سے کہہ کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے وہاں تھا ہر پہلی آپ عیسویوں سے سو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے وہاں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے ہر پہلی آپ تکبیر کے عدوہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ پس ان دونوں حضرت کا عمل (کہ ان میں رفع یدین کے خلاف پر دلائل کرتا ہے جو انہوں نے (کہ ان میں رفع یدین کے ہاں سے روایت کیا تو یہ تو اہل اہل کی دلیل ہے کہ حضرت علی و ابن عمر رفع یدین کو منسوخ جانتے تھے۔

رابعاً علامہ عیسیٰ نے ترک رفع یدین کے ثبوت پر حدیث کی سلا کو صحیح کہا ہے

لا حظ ہو۔

خلفاء راشدین سے تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین ثابت نہیں

وَعَنْ أَبِي اسْحَقٍ قَالَ قَالَ اصْحَابُ غَنَدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاصْحَابُ عَدِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا لِي الْفَتْحِ الصَّوْرَةِ - قَالَ وَكَيْفَ تَمَّ لَا يَرْفَعُونَ - رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي حَبِيبَةَ وَصَدَقَ صَحِيحٌ - قَالَ ابْنُ مَرْزُوقٍ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَمَنْ بَعَثَهُمْ مُتَعَلِّفُونَ لِي هَذَا الْبَابِ وَأَمَّا الْخَلَفَاءُ الْأَتَمُّونَ رَضِيَ اللَّهُ

الجواب وہابی صاحب کے اس مسئلہ پر اعتراض کا ہم نے بھی بعضہ لقان میں جوہر سے دیا ہے۔

غیر مقصد کا دوسرا اعتراض

امام سننکی روایت سے بعد لکھتے ہیں کہ طائیف غنصہ مدامی فہذا قد روى عن طريقه ابو حنیفہ۔ امام دارمی فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے روایت کی گئی ہے اس کی سند پہریت کثرت سے ہے۔ امام بخاری لکھتے ہیں کہ قال غنصہ لروحمین مہدی ذکرک منثور عن الشہیدین عن حدیث الشہیدین عاصم بن کلیب بن کثیر فمکوف۔ (امام دارمی میں ص ۳۹)

جواب اولاً امام سننکی سے عثمان بن قاتل سے کیا ہے کہ اس کی سند معتد ہے کہ اس میں وہ معتد بیان نہیں کہ ابجد جرح مسموم ہے جس سے معتد ثابت نہیں ہوتا۔

ثانیاً امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ہارون کثیر میں عاصم بن کلیب کا ذکر کیا ہے مگر اس پر کوئی جرح نہیں کی۔

ثالثاً تہذیب الفقہ ج ۵ ص ۵۶ پر امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد عاصم بن کلیب کے متعلق یہ ہے کہ لا تأمن بہ حدیثہ اس کی روایت تحت باب میں وہ جرح نہیں اسی طرح اعلام السنن ج ۳ ص ۵۰ پر کہ وہان انریبعمی فہو اتوا صحیح۔ وہی الذاریۃ ورجلہ نہایت وہی لتعبدی نحس وقاس نسبی فی عروۃ القاری انسداد حدیث عاصم بن کلیب صحیح عی شرط منسج رضی۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ترمذی ہے اور وہ یوں ہے کہ اس کے سبب وہ تھے ہیں اور تعبدی اس میں ہے کہ علامہ سنن نے عروۃ القاری میں فرمایا کہ عاصم بن کلیب کی حدیث مسموم کی شرط پر صحیح ہے ہم نے بعضہ لقان روایت اور اس کی سند کی صحت پر جس قدر شواہد پیش کر دیئے ہیں وہ صاحب شعور کو کافی ہیں۔ امام الحنفی سے حدیث نمبر ۲۸ ملاحظہ ہو۔ طحاوی و شریف اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی

رہنہ غنصہ بن الخطاب دفع ینذہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یقول۔ وقاس حدیث صحیح۔ میں سے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔ امام طحاوی سے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس پر غیر مقصد کا پہلا اعتراض

اس کی سند میں براہیم نخعی ہیں اور یہ مدس ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ذکرک لعماکم اللہ یلککم۔ (طبقات المدسین) یعنی حاکم نے کہا کہ تم میں کر کے تھے اور تقریب میں ہے کہ انہ یزوس کثیر یعنی وہ ثروت سے مرسل روایات کرتے ہیں۔ اور لہذا بحث روایت متضمن ہے۔ (امام تہذیب میں ص ۳۹)

غیر مقصد کی مکاری

جواب اولاً غیر مقصد صاحب نے اس فقر کی طبقات المدسین سے حوالہ دیا مگر شروع کی عبارت چھوڑ دی کیونکہ ان کے لہذا میں ہم لوگوں کے عیب نکالنا ہی ہے شروع کی عبارت ہر ہے براہیم بن یزید نخعی ملقبہ مشہور فی الدامین من الی لکوف۔ طبقات المدسین ص ۳۸ پر براہیم بن یزید نخعی خلیفہ مشہور تابعی ہیں اہل کوفہ سے۔ امام بخاری نے پنی تاریخ لکیر میں امام براہیم نخعی کا یہ مکرال کی تدبیر کا ذکر نہیں بلکہ اس کی ثناء میں فرماتے ہیں۔ فسجدت شععی یقول مات ریحاً ما قوتہ بقلہ منہ لا بالکوفہ ولا بالضرۃ ولا بالمرکۃ ولا بالمیدنیۃ ولا بالشام۔ (ج ۱ ص ۳۳۳)

میں نے امام شععی کو فرماتے سنا کہ فرمایا وہ مرد فاضل ہوا جس نے بچے جیسا کہ کوفہ میں چھوڑا اور وہ بھرہ میں اور نہ مکہ اور نہ مدینہ میں اور نہ شام میں۔

ثانیاً حضرت امیر ایم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طویل القدر تابعی مشہور فقیہ و محدث ہیں تو ثقہ کی تائید میں اس معصوم راہت بھی مقبول ہے چنانچہ تاریخ الثقات ص ۵۷ پر ہے کہ ہوا ہشتم بن ہریدہ النخعی یحییٰ بن عموان الکوفی ثقہ۔ براہیم بن یزید نخعی کثیر کی ہوا ہشتم بن ہریدہ النخعی یحییٰ بن عموان الکوفی ثقہ۔ امام الحنفی سے حدیث نمبر ۲۸ ملاحظہ ہو۔ طحاوی و شریف اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی

میں کتب لا یعوذ منہا۔ یہاں سے مراد بھی یہی ہے کہ

و غیر منہا کتب ما فی ہدہ روایت شاذہ لا یقوم بہا حجتہ ولا
سفر احسن بہا الاخبار فی صحیحہ علی بن ابی حمزہ
عمر کتب یوسف بن سیدہ بنی بن کثوف و عندہ برفع منہ و روی ہذا
الحديث سفيان بن عيينه بن جرير بن عمير و بن کثوف بن سیدہ بن

نام کا نام سے احتساب کیا ہے کہ یہ حدیث شاذ ہے اس کے ساتھ حجت
قائم نہیں کی جا سکتی اور روایات بھیجی کا اس کو معقول قرار دیا جا سکتا ہے
یونکہ نام طویل ہے حضرت بن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر
روایت کرتے ہوئے ہر بار سے مراد تھے وقت رجب امیر میں یا کرتے تھے
اور روایت (جس سے متفقہ صاحب نے راجح پکڑی ہے) نام سفیان نے
پیر بن عدی سے روایت کی مگر اس میں یہ نہیں کہ آپ دوبارہ رفع پیدا
کرتے تھے۔ (۱۲۱) ۲۹۱

الجبوت اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث روایت کو امام طحاوی
جیسے متفق شخص نے صحیح کہا ہے مگر غیر تعد صاحب اس کی بات کہ بچے نہیں باوجود کہ نہیں
کا کہ کی تقلید کو پسند کر رہا ہے۔ کیونکہ اس کا مدعی فائدہ کسی میں ہے
ثابت یا غیر مقصد صاحب پہلے تو جگہ جگہ اسے اپنا نظر آ رہا ہے کہ روایت
معدیہ سے قائل حجت نہیں مگر جب حاتم بن علیہ مدعی نظر آئی تو بعض بھی قائل ہیں
اور حجت نہیں۔

ثالثاً غیر مقلد کو بھی پیش کردہ روایت یہ قائل ہے کہ فایمہ یہ ہے۔ ہاتھ
کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے لحاظ (نہ لہ بعد) کو میں نہیں
نہیں کیا ہم سے حضرت سفیان بن عیینہ کی سے مرفوع حدیث میں یہ لحاظ رکھا گیا
میں حدیث ابن ابی شیبہ و زید قال حدثنا معمر بن عوف عن حدیث وکتب عن

سفيان بن عيينه بن جرير بن عمير بن عوف عن حدیث وکتب عن
عبد الله بن ابی شیبہ و سلم بن عیینہ و سلم بن عیینہ و سلم بن عیینہ و سلم بن عیینہ
بعضود۔ طحاوی ۲۹۱ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ یہ حدیث کی
راہ صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر ملی میں ہاتھ مبارک نہانے پر پوری نہیں
تھکتے۔ یہ غیر مقلد کو چاہیے کہ حاتم بن کثوف چھوڑ کر اس مرفوع حدیث کو تسلیم کر

روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدورہ روایت کہ آپ روایت میں جاتے
اور گویا سے سر غماض وقت رجب پکڑتے تھے اگر گھبراہٹ ہو تو ہمارے خلاف اس
بے کس کہ آپ فتح پذیر مسوخت ہونے سے پہلے کرتے ہوں گے تو غصہ رخ کے بعد
پھوڑا دیا جیسا کہ آپ سے منقول ہو ہے۔ واضح رہے کہ مفتی محمد رحمان بھی رحمۃ اللہ
تعالیٰ کی ترک رجب پر یہاں پیش کردہ حدیث ص ۲۲ تا ۲۵ تک اپنی صاحب سے بھیج
حجاب نہیں یہ یہ تو ای جاے کہ اس میں اس کی یہ مجبور تھی سرعاً قائلین نے
مقتادہ کے لیے اس حدیث کو لکھ دیا ہوں۔ چنانچہ اس سے حدیث ص ۲۳ روایت
شریک سے حضرت عباس سے روایت کی حدیث سفيان بن عيينه و زید قال
حدثنا معمر بن عوف عن حدیث وکتب عن عبد الله بن ابی شیبہ و سلم بن عیینہ و سلم بن عیینہ
و سلم بن عیینہ و سلم بن عیینہ و سلم بن عیینہ و سلم بن عیینہ و سلم بن عیینہ و سلم بن عیینہ
ایک ہی حدیث ہاتھ لگے۔

مختصرونے شروع نماز میں قائل تک ہاتھ لگائے پھر نہ ٹھہرے

حدیث ص ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

ہے۔ ہاں یہاں جس نے جو حدیث قبول کرنا چاہی ہے۔

ماہ الحظرم ۱۰۸۵ھ بمطابق ۱۷۰۳ء کے ۱ مئی ۱۷۰۳ء تا ۲۴ مئی ۱۷۰۳ء

۱۔ ہدایہ سے کہ نائب کی قیادت میں پانچ سو سولہ سپاہ

غیر تعلیم یافتہ کے لئے ۶۶ ٹیچر کے لئے درجہ ۲۰۔

۱۔ ہم نے اپنے رب سے دعا کی کہ ہمیں اس کتاب سے فہم حاصل ہو۔

دعویٰ باطل ہے کہ وہابی اس میں کوئی کمی نہیں دیکھ سکتے۔

جواب: وہابی صاحب مسئلہ پر اس کے ہمیں جو حکم ہے، اس کے مطابق یہاں تک کہ

کے نام پر ایم ٹی اور ماہرین کو خبروں کی بات کے لیے کسی جگہ سے قیام

[illegible]

۱۰۰۰ روپیہ کی رقم کا نام حوالہ دیا۔ صاحب کے والد پر حرج آئے گی۔ یہ وہاں نشاء اللہ

تاریخ: ۱۳۸۵/۰۵/۰۵

 $\frac{P}{\rho} = \frac{1}{2} \left(\frac{\partial \phi}{\partial t} + g z \right)^2$

میرزا کا یہ رویہ نہایت عجیب و غریب ہے۔ حضرت مولانا محمد عبد

انہوں نے کہا کہ یہ سب باتیں اس کے لئے ہیں جو اس کے لئے ہے۔

تے جو اہم قایم کی سے تمام ہ کے پیدائش و گم ہا سر سے اب اب کا موسیٰ بن

تکلیف میں نہ سکا ہے اگرچہ انشاء الرحمن ممکن ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ پہلا فقرہ اس دہائی کا

ہو ہے کہ امام لوزی نے امام ابوحنیفہ سے کہا کہ عراقی والوں سے بہت مجھ سے

رکوع میں جاتے لار رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع المیدیں نہیں کر۔ مامور علی۔

اس نکتہ کا خطاب ہر عامل پر بھی سمجھ سکتا ہے اس وقت کے علماء بھی اس پر آمین۔

عقبتے درندہ الامم دور اعلیٰ عربی والدین سے پیدا ہوئے۔ یہ سب چھپ چھپ کر

انہیں تو اس کے ساتھ لے کر چلے گئے۔

[illegible]

میں مدد بھی کرتے ہیں اور اس کے وقت عامے نہیں سمجھتے ہیں۔

مے قابل تھے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ جتنا دیر چاہے اس وقت تک

[illegible]

موتو تھے، مگر مقررہ قیامی ایام میں نہیں ہوئے۔ کتاب ہماروں نے اس مقام پر لکھا ہے

[illegible]

تاریخ کے لیے جو آپ میں ایک نئی جہت پر مبنی ہے۔

لَا يَحْصِي لَدَيْهِ رَحْمَةً فِي شَيْءٍ - وَلَقَدْ يَدْرُسُ الْعَالَمَ الْأَمَلُ الْأَقْبَرُ

میں نے اس کے کہہ رکھنے کے بعد اپنے دل میں یہ سوچا کہ میں اس کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔

میں نے اس کے لئے ایک نیا ہیرو بنا دیا۔

یہی رہنما ہیں جو ان کے لئے رہنما ہیں۔ یہی رہنما ہیں جو ان کے لئے رہنما ہیں۔

فہم پدیں ۔ سے کج و بد و جہ و غی و کبر کا ارتقا ہے یہاں اب اس

منظروا نے پڑھ کر کہیں سے کہا ہے یہی وہی بدعت کا نام ہے

[illegible]

۱۰۰ مریخ کی سطح پر ہوا کی گہرائی ۱۰۰ میٹر ہے۔

طرح نموده و با عطف الشان به کمیسیون استانی، در تاریخ ۱۳۸۵/۰۲/۰۴

پیر سے ۷ تا ۸ بجے رات کے بعد

یہاں پر ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔

کہ ہجرت کے سبب ہم نے اپنے ملک پر غور کیا ہے۔

پہلے لکھو

۱۰۰/۱۰۰ = ۱۰۰٪

۷۔

کہا کہ عہد اللہ میں مسعودی حدیث پر بھی صاحب نے ثبات نہیں دیا۔
 عربی و فارسی کے محدثوں کی مام و مصید کا یہ تھا کہ کچھ ثبات نہیں دیا۔
 حدیث کے ثبوت میں مام و مصید نے ہاتھ کام نہیں کیا۔ ہر حدیث میں مسعودی نے
 سے نہ کام لیا۔ صاحب نے بھی نہیں کیا۔ ہر حدیث میں حدیث ثابت
 کر کے نہ دیا۔ صاحب نے مام و مصید کی سبقت میں نہ کیا۔
 راجحہ ثبات نہیں دیا۔ اصل میں حدیث میں مام و مصید ثبات نہیں
 دیا۔ ثابت نہیں ہے۔ ہر حدیث میں مام و مصید ثبات نہیں دیا۔

صاحب نے مام و مصید کے یہ پوچھنا کہ کون سا حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 مام و مصید نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے ایک محدث نے کہا کہ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

دوسری طرف مام و مصید بھی ثابت نہیں کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 مام و مصید نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 مام و مصید نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔
 عراق کے محدث نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔ صاحب نے حدیث میں ثابت کیا ہے۔

غیسریں سب چہاں کے بغیر بھی ہو جائے گی۔ غیسر تحریر میں صرف ایک بار ہوتی ہے رکوع سجدے کی غیسریں با۔ بار ہوتی ہیں۔ غیسر تحریر سے اصل میں شروع ہوتی ہے۔

رکوع سجدے کی غیسروں سے رکوع شروع ہوتا ہے لہذا کہ اصل نماز۔ غیسر تحریر۔ عماروں پر پاوی کا نام لکھنا چنا وغیرہ حرمان میں سے رکوع سجدے کی غیسروں کا یہ حال نہیں ان سے پہلے ہی یہ حرمت آچکی ہے تو رکوع کی غیسر سجدہ کی غیسریں صرح ہوئی۔ لہذا کہ غیسر تحریر کی طرح تو چاہیے کہ رکوع کی غیسر کا بھی وہی حال ہو جو قیدہ کی غیسر کا حال ہے یعنی ہاتھ نہ اٹھانا۔ لہذا حق یہ ہے کہ رکوع میں رفع پیرین ہرگز نہ کرے۔ (۱) صحاح شریفہ)

خلاصہ یہ ہے کہ رفع پیرین بوقت رکوع منور علی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حضرت صحابہ کرامہ علیہم السلام کے عمل کے خلاف ہے عقلاً شرعی سے بھی مخالف جن روایت میں رفع پیرین آیا ہے وہ قریب منسوخ ہیں۔ جیسے یہ حدیث نمبر ۱۸ میں صراحۃً مذکور ہے یا وہ سب مروج۔ فائزہ علی ہیں۔ ورنہ حدیث میں سخت تضاد واقع ہوگا۔ یہ بھی خیال رہے کہ ماہرین کون و المصنوع چاہیے بلکہ حرکت و جنبش مکروہ و درست کے خلاف ہے۔ کی ہے ہمارے میں با ضرورت پاؤں ہانا۔ انگلیوں کو جنبش دینا منوع ہے۔ رفع پیرین میں با ضرورت جنبش ہے تو ترک رفع پیرین حدیثیں سکون نما کے موافق۔ لہذا عقلاً کا بھی تقاضا ہے کہ رفع پیرین نہ کرے کی حدیث پر عمل ہو۔

حناف کی واضح فتح

واضح رہے کہ مفتی احمد یار حلی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ عقلی دلائل کا غیر مفید سے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ حاسوٹی میں مذہبی سادہ متقی دیکھی اور یہ حنافل کی واضح فتح ہے۔

جاء الحق سے اس باب کی دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات ہیں۔ مفتی صاحب فصل کے آغاز میں فرماتے

ہیں۔

غیر مقلدوں کے اعتراضوں کا جواب

غیر مقلد وہابیوں کی طرف سے یہ نکتہ مندرجہ پیرین۔ جو عترت حدیث ہم تک پہنچے ہم ہدایت منہ سے تمہیں واریع جوابات عرض کرتے ہیں۔ یہ تعالیٰ یوں فرمائے۔

غیر مقلدوں کا اعتراض نمبر ۱۔ رفع پیرین نہ کرنے کے متعلق جس قدر روایات پیش کی گئی وہ سب ضعیف ہیں و ضعیف حدیث قابل عمل نہیں ہوتی واپی بنا تھی۔

جواب جی ہاں صرف کہ یہ ضعیف ہیں کہ آپ کے خلاف ہیں مگر آپ کے حق میں ہوتیں تو کچھ نہ ہڑت موصوع بھی ہوگی آپ سے سر آنکھوں پر ہوتیں جناب آپ کی ضعیف ضعیف کی حد سے انگوٹھ حدیث و مشر ہانا یا سے واسطہ دینا کا یہ نہ تھوڑا۔ بہ ضعیف کے بہت جو بات سمجھیں ہاں میں عرض کر چکے واضح رہے کہ وہاں صاحب مفتی صاحب کی مدد و مہارت کا ہونی جو بہ نکل رہا۔

غیر مقلدوں کا اعتراض نمبر ۲۔ ابو داؤد کی روایت کا باب ۱۱ حدیث کے متعلق نو روایات ہیں۔ حدیث تھیں تھیں تھیں۔ یہ حدیث تھیں نہیں۔ معاصر جو کہ حدیث ضعیف ہے پھر آپ سے سے پیش کیوں کیا

جواب اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ کسی حدیث کے صحیح نہ ہونا اس کا مطلب نہیں کہ اس کا ضعیف ہونا صحیح و ضعیف کے درمیان جس بقدر۔ جس بچہ کا لہجہ بھی ہے جو اسے سخت کا ہونا۔ کہ ضعیف کا دعویٰ۔ ورنہ یہ کہ ۱۰۱۲ کا ہونا۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہر جگہ سمجھ رہا ہے صحیح۔ ہوسٹاں وجہ نہ جان کہ کونسا الہی ضعیف۔ رکیز ضعیف ہے۔ جہاں حکم معتبر نہیں۔ ام الود کے مقدمہ میں ہر بات آگہ تھی۔ وہاں میں۔ واضح رہے کہ مفتی صاحب کے اس جواب پر غیر مقلد کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

غیر مصلحتوں کا اعتراف منہ سے ۳ بار اور آپ کی خوش کردہ حدیث
نمبر ۲۵ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حدیث میں پڑھنا سیکھنا تو زیادہ ہیں جن کو اکثر
عمر میں بھول گئی یا بھول گئی تھیں انہوں نے پڑھنا سیکھنا نہیں کیا اور نہ ہی وہ اس
حدیث میں الفاظ موجود نہیں بلکہ جرح مسلسل حاضر ہے آپ یہ حدیث یقیناً ضعیف ہے
جو قابل عمل نہیں۔

جو سب اہل کے چند جو آپ ہیں ایک یہ کہ پڑھنا سیکھنا ہی زیادہ بار بار کی اس حدیث
میں ہے مگر امام صاحب ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں کمال یہ امتداد
اور اواد کو ضعیف ہو کر ملی مگر امام ابو حنیفہ کو صحیح ہو کر ملی تھی۔ اور دو کا ضعیف نام
بو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مقرر کیوں ہوگا۔

(۱۳) اس سے یہ کہ رفع یدین سے آگے کی حدیث بہت حدیثوں سے مراد ہے
سب میں بڑی بات ہی زیادہ ہو چکی ہے۔ مگر یہ سب ضعیف ہے تو باقی باتیں یوں
ضعیف ہو گئی۔

(۱۴) قیصر سے یہ کہ امام ترمذی نے رفع یدین نہ کرنے کی حدیث کو حسن قرار دیا اور
اہل بیت صحابہ کا اس پر عمل نہ کیا۔ آپ کی نظر ابو داؤد کے ضعیف کہنے پر پڑ گئی مگر امام
ترمذی سے حسن مراد ہے نہ کہ اسی حدیث سے حسن۔

یہ کیوں چوتھے (۱۵) یہ کہ اگر اس حدیث کی ساری ابتدا میں بھی ضعیف ہو۔ تب
بھی سب ضعیف سنا دیں مل کر قوی ہو جائیں گی۔ جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے
ہیں۔

۱۵) چوتھے یہ کہ امام ترمذی نے رفع یدین سے آگے کی حدیث کو حسن قرار دیا اور
اہل بیت صحابہ کا اس پر عمل نہ کیا۔ آپ کی نظر ابو داؤد کے ضعیف کہنے پر پڑ گئی مگر امام
ترمذی سے حسن مراد ہے نہ کہ اسی حدیث سے حسن۔

جہاں ہر ملک کے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہ وہاں تو کسی شہر میں نہیں۔ یہ شہر
ہر ملک میں ایک ہوں گے سرکار فرماتے ہیں۔

مَدَارُ الْمَوْتِ حَسْبُ قَلْبِهِ عِنْدَ اللَّهِ حَسْبُ عَمَلِهِ
وہ اللہ کے راہب بھی جہاں ہے اور فرماتے ہیں علی اللہ علیہ السلام۔ اہل عس و نسود
الاعظم فانہ من شدہ شدہ ہی لہو۔ اور ہر موت سے بڑے گروہوں پر وہی کر
جو بڑی جماعت سے الگ رہے وہ دوزخ میں الگ ہو جائیں گے۔ جہاں رہے۔ شائق مالک
علی بن حنفی صاحب ایک گروہ ہے کہ عقائد سب کے یک ہیں سب مقتد ہیں غیر مقلد کسی
ہر جماعت مسلمانوں سے عقائد میں بھی علیحدہ سے مثال میں بھی جدا گانہ سنیوں
کی کوئی حدیث ضعیف ہو سکتی ہی نہیں۔ امت کے عمل سے قوی ہے دیکھو مقدمہ۔ چہ
اخلاق کی اس عمر سے کا بھی وہاں صاحب نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔

غیر مصلحتوں کا اعتراف منہ سے ۳ بار اور آپ کی خوش کردہ حدیث
نمبر ۲۵ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حدیث میں پڑھنا سیکھنا تو زیادہ ہیں جن کو اکثر
عمر میں بھول گئی یا بھول گئی تھیں انہوں نے پڑھنا سیکھنا نہیں کیا اور نہ ہی وہ اس
حدیث میں الفاظ موجود نہیں بلکہ جرح مسلسل حاضر ہے آپ یہ حدیث یقیناً ضعیف ہے
جو قابل عمل نہیں۔

جو سب اہل کے چند جو آپ ہیں ایک یہ کہ پڑھنا سیکھنا ہی زیادہ بار بار کی اس حدیث
میں ہے مگر امام صاحب ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں کمال یہ امتداد
اور اواد کو ضعیف ہو کر ملی مگر امام ابو حنیفہ کو صحیح ہو کر ملی تھی۔ اور دو کا ضعیف نام
بو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مقرر کیوں ہوگا۔

ہو مرا عدت

۱) ہر ملک کے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہ وہاں تو کسی شہر میں نہیں۔ یہ شہر
ہر ملک میں ایک ہوں گے سرکار فرماتے ہیں۔

[illegible]

ہم میں رہی ہے ان کی روشنیوں سے ہمیں اس احسن جہان میں صدقہ و
 ایسے ہیں (قریب)۔ مہربانی معرۂ سلسلہ انوار میں نکلتے ہیں۔ انا بصیرتہ ہند
 بحسبہ نہیں جھوٹے نور سے بے خبری میں نہیں رہے ہیں۔ انا بصیرتہ ہند
 غیب و کدہ کفایت احمد بن حنبل و حنفی فی صحیحہ

مکہ، اسی مصعبؓ کے ساتھ تھا۔ حضرت جعفرؓ کی تعظیم مرد ہے کیونکہ انہیں بھی
اس معنی کے نام دیات ہیں۔ لہذا یہ ہے کہ اس طرح امام احمد بن حنبلؒ نے ابو عامرؒ
اسم سے یہ کہنا نہیں چاہا۔

غیر متدوں کی مذہب پرستی

چوب : نا غیر مقلد صاحب سے روکاری و یا ت سے تہد رب التہد رب ال
 سے : لا اقتراں غیر صا سے ہے : و : مطلب و معیدہ قوالاں اٹھن ہے : لا : محمد شہر
 سے : اق : لا مضر مد رب تھے چو : یا تہد رب التہد رب ال : جس سے اول
 صاحب سے : لا : ہے کہ : سمعہ یحییٰ بن سعید یقول : کان سعید یقصہ
 لاخبر فیہ : شہ : یحییٰ بن سعید و تہہ : کہ حضرت سعید بن عبد الحمید اوس سے
 کہ کی : لا : ہے : سعید قر : دیتے تھے : کہ چکہ یہ بھی ہے : کہ سعید یحییٰ بن
 سعید یقصہ : حضرت یحییٰ بن سعید اس و سعید قر : دیتے تھے : کہ چکہ یہ مد : لا
 حم : تے ہیں : فُت و کُن الہی حبان : قصہ : میں بہت ہوں : لا : حال : لا
 مر : لا : وقات عبد الحمید شاطیہا : ح : تھے : اوپر : لا : میں : لا : صاحب : لا

[illegible]

چونکہ سب کو ان امور سے روکا جاتا ہے کہ ان کے لئے کوئی عیب نہ ہو۔
 سب کے لئے یہ عیب نہ ہو کہ ان کے لئے کوئی عیب نہ ہو۔
 مختلف ہے کہ ان کے لئے کوئی عیب نہ ہو۔
 مگر ان کے لئے کوئی عیب نہ ہو۔

تایید احمد حمید و متابع توتب و مید ۱۰ جب کہ ان سے پہلے وہ محمد بن عمرو
کی ازوجہ و عہدہ سے ملاقات جاریت ہو اور سیدہ شمس بھوپل ان سے راجہ متابع
متابع سے شصت کا تذکرہ کرتا ہے کہ وہ کسی کی خبر ملی تھی۔

تجربہ قدمہ کا نتیجہ عمدہ اقصیٰ

[illegible]

[illegible]

یعنی امام مالک و امام شافعی کا قول ہے کہ عیب سے رنج کرنا چاہیگی
مگر یہ بھی وہ امام سے عیب پر یہیں تشہید سے کہہ دو جہاں کہ امام
نودی سے بہا رہی قول ہے کہ عیب پر یہیں تشہید سے کہہ دو جہاں کہ امام
پر مسمیٰ مدعیہ اعلم سے ہے۔

یہی بات ہو، جی صدیقؑ کا جس طرح ہم نے لکھی ہے، سہراؑ اوجھتا ہے۔

محدث عظیم رومی کا فتویٰ ہے۔ رافان، اندریہ، فرائی، ہار، ہائیڈ، اسٹار، ان، داناں،
بھی کی قبر، دست کو انیس ہیں۔ وہ کی بھی قلع سے دست، ہاتھ کو لیکہ، پٹی کی
کتا ہے، ہاتھ لائے، کتا ہے، پاں کوں طبع نہیں ہے، ہاتھ ہاں۔

120

وہاں جی کی مدد و ناریہ اور وہ عورت کا "پہ" جو پاپ سے تھکا
فقیر وہاں جی سے بہت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مطلوبی صالحین کے عزائم کی زیارت و
کے یہ بھروسہ یہاں ثواب قاتحوں و صدقات و خیرات سے یہاں کی میں لکھ
تکرم و شرف و مے کی کا نام لیر پڑتی نہیں ان کا مسک بے پروا ہو گیا وہ ہر
مے علی دوست سے شریف نصیب کی ہیں وہاں جی سے پاس چشم حق تھا، تو
کا مطالعہ سے یہ وہاں جی کی عہدہ کا "پہ" سے جی بے غلط و

تعمیر و تقدیم اخص اعتراف سے جاں نثیں چھوڑ سکتے

۱۱۱) اگر عیدِ عیدِ ہمارے ساتھ ان لوگوں کو بھی بلا جائے کہ ان کی تہنیتیں

[illegible]

۱۶۱۔ فتح یدیں غلبہ، فتحیہ اللہ، پھر تمنا و محنت سے ساتھ رہیں یہ ہیں۔
 جہاد کا یہاں سے ہے جتنی محنت ہو جائے وقت و جہادوں کے درمیان اور جہاد
 سے مراد اٹھانے وقت۔ اس سے موصوف غیر مقلد صاحب کے کل حربہ دین ہیں فطرت
 رؤایہ لا خفہ من حیثیت و انہی ہیں خجہ۔ کثرت مکہ و رفع و وضع و اس
 مسجد میں وہی رو یہ نصحاوی من حدیث ہل عمر کاب پر رفع یہاں فی کل
 شخص و رفع و کوغ و مسجد و فیہاد و جہاد و ہیں بمسجد حبیب۔

تم کی جاپہ لڑکی کے لیے ۲۰۰ روپے، از قلم محمد رفیع

براہ راست حمد حضرت میں تحریر مضمون ہندوؤں عند کی حدیث میں ہے کہ سب بھی آپؐ تکبیر کہتے اور سر اٹھاتے و سر بوجھتے اور دو گونہ سجود کرتے درمیان رفع چوبین کرتے۔ اور پھر ایسے طحاوی حضرت اس علم مضمون ہندوؤں عند کی حدیث میں ہے کہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص رشتہ در رشتہ تک و رقیہ و قفو دو گونہ سجود کرتے۔ میاں فتح پور کہتے۔ مامر مانی غیر غرض حسب حضرت سی علم مضمون ہندوؤں عند کی حدیث کی حدیث کی حدیث کی حدیث کرتے ہیں

وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَشَجَّوَدَ رُكُوعًا بَيْنَ يَدَيْهِ بِسَبِّهِ صَحِيحٌ" (دارالافتاء، ج ۱ ص ۲۸۵)۔
اس کی سند صحیح ہے اور حدیث کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث اس کے
بے نادر ہے جس نے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ
کے وقت رفع یدین سے کئے اس کی شبہ نے صحیح سند کے ساتھ اسے
روایت کیا ہے۔

۱۔ اب حدیث کی روشنی میں ہر رکعت میں چار بار رفع یدین ہوتا ہے۔ جب کہ
پھر قنوت اور بی صلابت ہر رکعت میں روع جاتے اور روع سے ہر چھوٹے وقت صرف
۲۰ بار رفع یدین ہوتے ہیں اور رکعت میں چار بار رفع یدین کہہ کرتے ہیں پھر
اپنے کو کھڑی حدیث میں حدیث کہتے ہیں یہ حال ہے ان غیر مقلدوں کے کہ یہ کہتے ہیں۔
اباں اپنے جوں میں خود پھنس گئی

ثانیاً وہ صاحب ہے اپنے دعویٰ کہ ہم غیر مقلد تیسری رکعت و چوتھی رکعت
رفع یدین کرتے ہیں شاذی صاحب کی نہیں اور طحاوی اور لوہب صدیق جس حال کی مسند
الکرام اور اسرح ۲۰۶ ج ۱ سے ہیں دن ہے مگر ان سے اس کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کہ
ہم شافعی کے نزدیک تیسری رکعت کو اٹھتے وقت رفع یدین مستحب ہے یا نہیں یہ تو نہیں
کہا کہ ہم غیر مقلدوں کے نزدیک مستحب یا ملت ہے اور صدیق جس حال صاحب کی
مہارت تو غیر مقلد کے دعویٰ سے ملے دیکھیں وہ مصر ہے چنانچہ وہ مسلک الکرام کے
ص ۳۸ پر لکھتے ہیں: "انچھ بھگت رمیدہ ست رو شافعیہ رفع یدین ست رو کفار
وہ وقت رکوع و سرور اشک و قمر۔" عت سوم، در غیر یہ چھار موضع ثبوت
نہیں ۱۰ ج ۱ در ترجمہ فقہ برداشیں و فقہ در فقہ احرار مختلفہ پر ست رو شافعیہ
حدیث و آ ۱۰ ہر دو چار حدیثیں دروے یہ ست کہ ہر ۱۰ ہر ست کہ ہے آں
کا ہے یہ ست کہ آپ دیدہ و ریت کردہ یا در ایتہ او بودہ ست و در آخر منسوخ

گشت و نہ علقے سے صحیحاً مثل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ عام بود لہ شریع اسلام و
حکام آن متفقہ بود بہ احوال رسول خدا و عام مکتسرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و مطر و حضر
و ارا مکتبہ و طہر امان ست و ارا میرا ہو متین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدم رفع رویت کنند
و اگر لفظ ہر دو بود رواج بود ہا کہہ دے کہ اگرچہ سکون است کہ مناسب بحال مقلد کہ
خضوع و خشوع مثبت و کلام دریں مقام واسع است و در انکہ کہ شافعیہ کے نزدیک صحت
کو پہنچے ہے شروع کی تکبیر و روع کے قیام کے وقت در ۱۰ چھوٹوں کے حدود ان
کے نزدیک ہے۔ صحت کو نہیں پہنچا تھا۔ ترجمہ میں کہ کہ تکبیر تحریر کے سو ہائی
تکبیر ۱۰ میں ہاتھ اٹھانے میں ہارے اور شروع کے درمیان اختلاف ہے بہر حال
حدیث و آثار دونوں طرف آئے ہیں اور قدر تحقیق اس میں یہ ہے کہ یا تو شروع و ترک
دونوں ہوتے ہیں کبھی وہ کبھی نہ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں سے جو کسی سے دیکھ
روایت کر دیا یا رفع یدین بتدو اسلام میں ہو پھر منسوخ ہو گیا جیسا کہ اکابر صحابہ مثل
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیا ہے۔

حالانکہ وہ شریعت کے طریقوں اور احکام جاننے والے ہر عالم تھے اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حوالے سے موافق تھے و ہر مقلد میں حضور کے ساتھ رہتے
تھے لہذا اس میں طواریحی اختلاف ہے۔ یعنی نسخ کا اور میرا ہو متین علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے بھی ترک رفع یدین مردی ہے و اگر فرما دوں و ثابت رہیں تو بھی
(ترک) مانع ہے کیونکہ وہ سکون کی جگہ سے ہے جو کہ نماز کے حالہ کے لائق ہے کہ
یہ کہ تمہارے میں خشوع و خضوع چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ لوہ صدیق جس صاحب
کے ایک عقل و فہم دونوں اعتبار سے ترک رفع یدین مانع ہے۔ مطلقاً محمد یا محمد صلی
رحمۃ اللہ علیہ کی بدکردہ مہارت پر پھر مقلد کا نمک اور حترض لکھتے ہیں ہم نے اوپر
حدیث سے الفاظ درج کر دیے ہیں قارئین و رقی امت کو انہیں ایک بار پھر مدخلہ کر
لیں کہ ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث سننے کے پہلے مذکورہ الفاظ کہے یا بعد
میں امروا نہ یہ ہے کہ یہوں سے یہ بات پہلے کہی گئی تھی جب ابوحیدہ ساعدی سے ہی

[illegible]

دہلید سہاگدی و جیسی لکھنؤ کے کی میرتب علیہ کہ کو جیسی کی قسطہ کرے۔ مطلق المذنبین ہلادمہ۔ بکن حجمر
لئے میں انونید انا عربی سے شہر حدہ۔

[illegible][illegible]

شاید دماغی طور پر مجھائے شور کے مصدر اسی ہیں جو مفسدہ و بانیوں دنیا کی سے کی ۔
 مسماحتی ہے میں تمام اسرار و ایہ اس کی توحید و سرور و سواہیر چاہے میں پوچھ
 ان کا طرہ یہ بس دشمنی سے و حاکم و سرور اچھا ہے سب گناہوں سے اس
 بعد اس سے غلط سے ہر کچھ سے گناہوں سے ایہ اس کا صفہ شریف و عظیم صاحب
 حرفہ ہے یہ جاننا کہ یہ دیوانی مسلمان کے دل میں جاوے گی و شریفی میں
 اسرار و اسرار رکھتا ہے اس سے و احسن و چاہا ہے نصیران اعلیٰ انوار

حال بھی رحمۃ اللہ علیہ تو وہ بزرگ ہیں جس کی تصدیق شریعت و نبی کی جگہ ہے رنی
کا شانہ تلب سوجو نکلیں بلکہ جیہ ۱۱۱۱ کی محبت و عقیدت کا درس ملتا ہے جس جگہ بھی
مفتی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ابو حمید ماعدن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سورۃ اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیادہ صحبت میسر نکلی ہوئی کہ نہ یہ مراد نہیں کہ صحبت میسر ہوئی کیونکہ
زبان اور مدت کی تقسیم پانچ درجوں پر ہوتی ہے۔

۱۔ یادداشت ہائے

۲۔ بہت زیادہ

۳۔ متوسط

۴۔ کم

۵۔ بہت کم

سب کچھ وہابی صاحب کی عقل و شہادت میں یہ آیا کہ دادہ کے بعد ام کا درجہ ہے
حالانکہ دادہ کے بعد متاثر شدہ کا درجہ ہے پھر کمال کی طرح کفایت کے درجے ہیں
اللہ کی کرامت کہا جائے کہ ملاں صاحب میں یہ دادہ حاصل تھا جس سے یہ کام سب
سے بے علم کہا جا رہا ہے۔ یہ کسی صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روئے مدت بھی
صمیمیت کا صاحب سعادۃ سے بڑی سعادت و درجہ کے بعد سب سرچوں سے مر
مرتبہ ہے۔

روحانی سی۔ ن غشی تو وہابی سے طہر ہوئی اس نے اپنے پاس سے ابو حمید
ساحدی صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیر عالم اور غیر فقیہ کہا اور حسب مطلق صاحب کی طرف کر
دیا حالانکہ ال کی عبارت اوپر لکھی جا چکی ہے اس میں حضرت ابو حمید صلی اللہ عنہ کو غیر
عام اور غیر فقیہ نہایت موجد نہیں ہے۔

خلاصہً وہابی صاحب نے جس بات سے اپنے مذہب و تقاریر کے کی کوشش
کی وہ یہ ہے کہ وہ صاحب نے ابو حمید ساحدی کو کہا کہ تو نے سچ کہا ہے یا نہ ہے۔
طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کی ہے کہ ابو عاصم ان اللہ لا یؤکل لہو جمیعاً

صدقہ بیان سے میں معمر میں اور کی روایت سے اس کے ساتھ عبد شہید بن جعفر
سے یہ الفاظ روایت ہیں کیے۔ انہوں نے اس ۱۵۹

سرسنہ غیر معمر کی روایت میں متعدد دلائل موجود ہیں جن کا ذکر
مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عام طحاوی کے حوالہ سے کیا ہے کہ اس میں عبد الحمید بن
جعفر راوی حجت مجروح ہے اور اس کا ایک راوی محمد بن عمرو بن عطاء ہنس ہے اس نے
ابو حمید ساحدی سے ملاقات انہیں کی مگر کہا ہے میں نے ان سے حدیث کو سنا ہے اور
ابو عاصم ان اللہ لا یؤکل لہو جمیعاً حدیث میں بیان کرنے میں معمر ہے جب کہ
دوسری طرف کہ معمر بن یزید بن حنیبل القدر فقیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ
مہارک کو خوب چاہنے والے صحابی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جسے عام
ترمذی نے اس اور اس حوالہ سے صحیح کہا اس میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
لوگوں سے فرمایا یہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لہو پڑھ کر نہ دیکھوں سب
نے کہا ہاں پھر آپ سے غبار پڑھا کی وہ تکبیر ہوئی کے بعد کسی جگہ رفع پڑے۔ یا۔ بن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد دیکھنے والے سب صحابی درناقی ہوں گے۔ مگر سب
سے آپ کی مراد سے طریقہ کی صحت کو تسلیم کیا کسی نے اعتراض و نکار کیا تو یہ ملامت
یہ ہیں کی روحانی نسخ رفع کی ہیں بل ہے۔ حیرت منگنا ایک اور اعتراض تھکتے ہیں
آپ سے ابو حمید ساحدی رضی اللہ عنہ کی روایت سے تکبیر تحریر میں رضی اللہ عنہ پر
استدلال کیا ہے وہی طرح اکابر اختلاف بھی بھی متبادل کہتے ہیں اور اختلاف کا
مؤلف سچ کہ تکبیر تحریر کے وقت ہی صلی اللہ علیہ وسلم ساری زندگی کی رفع امیہ میں
کرتے رہے۔ چند معمروں کے بعد لکھتے ہیں مفتی بنی جب ابو حمید ساحدی رضی اللہ عنہ کی
حدیث اس وجہ سے تکبیر تحریر کی جھٹکی پر دلالت کرتی ہے کہ اس میں اس کا ذکر ہے تو
اسی دلیل سے ہم کہتے ہیں چونکہ عنہما کو کوع و حدیث دفع الواسع من لہو کو کوع کے
مع بدین کا بھی اسی میں ذکر ہے لہذا الہاموا شیخ کی رفع میں نہ کی جھٹکی ثابت
ہوئی۔ (امام ہادی رضی اللہ عنہ ۱۵۹)

أُبْعِزَ فِي بَيْنِهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَغُلَيْبُ بْنُ أَبِي طَلَيْبٍ وَغُلَيْبُ بْنُ
خَصْرٍ وَبُخَيْرِيُّ بْنُ مُعَبِّدٍ وَاحْمَدُ بْنُ حُسَيْنٍ وَاسْحَقُ بْنُ زَاهِرٍ
هُوَ لَا يُدْعَى بِعَنْهُمْ بَيْنَ أَهْلِ رِوَايَتِهِمْ لَقَدْ يَثْبُتُ عِنْدَ حَيْثُ مِنْهُمْ عَنْهُمْ
فِي تَرْوِيهِ رَفَعِ الْأَيْدِي عَنِ لُبِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ حَيْثُ
تَنْ صُحَابِهِ لُبِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَهُ -

(جزع المحدثين من مخرجهم)

”جن اہل علم کو ہم نے پایا چار اور حراقی سے ان میں عبد اللہ بن زبیر علی
عبد اللہ بن ابی طلحہ بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن حنبل بن اسحاق بن راہویہ
یہ تمام ہے“ کے اہل علم ہیں ان میں سے کسی کے نزدیک رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے کسی نے یہ نہیں کیا ہے اور نہ کسی صحابی رسول صلی

اللہ علیہ وسلم سے (انتہی)۔

کچھ سب وہاں ہی سے خوف خدا سے یہ یاد ہو کر امام بخاری کی جرح
ایدریس کی عبارت میں یہ تحریر ہے ”ویر یحییٰ کہ یروا لا یحییٰ جہاڑ گئے جرح
یہاں اصل عبارت ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ
یَحْيَى بْنُ مُعَبِّدٍ وَاحْمَدُ بْنُ حُسَيْنٍ وَاسْحَقُ بْنُ زَاهِرٍ وَغُلَيْبُ بْنُ أَبِي طَلَيْبٍ
مَنْ رَوَى عَنْهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَهُ وَلَا عَنْ حَيْثُ مِنْهُمْ عَنْهُمْ فِي تَرْوِيهِ رَفَعِ الْأَيْدِي عَنِ لُبِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ حَيْثُ
رَفَعِ يَدَهُ - اب سے اور خود ہی صاحب بی بیٹیں کہہ عادت پر کسی کی سے عور سے
رہیں۔ اور غیر مقدمہ دہائی کی تحریف و بہر پھر یہ عبارت کا اندازہ کریں اور سوچیں
کہ یہ لوگوں کی بات پر ہٹا دیا جا سکتا ہے۔ وہاں صاحب اعتراض کرتے ہوئے
مزید لکھتے ہیں۔ ”وہاں صاحب کا یہاں ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ
کیے ہیں جو محض ضعف ہی نہیں بلکہ موضوع ہیں جب کہ یہ حدیث ابو حنیفہ ساجد کی
وہاں جلیل القدر صحابہ سے تصدیق کی ہے جس سے وہ صحیح ہے کہ الہی جلیل القدر صحابہ کا
عمل بھی رفع الیدین نہ تھا۔ تب ہی تو ہوں سے تصدیق نہ ہے البتہ عام صحابہ کا عمل

رفع الیدین پر ہوا کہ ترک کیا گیا۔ یہاں سے ابھی ۳۵۲

احزاب قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ عنی حدیث جس پر قرین ثانی کا پورا
روایت در شور کیا ہے کہ اس کی اس سبب۔ اسے تو ثقیل و قہر لای کی ہے اس نے
بعض ثقیل کی سے ضعف نہ ہو یہاں لایا

تایا غیہ مقدمہ صاحب کا یہ کہنا کہ ”ثقیل صاحب سے قس چا کر پیش ہے ہیں
جو۔ سب ضعف اس نہیں بلکہ موصوفات ہیں۔ یہ حاکم صلیاتی ہے اس سے ضعف ثقیل
الہی کی ہے یہاں اس سے یہ ہیں مزید نہ ہو۔ حاکم صلیاتی ہے یہ ہے۔

ترک شد یہاں پر کہ ”اس حدیث کو اس حرم وغیرہ حفاظ سے صحیح
کہا

وهذا الحديث يعضي حديث ابن مسعود صححه بن حزم
وغیره من الحفاظ وهو حديث صحيح وما قالوا في تعبيه
ليس بعلة الدلالة

دوسری حدیث بھی ابن مسعود کی حدیث سے ہے حرم اور اس کے علاوہ حفاظ نے
صحیح کہا ہے اور وہ صحیح حدیث ہے اور جہوں سے اس میں علت بتائی وہ کوئی علت نہیں۔
دوم۔ لای ثانی کے حرم کے ہاتھ اب صدیق حسن حال بھوپاں صاحب لکھتے
ہیں

در جامع الاصول حدیث ابن مسعود اور ابی ذر و سہیل و حدیث برہ بن عازب
وہاں وہاں ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ
رنا ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ
حدیث صحیح است کتاب در کہ مراد عدم صحت میں طریق حاصل ہوا۔ صرف غلط در صحت
صل حدیث، اہتمام، را کہ اثبات جس حدیث پر وہما فتح آچہ رفقہ گفت است
حدیث حسن یشکاف فتح ہے است۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام ج ۱ ص ۳۸۴ و
جامع الاصول میں ابو ذر و سہیل سے حدیث ہے ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ ”ویر یحییٰ“ کے ساتھ

کی حدیث ابو ذر سے ہے کہ ہمارے بنی عاصم سے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہ جب ہمارے شروع فرماتے دلوں ہاتھ کندھوں تک ٹھاتے پھر چہرے لہڑ میں نہ ٹھاتے یہاں تک کہ فارغ ہو جائے اور ایک روایت میں یہود کی جگہ نسیم یسوعیہما اور وہ جو کہ ہمارے کہہ کہ یہ حدیث صحیح نہیں تھا اس سے کہ عدم سخت سے مراد کوئی خاص طریقہ ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حدیث کو حسن ثابت کرنا مقصود ہوا اس سے ما لاق ہو کہ یہی ہے مراد اور حدیث حسن و خلاف حجت ہے۔

موسم تا جگر عداوتہ بیوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر بوطحاوی ورنہ بی پیر سے صحیح مد سے نقل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹکڑاوی کی ہر بی شد اور پہلی سے ورنہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹکڑاوی میں پیر اور پہلی کی معرفت سے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ہمارے ترک رائج ہیں۔ اسی کے اس باب کے آخر میں ہے وکف البخلقاء الاربعۃ احسنی اللہ علیہم لعلہ ینکث عنہم رفع الایدنی فی غیر تکبیرۃ الاخراج ورنہ ہر حال چاروں خلفاء ورنہ یہ سے غیر تحریر نے ہمارے ہاتھ ٹھانا ثابت نہیں ہو۔ غیر مقلد صاحب ایک مضرب حاصل اور مقرر کی روایت کو سے شروع ہوا تھا کہ جمید مقلد کی اس حدیث صحیح ہے تقدیر کی یہ بات ہے چاروں خلفاء ورنہ یہ کے پیچھے کتنے سچا ہی ہے تھے کیونکہ یہ حضرت صاحب سے نام تھے کیا کسی نے اس سے خلاف یا اس کا نام تقدیر نہیں تو اس کی ہے یہ حدیث شدین صوال اللہ علیہ السلام کے یہی ہے کہ اس سے صحیح ن دلیل ہے غیر مقلد کی کتب حدیث میں صحیح ہیں کے روایتوں کے پاس جانے کی بات کرتے ہیں اس سے پوچھا جائے کیا مسطور روایت کتب حدیث میں نہیں ہیں جہاں تک اس کا یہ با عدم نسخ کی گیل میں ہو سکتا۔

اعتراض نمبر ۱ بخاری و مسلم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیه عند منکبہ

و الفتح انشودة ورنہ تکبیر لیسوع ورنہ وقع اسلم من الزکوة
فعلہم تکبیر وکان سمع اللہ من حملہ ربنا تک الحمد ورنہ
لا یعمل ذلک فی استخود۔

ابن کثیر سون محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ شریف کا دھوئے تک ٹھاتے تھے جب ہمارے شروع فرماتے اور جب رکوع کے سبب سر ہلاتے تھے اور فرماتے روئے سے سر ٹھاتے تھے۔ تک بھی پسے ہی ہاتھ تھے سے تھے اور فرماتے سمع اللہ من حملہ ربنا تک الحمد، بعد میں اربع یدین سے فرماتے تھے

یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے۔ بیات صحیح، سادہ سے جس سے صحیح یدین شروع کے وقت بھی ثابت ہے۔ ورنہ رکوع بھی۔

جواب اس سے چند بات ہیں۔ ایک یہ کہ اس حدیث میں یہ ذکر ہے خصوصاً صلی اللہ علیہ وسلم ورنہ میں رفع یدین کرتے تھے مگر یہ ذکر نہیں کہ آخر وقت تک حضور کا یہ فعل شریف ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ انکی رفع یدین عام میں پہلے تھا بعد کو مسطور ہو گیا۔ اس حدیث میں اس مسطور فعل شریف کا ہے اس مسطور کا نام پہلی فصل میں بیان ہے۔

دوسرے یہ کہ مسطور سے رفع یدین چودھویں باب میں ہے کہ اس کی نظر میں رفع یدین مسطور ہے۔ چنانچہ در قلمی میں علی سر یہ تا عبد اللہ من مسطور سے روایت ہے۔

نسخ رفع یدین کا اثبات ثبوت

قال صلی اللہ علیہ وسلم وسمیع الی تکبیر ورنہ
عمر فسمیع یرفع الیدین الاعدۃ تکبیرۃ الارسی فی الفتح
بضم ورنہ۔

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت

لفظ تعین کے ہیں جسے بخاری نے صحیح میں روایت کیا عبد اللہ بن مسلمہ سے تعینی اور سے
عبد اللہ بن وہب نے مالک سے روایت کیا اور اس میں مرسل آیا کہ جب تکبیر فرمائی رکوع
کے لیے۔ عبد اللہ بن مائع اس سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ جب
اس سے شروع کی تو ہاتھ اٹھائے اور جب رکوع یا اور جب رکوع سے سر ٹھنڈا کر
دھر رکھتوں گے بعد تیسری کو کھڑے ہوئے اور سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرتفع بیان
کیا، امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عباس عبد لاعسی سے روایت
کیا۔ دیگر روایات میں اضطراب واضح ہے عبد اللہ تعینی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کرتے ہیں تو اس میں رکوع کو جاتے وقت رفع یہ ہیں کا ذکر نہیں کرتے اور
عبد اللہ بن وہب نے بھی روایت امام مالک سے کی تو اس میں جب رکوع کے لیے
تکبیر فرمانے کے لفظ قیام و کمر و سجدے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا طریقہ نماز یہ
ذکور ہو کہ آپ نے درختوں سے بعد پیریں کرتے ہوئے رفع پڑیں کیا اور سے
رسول اللہ کا طریقہ بتایا اب غیر متقلد بیت بتائیں کہ کس پر عمل کریں گے اور کسے
چھوڑیں گے جسے بھی چھوڑیں وہ بدعت ہے۔ ہونے مارگ حدیث ہوئے۔

اختصر پ کی داسری مثال

جامع ترمذی ج ۱ ص ۵۹ باب رفع اليد عن كوع میں ہے۔
 "سَمِعْتُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَوَيْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَتَحَ الصُّلْطَانُ يَرْفَعُ بِيَدِهِ عَمَّا
 يُخَادِمُ مِنْكُمْ وَإِذَا رَجَعَ رَدَّ أَمْرَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا رَأَى
 أَمْرًا عَمْرًا فِي حَيْثُ يَنْهَى وَكَانَ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ اسْتِجَابَتَيْنِ"

”اے نبی! تم اپنے چاہنے والے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روکی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع فرمائی تو ہاتھوں کو قنڈھیاں حتیٰ کہ خاندانوں کے برابر کر دیا۔ اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر نہ کیا اور یمن بن عمر نے اپنی حدیث میں یہ زیادہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوعوں

سعدیوں کے درمیاں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اب اس میں مجاہدوں کے درمیاں جمع پیریں نہ کرنے کا اصول ثابت ہے۔

مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۰۲ پر ہے کہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
وسم سمعان یزق عند الکعبہ لیرکوع وغیرہ کعبہ میں پہنچتا ہے
رواہ الطبرانی فی الاوسط۔ نیز عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم رکوع کی ٹیکہ رکے وقت اور سجدہ کرتے ہوئے تعمیر میں رفع یدین فرماتے تھے۔
اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کو جاتے وقت رفع یدین بھی ثابت ہے اس کے
راوی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا چنانچہ سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا بھی آیا
ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۰۴ پر ہے عن ساجع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ
یزق یدیه رد وقع بالکعبہ من سجدة الأولى۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سجدہ اولیٰ
سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے

عہدِ دلت میں عمر ہی اوندھائی غنیمت کے شاعرِ دماغ و رطلاکس نامی بھی دوسروں کے درمیان جمع ہو کر تھے، مثلاً حنفیہ، عتیق اٹیوٹ، قاسم ریاض، پٹیا، عطا، وکیل، وٹا، میر قاسم، آریہ پھٹا، نبیلہ، شجاعت، نبیلہ، عتیق، وٹا، شریعہ، اص ۲۸۴

انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت مایع اور ہذا کے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز میں دیکھا دو مسجدوں کے درمیان ہاتھ اٹھاتے تھے۔ وہ انہوں کی ٹوٹ کر رہ حدیث کے ایک متن میں مسجدوں میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ہے اس کے باوجود اس عمر سے مکی حدوں میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شکر مایع و ہذا کا تابعی کا مسجدوں میں رفع یدین مذکور ہے مگر وہابی حضرات اس پر عمل نہیں کرتے بعض حدیثوں کو دیتے ہیں اور بعض کے منکر ہوتے ہیں۔

رفع یدرس کی حدیث میں اضطراب و اختلاف کب سے ہوا

سپ عرض کرتا جاؤں کہ متن حدیث میں مذکورہ اضطراب اختلاف محض بعد میں نہیں آیا بلکہ ابتداء میں راوی حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شمار میں

سام و نامع میں بن عمر سے روایت ہے میں ہی پیر کا نام ہے چنانچہ اس حقیقت کو
ناشیہ موطا، دھرم صوفیہ ۶۰، اس طرح بیان کیا ہے

لأن الحديث خرج في الحديث عن بن عمر عن عبد الله بن مسعود عن
عنه ذكر رفع عند تركوع ويقال له يختلف فيه عنى لرفع
بنل حصة من سنة ورافع عنى بن عمر حتى لا يحمى كمال
يغنى عنى من سهر القى فى تفحص كتب الحديث وروى
الطبرسى فى لاوسيد عن ابن عمر بن النبی صلی الله علیه
وسلم كبر برفع يديه عند التكبير تركوع وعند التكبيرة حين
يهدى ساجدة. قال ابن عباسى اسناد صحيح لا ينفك
لحديث بن عمر مع انه مخرج فى الصحيحين معتكوف بن
موجع برفع ولعن ذلك السوفى لا ينام ما كان ياتى به
فوقه مشهور وهو سرمدى فى التمهيد فى ما لا ينفك لا
عرف برفع يديه فى شىء من تكبير يحمى لا فى بعض ولا
فى دفع لا فى فتاح بشيرة فى السنن لاسم وكنى برفع يديه
عند ما يركع ضعيف الا فى تكبير لا حرم

"اسے شک حدیث جسے روایت کرنے والے میں یا ہوا کہ وہ اس
ہے اس میں رکوع کے وقت رفع پیر کا ۱۲ میں اس حدیث میں
متاف فقط ہر پر تین ہوا بلکہ سام و نامع نے ان عمر سے روایت پر
اعتقاد کیا ہے جبکہ کہ وہ اس پر پیشہ نہیں جو رتوں چاگا سب حدیث
سے تلاش تحقیق میں اور طبرانی نے اس میں اس عمر عنی اللہ تعالیٰ عمر
سے روایت کی کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی تکبیر کے
وقت اور سجدہ چمکتے ہوئے تکبیر کے وقت رفع پیر کرتے تھے۔ نہ م
پیشی نے کہا کہ سند اس کی صحیح ہے۔ نہ حق یہ ہے کہ حدیث بن عمر صحیح

(بخاری و مسلم) میں مروی ہونے کے باوجود مضطرب ہے رفع پیر کی
تکبیر میں شاید یہی راز ہے اس میں کہ امام مالک نے اس روایت کو
معمول نہ نہ پایا اس کے مشہور قوں کے مطابق اور وہی مراد ہے جو حدیث
کتب میں آیا کہ امام مالک نے فرمایا کہ میں نماز کی تکبیروں میں سے کسی
پیر میں رفع پیر نہیں جانتا۔ تھیں کی تکبیروں اور رات سے کی تکبیروں
میں مگر شروع نماز کی تکبیروں میں بن قاسم نے فرمایا کہ تکبیر تحریر کے عوا
امام مالک کے نزدیک رفع پیر میں ضعیف تھا۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ زیر بحث حدیث کے متن میں اضطراب و اختلاف بعد
کا نہیں بلکہ شروع میں ہی حضرت ابن عمر کے شاگردوں سالم و نامع سے واقع ہو بعد
ریں امام زہری کے شاگردوں میں مزید بڑھا اس اضطراب کی وجہ سے امام مالک رضی
اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے ردی ہونے کے باوجود
پیشہ رتوں کے مطابق سے معمول نہ نہیں ہاتے کیونکہ وہ تکبیر اولیٰ کے سوا رفع
پیر کو ضعیف جانتے ہیں

رفع پیر پر کوئی قولی حدیث نہیں آئی

خامیہ عمادنا پیر مسعود طریفہ خصوصاً صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فعلی دلائل طرح
ماری ہے مگر عمر کے ائمہ رفع پیر سے یاد ہے ایک روایت میں ثابت کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم سے فرمایا اور رفع پیر آبلکہ وہ حدیث شریف اس میں ما خاطر ایضاً مذکور
ہے رفع پیر کا ذکر نہیں آتا ملاحظہ ہو۔

"محمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی جحی بن سعید عن ابیہ عن
ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل المسجد
فدخل رجل فجلس ثم جاء فجلس فرأى رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فجلس ارجع فصل استلم فصل فرجع لرجل فجلس کم
کان یجلسی ثم جاء لى لى صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ارجع ففعل ذلك ثم فصل حتى
فصل في ذلك ثلاث مرات فقال الرجل ولدي بعثت بالحق ما
احسن غير هذا علمي قال اذ قلت في الصلوة فكبر ثم ارفع
ما بين يدي من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعا ثم ارفع
حتى تسجد قالوا ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى
تطمئن جانبا ثم افعل ذلك في صلاتك كلها۔

(مسلم شریف ص ۱۷۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کے تحقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک آدمی بھی مسجد میں داخل ہوا پس اس نے
نیز پڑھی پھر آگیا تو حضور کو سلام عرض کیا آپ نے سے سلام کا جواب دیا
پھر ارشاد فرمایا: ہوا پس جا کر نماز پڑھو میری نماز نہ ہوئی وہ وہاں ہوا تو نماز
دوبارہ پڑھی جیسے کہ اس نے پہلے پڑھی تھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوا تو سلام عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
جواب دیا پھر فرمایا: بوقت نماز کا اعلان کر بلاشبہ تو نے نماز نہ پڑھی یہاں
تک کہ گھٹنوں پر ایسا ہی فرمایا تو اس شخص نے عرض کیا کہ اس وقت کی قسم
جس سے آپ کو حق پر بھیجا جو اس سے اچھا طریقہ ہے مجھے تعلیم فرمائیں
لہذا جب تو نماز کے لیے کھڑے ہو تو گھٹنیں کے پھر جو تجھے قرآن میں
سے آماں ہو پڑھ لے پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان ہو جائے پھر سر
نماد یہاں تک کہ سیدھا کھڑو جائے پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان
ہو جائے پھر سجدہ سے اٹھ یہاں تک کہ اطمینان ہو جائے پھر سجدہ سے اٹھ
یہاں تک کہ چاند میں اطمینان ہو جائے۔ پھر اپنی طرف سے اپنی ہمارے نماز
میں۔

مذکورہ حدیث مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا طریقہ ارشاد

فرمایا مگر۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں شامل یہ فرمایا اگر یہ بھی مسنون ہوتا تو آپ صریح
ارشاد فرمادے۔ عرض کی حدیث میں نہیں آیا کہ آپ نے فرمایا ہو رفع یدین کرو۔
جواب اسی سے غیر مقدس کا اعتراض نہیں ہے بخاری شریف حضرت تابع سے
حدیث کی

ثم راس غمر اد دعس في الصلوة تكبر وركع بدينه واذ قال سمع
الله من حمده رقع بدينه واذ لم ينكر تكبيري رقع بدينه وركع
ذلك من غمر لي لشي صلي الله عليه وسلم۔

حضرت عبد اللہ بن عمر جب نماز میں داخل ہوتے تو عکس کہتے اور اپنے ہاتھ
بھاگے اور سمع اللہ لمن حمده کہتے جب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب دو
اعتنوں سے کھڑے ہوتے جب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس فعل کو آپ کی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرتے۔ کچھ یوں عبد اللہ بن عمر بوقت رکوع رفع
یدین کرتے تھے رفع دست صحابہ بھی ہے

جواب: اس کے رد جواب ہیں ایک یہ کہ یہ حدیث تمہارے ہی خلاف ہے کہ
اس میں دو اعتنوں سے سمع اللہ بھی رفع یدین ثابت ہے تم صرف رکوع پر کرتے
ہو

دو کتبوں سے نیکو وقت نہیں کرتے دوسرا یہ کہ ہم دوسری فصل میں حدیث
ہیں سرچے ہیں کہ حضرت محمدؐ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر کے پیچھے
نماز پڑھی۔ صرف عکس تحریر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے جب حضرت ابن عمر کے دو فصل
میں ہوئے بوقت رکوع ہاتھ اٹھاؤ اور نہ اٹھانا اس میں حدیثوں کو اس طرح جمع کیا جا
سکتا ہے کہ ان میں سے پہلے آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اور صبح کی خبر کے بعد اٹھاتے تھے
کیونکہ اس حدیث میں وقت کا ذکر نہیں کہ سب در اس زمانہ میں اٹھاتے تھے لہذا
حدیثیں جمع ہو گئیں چنانچہ محدثین شریف میں ہے

فقد يجهلون ان يسمون ابن غمر فعن مناد طائوس قبل ان يفتوم

لِخُشْرَةٍ عِنْدَهُ يُنْجِيهِ ثُمَّ قَامَ لِحُجَّتِهِ عِدَّةً يُنْجِيهِ وَتَرَكَهُ
وَلَقَدْ قَدْ ذَكَرَهُ عِنْدَ مُجَاهِدٍ.

جائز سے کہ سیدنا ابن عمرؓ نے یہ حدیث اس کے ساتھ کہ یہ حدیث صحیح ہے پہلے
کہ جب سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ کو حج پر لے کر گئے تھے تو چھوڑ دیا وروسیا جو
مجاہد سے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱) یہ حدیث صحیح ہے۔ ایک حدیثیں درست ہیں
مختلف اقوال میں مختلف ہیں۔ اگر وہاں کو ایک حدیث چھوڑ دیا جائے گی ہے کسی حدیث
کو چھوڑنے سے دونوں صحیح کا منظر ہے۔

یہ حدیث غیر مقدس کے مذکورہ عمر اس کے لفظی صاحب کے جو بات کا صحیح مقدمہ
کے کون جواب نہیں دے

مسلم شریف نے حضرت دانیال ابن جبر سے روایت کی جس کے بعض الفاظ یہ
ہیں

قَدْ قَامَ مَعَ هَذِهِ رَفَعَ بِدِيهَ لَمَّا سَجَدَ سَجْدَةً بَيْنَ كَتِفَيْهِ
جَبَّ هَوْنًا عَلَى اللَّهِ صِدْقًا وَاسْمًا مَسْمُوعًا مَعَهُ حَبِيبُهُ فَرَأَوْهُ
بِهِ دُونَ مَا تَحْتَهُ حَبِيبُهُ وَاسْمًا مَسْمُوعًا مَعَهُ حَبِيبُهُ فَرَأَوْهُ
اس سے بھی رفع پرین ثابت ہے۔

جواب۔ حضرت دانیال ابن جبر بھی اللہ تعالیٰ علیہ السلام کی یہ روایت سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ
روایت سے نقل ہے جس میں مسند میں حضرت دانیال ابن جبر صرف ایک ہی بات لکھی ہے
کی روایت کرتے ہیں کیونکہ ابن عمرؓ کی روایت کے ساتھ وہی حدیث ہے جس میں
ایک آدمی بار حضور کے پیچھے لہڑ پڑھی انہیں حج احکام کی خبر بشکل ہوئی تھی کہ
حضرت ابن مسعودؓ حضور کے ساتھ رہتے تھے بڑے عام و فقیر صحابی تھے نیز
حضرت دانیال ابن جبر حضور کے پیچھے آخری صف میں کھڑے ہوئے ہوں گے
حضرت ابن مسعودؓ صرف اس میں خالی حضور کے پیچھے کھڑے ہوتے دے
صحاب ہیں یونکہ حضور کے پیچھے صحابہ فقیر و صحابہ کرام ہوتے تھے لہذا یہ

عظیم و عظام

لیسی منکم اولی الا حلال و لیس

ترجمہ میں سے مجھ سے قریب وہ ہے جو علم و عقل والا ہو۔

پہلے منہ عام عظیم میں ہے کہ کسی سے قریب رہتا ہے جس کی حدیث میں
عمر کی حدیث کے متعلق روایت یا جس میں اس سے حج پر لے کر دیا گیا ہے
حضرت ابن عمرؓ نے انہیں جواب دیا

فَقَالَ امْرَأَتِي لَا يَحِلُّ لِي بِشَرِّهِمْ وَلَا يَحِلُّ لِي بِشَرِّهِمْ وَلَا يَحِلُّ لِي بِشَرِّهِمْ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْوَاحِدَةُ وَفَدَّ حَذَانِي مِنْ لَا حَصِي
هَسْ عِدَّةُ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ اللَّهُ كَانَ يَرْفَعُ بَدِيهَ لِي بِدِيهَ بَصُولَةِ لِقَطْ
وَحِكَاةِ هَسْ لَيْسَ هَسْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِدَّةُ اللَّهِ عَالِمٌ بِشَرِّهِمْ
لَا يَحِلُّ لِي بِشَرِّهِمْ وَلَا يَحِلُّ لِي بِشَرِّهِمْ وَلَا يَحِلُّ لِي بِشَرِّهِمْ
لَهُ لِي الْوَاحِدَةُ وَفَدَّ حَذَانِي مِنْ لَا حَصِي لَيْسَ هَسْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَالًا بِحَصِي

ترجمہ۔ آپ نے فرمایا کہ دانیال ابن جبرؓ کی روایت کے ساتھ وہی حدیث ہے
کے احکام سے چارے والے نہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک
آدمی کی لہڑ پڑھ سکے اور مجھ سے ہے شام حضور نے حضرت ابن مسعودؓ
سے روایت کی کہ آپ صرف بتلے دینا نہیں ساتھ اٹھاتے تھے اور یہ حضور
سے نقل فرماتے تھے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ احکام و احکام سے
جبر دار حضور کے ساتھ کی تحقیق جبر سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے عروہ حضور کے ساتھ تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
بے شمار یہ پڑھیں

خداوند یہ کہ عام و فقیر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ رہتے
صحابی روایت کو ترجیح دیتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت قابل عمل ہے

اور اس روایت کے مقابل سندنا وائل بن حجر کی روایت ناگاہل عمل انہوں سے ہے
یہاں سے پہلے کا فصل ملاحظہ فرمائیے اور وہی نقل فرمائیے۔

طبر مقلد کا اس پر پہلا اعتراض مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ہاں
داروں کرتے ہوئے لکھتے ہیں مفتی صاحب نے حدیث کے الفاظ درج کر کے اس معنی
کرنے میں پ مصعب مفتی کا وہ ہر پاس کہیں کیا اصلی الفاظ ہیں۔

یسی مسکم اولو لاخلام والہی مشکوٰۃ صحیح مسلم۔ علامہ ابی شامہ
مسلم میں اس کا معنی کرتے ہیں

معناہ اب لغویون لعلاء۔ یعنی وہ لوگ غلام اور گناہ کا حکم دیتے عقل
والے لوگ قلب الدین والوں میں سے ترجمہ مشکوٰۃ میں اور مولوی عابد الرحمن صمدی
کا مدعی حنفی ہے صحیح مسلم سے ترجمہ میں یہی معنی کیا ہے جس سے واضح ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلی صف میں کمرے کوئے کا حکم دینے میں مراد کو تھا اور چونکہ
کسی قرینہ و شہید سے ہاں رہے کہ حضرت وائل بن مسعود حدیث میں تشریف
لے رہے تھے عاقل بالغ تھے یہ مفتی صاحب کا یہی کہنا کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ
تھی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حزن صف میں کمرے کوئے ہوں گے لغوی ہوں
سے مفتی اب یہاں کہتے ہوں گے سے کام نہیں چلے گا کوئی صحیح دیکھ کر پیش
کیجئے۔ (۲۱۶) یہاں سے صحت

لو کہ اب اول مفتی صاحب معناہ سے یہ ترمیم حدیث میں الفاظ پ
پان سے رخ کیے اور یہ معنی میں ہی ہوں گی وہاں جی کا الزام کھل عطا ہے عاقل
سے الفاظ درج کر کے احادیث کے یہ وہ مفتی صاحب کا (بیسیسی) ہے
کاش پہلی جی مسلم شریف کی عبارت کا ہیں۔ ہمارے بھی ترجمہ میں تو اس الزام کی بات
ہے کہ مسلم شریف میں یہ وہ حدیث کے متن الفاظ (بیسیسی) در اس جگہ ہیں
نہیں) کہ الفاظ ہیں جو اس طرف سے ہے کہ مسلم کے اس نسخہ میں یہ بھی الفاظ ہیں
جب کہ دونوں طرح الفاظ میں مصححی کون لڑتی ہیں تو پھر مفتی صاحب کو الفاظ

کرنے سے کیا غرض اب معنی کی طرف انہیں مفتی احمد یار خاں نبوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(بیسیسی مسکم اولو لاخلام والہی) کا معنی فرمایا ہے (تم میں سے مجھ سے
قریب وہ ہے جو علم و عقل والا ہو) (شراح مسلم علامہ ابی شامہ کی شرح میں لکھتے
ہیں

وَأُولَئِكَ لَا خِلَافَ لَهُمْ لِعُقْلَاءَ وَقِيلَ ابْ لَغَوِيٍّ وَلَهُمْ بَصِيحٌ الْقَوْلِ
لَمَعْنَى لُغَوِيٍّ مِّنْ يَقُولُ وَأُولَئِكَ لَا خِلَافَ لِعُقْلَاءَ يُكُونُ الْقَوْلُ بَعْنَى
قَوْلِ أَخِيهِ الْقَوْلُ عَطْفٌ أَحْذَرُ عَلَى لَا خِلَافَ تَأْكِدًا وَعَنْ
ثَابِتٍ مَعْنَاهُ ابْ لَغَوِيٍّ لِعُقْلَاءَ۔

یعنی اولو لاخلام عقلاء میں اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بالغ ہیں اور انہیں صمد
ہوں گے ساتھ کا معنی اہل عقول ہیں اس سے قول پر جو کہتا ہے کہ (اولو لاخلام) کا
معنی عقلاء ہے تو یہ دو الفاظ ایک معنی میں ہیں جب کہ لفظ مختلف ہو تو ایک کا دوسرے
پر تاکید کے طور پر عطف کیا گیا اور اس قول پر اس کا معنی بالغ عقل والے ہیں۔ اس
سے نیچے لڑتے ہیں۔

ابن فضل کو مقدم کرنا سنت ہے

فَبْنِي هَذَا لِحَدِيثِ تَفْسِيرِهِ لَا فِصْلَ لِمَا فَصَّلَ لِي لِأَمَامِ لَانَّةِ
مُسَحَقٍ وَتَحْرِمُ وَلَا تَنْتَاجُ بِي اسْتِحْلَافٍ فَيَكُونُ هُوَ وَبِي
وَلَانَّةِ بِمَقْطَعٍ لَفْظِيهِ لِأَمَامِ عَنِ تَهْوِيهِ تَابَعِيْلٍ غَيْرُكَ
وَيَضْبُطُ جَمْعَهُ بِضَوْاهِ وَيَحْمَلُهَا وَيَضْبُطُهَا وَيَضْبُطُهَا الْكُتُبُ وَ
بِفَتْوَى بِفَتْوَاهُمْ مِّنْ وَرَاءِهِمْ وَلَا يَخْصُصُ هَذَا تَفْسِيرُهُ بِضَوْاهِ
بِإِسْنَةِ ابْنِ يَزِيدٍ هُنَّ الْفُصْلُ فِي كِتَابِ مَجْمَعِ بِي لِأَمَامِ وَتَحْرِمُ
لِمَجْلِسِ كَمَجْلِسِ أَعْمَ وَتَفْصِيْلُهُ وَتَذْكَرُ وَالْمَشَاوِرَةُ مَوْلَى
لِقَبْلِ زَمَانَةٍ بِضَوْاهِ وَتَذْكَرُ بِسِ وَالْإِسْنَةُ وَالْمَشَاوِرَةُ لِحَدِيثِ
وَتَحْوِيَهَا وَيَكُونُ الْكُتُبُ لِيَهَا عَنِ مَرَاتِبِهِ فِي مَعْلَمٍ وَتَذْكَرُ

و لعقل و الشرف و البصيرة (الخ) شرح نوبی مسطور ج ۱ ص ۸۸

[illegible]

یوں رحمتِ شعلیہ سے ورنہ۔ آپ حدیث سے پیش نظر تھے صائب کا کہنا کہ حضرت
وکیلؑ نے حجۃ الوداع میں جنت سے ملنے کے لیے ۱۰ میل سے زائد

سب یہ مسند کا اور عرش مد خط و لکھتے ہیں جس سے داخل میں جو بھی تہ
تعاونی عمل حدیث ریح یہاں کی صحیح سب جیسا کہ معنی صا سب بھی سب سے متعلق ہیں
اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت عدم رفع کی صحیح نہیں تفصیل آگے
اس سے اللہ سب بعد صلی علیہ وسلم حدیث و یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی
حدیث سب عام نہیں ہو سکتی کیونکہ تعارض کے نیچے دونوں احادیث کا ہم پلہ ہونا نہ
ہو۔ (نام نہاد، برحق، ص ۱۳۵)

جو بصرہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ یہ روایت
کی حکمت ہم نے انحصار توفیق و باب میں غلط فہمی سے ثابت کر دی ہے اور ہا
میر مقلد کا واصل میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ مقلد نے یہ روایت
یہ روایت کو تب اس طرح جو مذہب یہ فاسد نہیں بھی ہو چکا ہے۔ فاسد ہے۔
مقلد نے یہ روایت کو وہ شریعت میں موجود ہے جس میں حدیث سے مراد ہے
روایت بھی یہ ہے۔ مقلد نے یہ روایت کو جس میں حدیث سے مراد ہے۔
مقلد نے یہ روایت کو جس میں حدیث سے مراد ہے۔

سید محمد رفیع علی

عَنْ أَبِي نَسْرِ بْنِ خُبَيْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا كَثُرَ رُفِعَ يَدَاهُ لَدُنْ نَحْوِ نَحْوِ ثَمَانِينَ مَرَّةً بِرَأْسِهِ؛ دَخَلَ يَدَهُ فِي ثَوْبِهِ سَجْدًا وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَدَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ بَصَافٍ رُفِعَ يَدَاهُ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالُوا فَهَكَذَا هُوَ كَرْتُهُ ذَلِكَ يَحْسِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَحْسِبُ فَالَّذِي هِيَ صَوْنُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَدَهُ مِنْ فَعَدَةِ وَرُكْعَةٍ مِنْ وَرُكْعَةٍ

مخالف نہ کرو۔

نوٹ ضروری: دیر و غازی خان کے وہابی غیر مقلدوں کی طرف سے رفع یدین کے متعلق ایک لریکٹ مفت تقسیم ہوا مجھے بھی بھیجا گیا اس میں یہ اعتراض بہت جوش کے لب و لہجہ میں مذکور ہے۔ اب تک پرالے وہابیوں کو نہ سوجھا تھا۔

جواب: وہابی جی تم نے یا تمہارے کسی ہمنوا نے جھوٹی حدیث گڑھ توئی مگر گڑھنا نہ آئی جھوٹ بولنے کے لیے بھی سلیقہ درکار ہے تمہاری اس گھڑی ہوئی حدیث نے ہی تمہارے مذہب کا جیز و غرق کر دیا۔ چونکہ تم نے اس کی استاد بیان نہ کی اس لیے استاد پر بحث نہیں کی جاسکتی۔ اور نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا گھڑنے والا کون ہے الہت متقن حدیث پر چند طرح گفتگو ہے ایک یہ کہ آپ نے انحر کے معنی کیے رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانا یہ لغت کی کون سی کتاب سے ثابت ہیں انحر کے معنی ہاتھ اٹھانا رکوع سے پہلے اور بعد اٹھانے معنی کی پوٹلی ایک لفظ غریب کس نے بھر دی کیا جبرائیل علیہ السلام کو لغت عرب کی بھی خبر نہ تھی جو انحر کے معنی یہ بتا گئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت اطہار نے بھی نہ پوچھا کہ اے جبرائیل انحر کے یہ انوکھے معنی کہاں سے لیے گئے اور کیسے لیے گئے لغت کا حوالہ پیش کرو اگر قرآن و حدیث کے ایسے معنی اولے شروع ہو گئے تو دین کا رب ہی حافظ ہے۔ صلوٰۃ کے معنی روٹی کھانا زکوٰۃ کے معنی پانی پینا حج کے معنی کپڑے پہننا صوم کے معنی چار پائی پر سونا جہاد کے معنی دکانداری کرنا کرلو چلو اسلام کے پانچوں ارکان ختم ذرا شرم کرو اپنے نامذہب مذہب کو بتانے گئے لیے کیوں ایسی حدیثیں گڑھتے ہو۔

دوسرے یہ کہ یہاں انحر صلوٰۃ پر معطوب ہے اور معطوف ہمیشہ معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے تو چاہیے کہ انحر سے مراد رفع یدین نہ ہو کہ یہ نماز کا جزء ہے نہ کہ نماز کا غیر۔

تیسرے یہ کہ جب وہ انحر کے معنی ہوئے رفع یدین کرنا اور یہ امر قرآن کریم میں نماز کے حکم کے ساتھ مذکور ہوا تو چاہیے کہ جیسے نماز فرض قطعی ہے کہ اس کا منکر دین سے خارج ہو جاتا ہے ایسے ہی رفع یدین فرض قطعی کہ اس کے سارے منکر کافر ہوں تو

تم اور تمہاری ساری جماعت اسے فرض کیاں نہیں کہتے۔ صرف سنت کیوں کہتے ہو اور جب غیر مقلد خفیوں میں پھنسیں تو رفع یدین چھوڑ کیوں دیتے ہیں یہ کہہ کر کہ رفع یدین کرنا بھی سنت ہے نہ کرنا بھی جس پر چاہو عمل کر لو بتاؤ اس کی فرضیت کے منکر ہو کر تمام وہابی کون ہوئے۔

چوتھا یہ کہ کسی محدث نے رفع یدین کو فرض قطعی نہ کہا امام ترمذی نے رفع یدین نہ کرنے کی حدیث کو حسن فرما کر فرمایا کہ اس پر بہت علماء صحابہ و تابعین کا عمل ہے فرماؤ امام ترمذی اور سارے محدثین رفع یدین کی فرضیت کا انکار کر کے تمہارے نزدیک اسلام کے دائرہ میں رہے یا نہیں اور اب ان کی کتب سے حدیث لینا شرعاً جائز یا ناجائز۔

پانچواں یہ کہ ہم پہلی فصل میں دلائل سے ثابت کر چکے کہ حضرت ابو بکر صدیق - عمر فاروق - علی المرتضیٰ - عبد اللہ ابن عباس - عبد اللہ ابن عمر - عبد اللہ ابن مسعود - عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ رفع یدین نہ کرتے تھے بلکہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے سخت منع فرماتے تھے تو ان کا بڑا فریضہ قرآنی جو نماز کی طرح فرض ہوا ان صحابہ پر فرض رہا اور آج چار سو برس کے بعد دیر و غازی خان کے ایک وہابی کو معلوم ہوا حیرت در حیرت کا باعث ہے یا نہیں۔

چھٹا یہ کہ تم نے یہ گھڑی ہوئی حدیث حضرت امیر المؤمنین مولانا کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کی تو حیرت ہے کہ حضرت علی خود یہ روایت بیان فرماتے ہیں اور خود ہی اس کے خلاف کرتے ہیں کہ رفع یدین نہیں فرماتے آخر خود کیوں عمل چھوڑ دیا۔

ساتواں یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل سے و انحر کے معنی پوچھے اور پھر خود ہی اس پر عمل نہ فرمایا جیسا کہ ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے چاہیے تو یہ تھا کہ رفع یدین کی ایسی ہی تبلیغ فرمائی جاتی۔ جیسا نماز کی فرضیت کی تبلیغ کی گئی اور رفع یدین نہ کرنے والوں پر ایسے ہی جہاد کیا جاتا جیسے حضرت صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکرین پر

فرمایا ملا جلی حدیث گھڑنے سے پہلے تمام اونچے نیچے سوچ لینی چاہیے۔ مسلمانوں اور کفر
یہ ہے ان لوگوں کی اتباع حدیث جو ہم سے ہر مسئلہ پر بخاری و مسلم کی حدیث کا مطالعہ
کرتے ہیں اور اپنے لیے ایسی ہی حدیثیں گھڑ دیتے ہیں خوف خدا نہیں کرتے شاید
انہی حدیث کے معنی ہیں حدیث بنائے والے حدیث ڈھانٹنے والے پادری ہے کہ مفتی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے غیر مقلدوں کے مذکورہ اعتراض کے جوابات پر
غیر مقلد وہابی نے کچھ نہیں لکھا تا کہ وہ بیوں کے کڑووں پر مزید لوگ آگاہ نہ ہوں
اور جگہ رسوائی نہ ہو نیز اس کے جواب نہ دیتے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ واقعہ ہی نام نہاد
اہل حدیثوں نے مذکورہ حدیث گھڑی ہے تو جو لوگ اپنے خود ساختہ مذہب کو دلیل مہیا
کرنے کو حدیث گھڑنے سے بھی دریغ نہ کریں ان پر کیا افتاد کیا جائے جاہ الحق سے
غیر مقلدوں کا اعتراض نمبر ۱۱

حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: **إِذَا كُنْتَ حَدِيثَ فَهَوٍ مَذْهَبِي**۔ جب کوئی
حدیث ثابت ہو جائے تو وہ اسی میرا مذہب ہے۔

چونکہ رفع یدین قرأت خلف الامام کے متعلق ہم کو ثابت ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ کا
قول حدیث کے خلاف ہے اس لیے ہم نے ان کا قول دہرایا ہے۔ ہر مذہب اور حدیث
رسول پر عمل کیا خود تحقیق کر کے حدیث پر عمل کرنا یہی حقیقت ہے۔ (عام وہابی)

جواب: جی ہاں اور خاص کر جب کہ حدیث کے محقق آپ جیسے حنفیہ والے
محقق ہوں جنہیں امتحان کرنے کی تیز فہم جو بخاری و مسلم کو مسلم حدیث کو حدیث
فرمایا جناب حضرت امام صاحب نے آپ جیسے بزرگوں کو یہ کھلی اجازت نہیں دی
امام کے فرمان کا ترجمہ یہ ہے: **إِذَا كُنْتَ حَدِيثَ فَهَوٍ مَذْهَبِي**۔ جب حدیث ثابت ہو
گئی تو وہ میرا مذہب ہوگی ہے یعنی اے مسلمانوں! ہم نے ہر مسئلہ پر حدیث رسول
تلاش کی اور اس کے ہر پہلو پر ہر طرح غور و خوض و بحث نہیں کی اسناد اور متن خوب
گراں گرم جرح و قدح کی جب ہر طرح ثابت ہوئی تو اسے اپنا مذہب بنایا گیا یہ مذہب
بہت پختہ اور تحقیقی ہے لہذا تم خود حدیث کے سمندر میں نہ کودنا ایمان رکھو بیٹھو گے

ہمارے کالے ہوئے موتی استعمال کرنا سمندر سے موتی نکالنا ہر ایک کا کام نہیں صرف
غواص کا کام ہے اگر پیساری کی دکان کی دوائیں پیار پی دوائے سے استعمال کریں تو وہ
ہلاک ہو جائیں حکیم کی تجویز سے استعمال کرو قرآن و حدیث روحانی دواؤں کا دواخانہ
ہے امام اعظم طیب اعظم ہیں قرآن و حدیث کی دوائیں ہوں امام برحق مجتہد ہو دیکھو
بھر فائدہ ہوتا ہے یا نہیں؟

حضرت امام کے خدوں کا یہ مطلب نہیں کہ میں نے شریعت کے سارے قوانین و
مسائل بغیر سوچے سمجھے ان کی پیروی سے بیان کر دیئے ہیں اسے نا سمجھ نادانوں تم حدیث
کے خلاف سلا ترچے کرتے جانا اور مذہب میں نئے پھیلاتے جانا جب ایک قائل طیب
بغیر تحقیق اور بغیر سوچے سمجھے ایک ہمارے لیے نسخہ نہیں لکھتا تو امام اعظم ابو حنیفہ جیسے حکیم
ملت مراجع امت نے آنکھیں بند کر کے بغیر قرآن و حدیث دیکھے روحانی نسخے قیامت
تک کے مسلمانوں کے لیے کیسے لکھ دیئے۔ رب تعالیٰ سمجھ دے۔ واضح رہے کہ اس پر
بھی غیر مقلد صاحب نے کچھ نہیں لکھا اس طرح مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ کے
متعدد عقلی و فطری دلائل اور اعتراضات کا غیر مقلدوں کی طرف سے جواب نہ آتا مذہب
احناف کی حقانیت کا واضح ثبوت ہے۔ یہاں تک بقولہ تعالیٰ جاہ الحق کے پچہ ہاں پر
بحث پوری ہوئی جس میں ہم نے قارئین کرام کے استفادہ کے لیے جاہ الحق کی پوری
عہدہ نگاری اور غیر مقلد کے اس پر اعتراضات و دلائل لکھ کر ان کا دلائل سے رد
محاسبہ کیا اس پر یہاں تک شائع کرنے کے بعد باقی چ کام ہماری رکھنے کا پروگرام ہے اللہ
سبحانہ تعالیٰ تعزیر کی اس سہی قبل کو قبول فرما کر اس پر اور عظیم و کثیر مدد فرمائے اور اسے
ہر خاص و عام کے لیے علیہ و آلائہ علیہ

اللهم ربنا آمین بحرمۃ و صلک الکریم الامین
فقہر عبد مصطفیٰ خادم رجا محمد محبت علی لادری
بقر اللہ لہ ووالدیہ و لکلموسس یوم یوم الحساب

ہم غیر مقلد صاحب کا سٹو کھانے کا مطالبہ پورا کرتے ہیں

اعبرنا ابو الحسن الفضل بغدادی البأ ابو عمر ابن السمعانی لنا
محمدا بن عبد الله بن المتوفى نا ابو حلیفة لنا سعید بن ذری
عن ابیه عن انس قال من اخلاق النبوة تعجیل الاططار و تاخیر
المسحور وضعك یمینك علی شمالك فی الصلاة تحت المروة
فقوله به ذری و لیس بالقوی

(حدیث البیہقی ص ۳۳ منقول کثیرہ ہے یہ وہی اشام)

لیس بالقوی کی جرح کا جواب :

امام بخاری نے لیس بالقوی کہا تو یہ درجہ حسن کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ وہابی
مسلوی ارشاد الحق اثری توضیح الکلام فی وجوب التزکوة خفف الامام میں لکھتا ہے :

یطلق لیس بالقوی علی الصديق (توضیح الکلام ص ۱۸۸ ع ۱۷۱)

اور اثری عبد الرحمن المعینی کے حوالے سے لکھتا ہے :

و کلمة لیس بالقوی اما تبھی الدرجة الکاملة من القوة

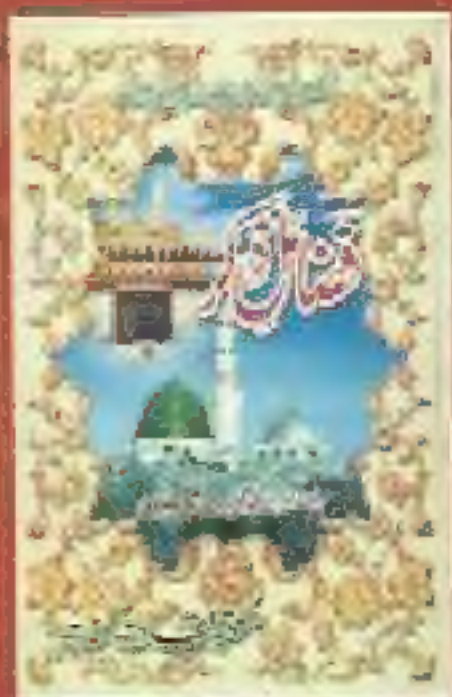
(الکمل ہدای ص ۱۳۲) (توضیح الکلام ص ۱۶۹)

پھر اثری علامہ لکھنوی کی غیث الغمام ص ۱۵۸ کے حوالہ سے لکھتا ہے :

ان معجود المسحور یکتون الراوی لیس بالقوی لا ینافی کون

حدیثہ حسنا ان لم یکن صحیحہا (توضیح الکلام ص ۱۶۹)

قابل مطالعہ کتابیں



مکتبہ قادریہ سکندریہ
مکتبہ قادریہ سکندریہ
مکتبہ قادریہ سکندریہ